زمینی کے بعد ایمانی زلزلہ

مؤلف

شیخ القرآن والحدیث مولانا ولی اللہ افغانی السحانی کابلگرامی الشہید

مترجم

مولانا ضیاء اللہ صاحب

باہتمام

قطب الدین عامر لالہ جی

ناشر

ابو بسام عطاء المنعم طیب

مکتبۃ الفیصل

کابلگرام

زمین کے بعد ایمانی زلزلہ

مؤلف

شیخ القرآن والحدیث مولانا ولی اللہ الافغانی السالحی کابلگرامی الشہید علیہ رحمۃ اللہ

مترجم

مولانا ضیاء اللہ صاحب

باہتمام

قطب الدین عامر لالہ جی

ناشر

ابو بسام عطاء المنعم طیب

مکتبۃ الفیصل
کابلگرام

کتاب کا نام	:	زمینی کے بعد ایمانی زلزلہ
مؤلف	:	شیخ القرآن والحدیث مولانا ابو ولی اللہ افغانی الحسنی کابلگرامی الشہید رحمہ اللہ
مترجم	:	مولانا ضیاء اللہ صاحب
باہتمام	:	قطب الدین عامر الاترجی
ناشر	:	ابو بسام عطاء المنعم طیب
سن طباعت	:	۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۰۱۵ء
تعداد طبع	:	۱۰۰۰
قیمت	:	۱۱۰ روپے

کتاب ملنے کا پتہ

۱۔ مکتبۃ الفیصل کابلگرام.......................ابو بسام عطاء المنعم طیب........۰۳۴۲-۲۸۱۸۳۴۹

۲۔ مکتبۃ الحبیب زکریا مسجد مین روڈ ویلا..........مولانا محمد طاہر........................۰۳۰۰-۹۷۸۷۹۵۶

۳۔ مکتبہ صدیقیہ بلگرام ویگن اڈہ...............مولوی گل شریف صاحب.........۰۳۰۷-۷۰۶۰۶۶۳

۴۔ اسلامی کتب خانہ سواڑی.........................مولوی سید قریش صاحب...........۰۳۴۲-۹۴۹۱۶۰۰

۵۔ مکتبۃ الحسان بنارس نزد الوطن ہوٹل............مولانا سلیم صاحب...........۰۳۱۵-۸۹۶۱۱۶۹

۶۔ مکتبہ امام محمد نزد مدرسہ نیو ٹاؤن............مولوی مستقیم صاحب...........۰۳۳۳-۱۲۶۶۲۱۲

۷۔ مکتبہ طاہریہ بنارس باپانان چوک.........مولانا محمد شاہ صاحب...........۰۳۱۳-۲۶۵۵۲۱۶

۸۔ مکتبہ علمیہ متصل دار العلوم سعیدیہ اوگی..............................۰۳۰۱-۲۹۰۴۵۱۵

القصیدةُ فی مرثیة الشیخ شیخ القرآن والحدیث العلامة ولی اللّٰه (المجاهدفی سبیل اللّٰه الشهیدرحمه الله تعالٰی رحمةً واسعةً)الکابلگرامی

أُصِبْنَا بِمَوْتِ الْعَالِمِ الْقَمْقَامِ — الْمُرْشِدِ الْهَادِی مِنَ الْأَعْلَامِ
شَیْخٌ وَلِیِّ اللّٰهِ کَانَ مُفَسِّرًا — وَمُحَدِّثًا فِی الْقَوْمِ ذَا الْإِکْرَام
وَمُبَلِّغًا لِلْحَقِّ مَرْءًا مُخْلِصًا — بَطَلاً شُجَاعًا کَانَ کَالضِّرْغَام
وَمُجَاهِدًا فِی اللّٰهِ کَانَ جُهُوْدُهُ — لِإِشَاعَةِ التَّوْحِیْدِ وَلِإِسْلَام
جُرْثُوْمَةُ الْإِخْلَاصِ مُشْتَمِلًا عَلٰی — خُلُقِ الْعَلِیِّ وَمُعَلِّمًا لِعِظَام
وَمُدَرِّسًا لِلْعِلْمِ یَحْضُرُ حَوْلَهُ — جَمٌّ غَفِیْرٌ هَادِیَ الْأَقْوَم
ومکرّمًا للزائرین بجُوْدِهٖ — للواردین فکانَ ذالانعام
نعم الکریم ونعمَ مجتهدُالعلی — منورانورا کدرّ سامی
اخلاقه محمودةٌ وخصاله — ممدوحةٌ تهدی اولی الاحلام
فمضت جمیع حیاتهٖ فی جهده — للدین بالارشاد والاعلام
یاحبّذا متحملا متجمل — فی النائبات الجلّةِ الجسّام
فدیٰ بنفسٍ للالٰه مسافرا — عن اهله وجمیع ذی الارحام
قُبلت شهادته ورقعة موته — فی الحق ذاک سبیلُ ذی الاَعزام
سارت بارشاداته شرقا وغربا — بالدّروسِ تلامذالاعوام
فاتوا الاخذعلومه وخصاله — یقیمون اعوما بکابلگرام
وتحصّلوا من فیضه ورشاده — شربوا من البحر اللذیذبجام
نعم المعلم کان فیضُ علومه — غیثا لاهل العلم ولالهام
ان کنتُ اقصُدمدحه بجماله — لا لستطیع الجمیع بالاقلام
فکماله وجماله معجابةٌ — اخلاقه مقبولة لانام
لما سمعت بموته ورفاته — سالت دموع القلب بالتجام
فتحیرت نفسی الکئیبه ساعةً — مُلئت من الهیبا والاوهام
سقطت لحزن فی غیابة دُجیَةٍ — واتت علیها ظُلمة الابهام
فتحزن القلب المُقتّلُ موجعا — بالغم والویلات والاَهمام

من كان ذا وجه كريم صالح　　فى لعالمين وكان خيرَامام

بل هم اضلّ كما تكلمَ ربُّنا　　إذْقد اتُوا بخطينة وحرام

يارب اكرمُهُ بفردوس العُلى　　وخفظُهُ من نارٍ ودارلئام

وارزقه غلمان الجنانِ لخدمة　　وارزقه حورَالعين ذاتَ خيام

خلتِ المجالس من محاسن درسه　　وفوائدِدُرَرٍ ذوات نظام

تبكى مساجدنا بفوت حضوره　　وَجَعَ القلوبَ بشلَّة الآم

صاح المنابر اين طارَجَليسُنا　　صرمته منّا اخبث الصُّرّام

ومجالس الابرار تَبْكى مثلُها　　بفراقِ شيخ ماهرٍ حسّام

ومدارس الاحرار صارت بَعْدَه　　مُجبَبتُ بظُلُمات البلاوغمام

ومحافل العلماء تحزن بنوىٰ　　وذهاب سيف قاطع مِجُزام

ياحزن ماللواجدين بموته　　وبلائه ولكابة الايْتام

قدخفتُ من قحط الرجال اولى الهدى　　وزوال اقوامٍ وهدمٍ دعام

ماموتُه موتا الشخص واحد　　بل موتَ عالَم وقته بتمام

ياربّنا وارحمْ على علماءنا　　بافضل نجّهمى من الظّلام

ندعو عزيزا اذاانتقام قاهرا　　يَنْجى الوَّرىٰ من سطوة الحُكّام

اهلُ الاشاعة فى المهموم كانهم　　سُحِروا اكسكران او النُوّام

وكانّه قدمات منهم والد　　اومات اكبرُهُم من الاعمام

بل جدّهم فى العلم والحق الهدى　　بل سيدلاولى الهدى وكِرام

اماابو الحسان فهو كانّه　　حُرِم الكرىٰ متعجبا النيام

كيف التّذاذى فى حيات بعدهم　　ماذا سرور مشايخ وغُلام

كن يافوادى صابرا بفراقهم　　ومصائبٍ فى هٰذه الايّام

سبحان رب العرش رب العالم الُ　　هادى البديع الغافرِ العلام

نعم مؤلّفُ قدرايت كتابه　　سَمّاه حقا باسمه الاعلام

إعلام اَعلام وتنبيه لهم　　لنجاتهم من خُسرة الآثام

لوقلت بحرٌ للعلوم ومنبعٌ　　لصدقتُ اذهو صاحب الالهام

بیاد شیخ القرآن والفقہ غزالیٔ دوران

حضرت الاستاذ مولانا ولی اللہ شہید کابلگرامی (ضلع شانگلہ)

میں تمہارا مرثیہ لکھوں ، تو کیا لکھوں گا میں ۔۔۔ ہے ستم اپنا کہ غیروں کی جفا لکھوں گا میں

اس قدر اندھیر سارے ملک پر چھایا ہے آج ۔۔۔ چہرۂ خورشید تابان کو سیاہ لکھوں گا میں

جس پہ اُس کی رُخصتی سے خون کی بارش ہوگئی ۔۔۔ ایسی بستی کو تو یاروں کربلا لکھوں گا میں

علم کا جب ذکر ہو ابلاغ کا ہو تذکرہ ۔۔۔ تجھ کو اے مرحوم ''رأس الأذکیاء'' لکھوں گا میں

اور جب روحانیت کی مجلسیں ہوں منعقد ۔۔۔ اتقیاء کا شیخ، شانِ اولیاء لکھوں گا میں

جب حوالہ مانگے کوئی، امر بالمعروف کا ۔۔۔ ''حیدر کرّار'' اپنے وقت کا لکھوں گا میں

جب تیرے گفتار اور کردار کا پوچھے کوئی ۔۔۔ ''افصح الأفغان'' تصویرِ حیا لکھوں گا میں

درد اپنی قوم کا تیرے دلِ مضطر میں تھا ۔۔۔ غیرتِ اسلاف ، اور ''کوہِ وفا'' لکھوں گا میں

آپ اِک تاریخ ، تصویرِ ''اخوند سالاک'' تھے ۔۔۔ ''وارثِ سالاک'' اب تو جابجا لکھوں گا میں

باغِ کابلگرام کو اب باغ کہنا ہے عبث ۔۔۔ اب تو اس آبادی کو ، ''دشتِ بلا'' لکھوں گا میں

جو زبانِ صدق سے جملہ کوئی صادر ہوا ۔۔۔ ہر علالت کے لئے وہ ہی دوا لکھوں گا میں

جو تیرا نازک بدن ڈھایا دستِ غیر نے ۔۔۔ بربریت کو ستم کی انتہا لکھوں گا میں

ہاتھ اٹھانے کی نہ تھی ہمت کسی فرعون میں ۔۔۔ ہو چکا ہے جو بھی ، از دستِ قضا لکھوں گا میں

آپ تھے داعی شہادت کے ، شہادت مل گئی ۔۔۔ اس شہادت کو تو عینِ مرحبا لکھوں گا میں

درد تیری قوم کا حرفوں میں ہوگا کیا بیان؟ ۔۔۔ کس طرح الفاظ میں ''آہ و بکا'' لکھوں گا میں

اور کیا تعبیر میں تیری جدائی کی کروں ۔۔۔ روح جیسے ہوگئی تن سے جدا لکھوں گا میں

کلمۂ حق جس طرح تو برملا کہتا رہا ۔۔۔ حق پرست و حق نگر ، و حق نما لکھوں گا میں

ویسے تو دعوت تیری قرضہ ہے ساری قوم پر ۔۔۔ نامِ (قطب الدین اول) پھر (عطا) لکھوں گا میں

''جنت الفردوس'' تیری روح کا ہو مستقر ۔۔۔ ہر در و دیوار پر بس یہ دعا لکھوں گا میں

تیری یادوں کے سوا ، سرمایۂ بسملؔ نہیں ۔۔۔ اے شہیدِ ناز ، کیا اس کے سوا لکھوں گا میں

(از بسملؔ (مرحوم) کابلگرامی)

فہرست عنوانات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۔ (الاحزاب ۲۳)

اَلْحَسَنُ بْنُ رَشِيْدٍ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ اَبَا حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ اَنَا حَدَّثَتْ اِبْرَاهِيْمَ الصَّائِغَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَرَجُلٌ قَامَ اَمَامَ جَائِرٍ فَاَمَرَهٗ وَنَهَاهُ فَقَتَلَهٗ ۔ (الجصاص: ۲/۳۲)

تعارف مصنف رحمۃ اللہ علیہ

میرے پیارے والد بزرگوار محترم شیخ القرآن والحدیث مولانا ولی اللہ صاحب شہید (رحمہ اللہ تعالیٰ رحمة واسعة كاملة سابغة وافرة دائمة) ضلع شانگلہ کے ایک معروف گاؤں کا بل گرام کے ایک معزز زمیندار حاجی محمد ہاشم خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے کے چشم و چراغ سنہ ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۴۰ء کو پیدا ہوئے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے ممتاز علماء سے حاصل کی، جبکہ مزید حصول علم کے لیے آپ نے پہلا سفر سنہ ۱۳۷۴ھ (بمطابق ۱۹۵۵ء) سنیگرام بونیر کا کیا، جہاں آپ نے مشہور نحوی وصرفی عالم مولوی محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مسلسل دو سال (۱۳۷۴، ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۵، ۱۹۵۶ء) انتہائی شوق و رغبت سے تعلیم حاصل کی۔

دوسرا سفر ۱۳۷۶ھ (بمطابق ۱۹۵۷ء) حیدرآباد سندھ کا کیا، جہاں آپ نے نورانی مسجد میں مولانا محمد شعیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ تعلیم حاصل کی اور بقول مولانا محمد انور (مارتو نگ کونگی والے) کے انہوں نے وہاں چند ماہ ہدایہ اور دیگر کتابیں پڑھیں۔ وہاں سے آپ مدرسہ مطلع العلوم کوئٹہ بلوچستان تشریف لے گئے، جہاں آپ نے ایک معروف قاری صاحب سے قرآن کریم کی مشق کی، اور اسی سال آپ مولوی محمد امین المصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس عربی ادب کی تعلیم کے حصول کیلئے کراچی تشریف لے گئے، جہاں سے فراغت کے بعد آپ اپنے گاؤں واپس تشریف لے آئے۔

آپ نے تیسرا سفر ۱۳۷۷ھ (بمطابق ۱۹۵۸ء) کراچی کا کیا، جہاں آپ نے جامعہ دار العلوم کراچی میں تقریباً دو سال (۱۳۷۷، ۱۳۷۸ھ، بمطابق ۱۹۵۸، ۱۹۵۹ء) انتہائی شوق، محنت اور لگن سے تعلیم حاصل کی اور علوم دینیہ کے حظ وافر سے سرفراز ہوئے۔

آپ نے چوتھا سفر ۱۳۷۹ھ (بمطابق ۱۹۶۰ء) راولپنڈی کا کیا جہاں آپ نے مدرسہ دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار میں مشہور زمانہ مفسر العلامہ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی، اور اسی سال آپ نے شیخ القران صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ تفسیر قرآن کریم بھی مکمل کیا، اور ۱۹ رجب المرجب بروز بدھ سنہ ۱۳۸۰ھ (بمطابق ۱۹۶۰ء) تقریباً ۲۰ سال کی عمر میں فراغت پائی، ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ (بمطابق ۱۵ فروری ۱۹۶۱ء) کو اپنے چچازاد بھائی مولوی محمد شعیب صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ گاؤں روانہ ہوئے۔

آپ کو چونکہ قرآن عظیم سے انتہائی عشق اور لگاؤ تھا اس لیے آپ نے کئی بار دورۂ تفسیر القرآن امام المفسرین، شیخ المشائخ، شیخ القرآن مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔

....

أولئك آبائي فجئني بمثلهم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

....

آپ شروع ہی سے دین کی موجودہ حالت کے بارے میں انتہائی فکر مند اور ہمیشہ دین کے صحیح تصور کو پھیلانے کی فکر میں رہا کرتے تھے، چنانچہ تکمیل علم کے بعد جس دن اپنے گاؤں (۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ) تشریف لائے اسی دن سے دین کی خدمت کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔

آپ نے اپنے آرام وراحت، عزت وجان سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ پر قربان کرنے کا اللہ تعالیٰ سے پکا عہد کیا اور مرتے دم تک اسی عہد پر جمے رہے، اور وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ کی عملی تفسیر بن کر اصلاح عالم کا کام اپنے گاؤں کابل گرام میں اپنے قریبی لوگوں سے شروع کیا جب کفر وشرک، بدعت ورسومات اور گمراہیوں کے اندھیرے ہر طرف چھائے ہوئے تھے۔

آپ نے دین کی محنت انتہائی سخت حالات میں شروع کی جب کہ ہر طرف سے مخالفت کی تیز و تند ہوائیں چل رہی تھیں، ہر طرف بے دینی کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے، بدعات کے بازار سجے ہوئے تھے، علماء اور عوام میں کوئی فرق باقی نہ رہا تھا اور کوئی توحید (صحیح عقیدہ) کے ساتھ اللہ کا نام لینے والا نہ تھا، بلکہ مشکل و مصیبت کے وقت اخون بابا و دیگر اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو پکارا جاتا اور ان ہی سے مدد مانگی جاتی تھی، مسجدیں ویران اور درگاہیں آباد تھیں اور شرکیہ اعمال اپنی پوری قوت کے ساتھ معاشرے میں رائج تھے، ایسے حالات میں آپ نے نہ صرف ان تمام گمراہیوں کا کھل کر رد کیا، بلکہ اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے عملی میدان میں قدم رکھا، جس کی وجہ سے آپ کو انتہائی سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ نے کسی بھی قسم کے حالات میں ہتھیار نہیں ڈالے، اور نہ ہی ماحول سے متاثر ہوئے۔

ہم نے دروغ گوئی میں ہاں ہاں نہیں کیا
ماحول سے دبے ہیں نہ حالات سے ڈرے

بلکہ ہر تکلیف پر پہلے سے زیادہ مستعدی سے کام جاری رکھتے، دین کو پھیلانے کے لیے آپ نے جس قدر تکالیف برداشت کیں وہ بیان سے باہر ہیں۔ آپ نے وقت کے ہر فتنے کا مقابلہ انتہائی دلیری سے ڈٹ کر کیا اور ہر باطل کے مقابلے میں پہاڑ کی طرح ڈٹے رہے، حق کیلئے نہ کسی سے خوف کیا اور نہ ہی گھبرائے، آپ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ کے کامل مصداق تھے، آپ جب بھی دین کی کوئی بات کرتے ہمیشہ دلیل سے کرتے۔ آپ نے اپنے خداداد ملک (پاکستان) میں اسلامی نظام کے نفاذ کی بہت کوششیں کیں اور دین کی خاطر آپ کو کئی دفعہ جیل بھی جانا پڑا، مگر پھر بھی آپ نے کبھی بھی حق کا ساتھ نہ چھوڑا، جیل میں آپ کو انتہائی سخت حالات کا سامنا کرنا پڑا، مگر آپ نے دین کی خاطر ہر تکلیف کو ہنسی خوشی سے برداشت کیا اور اس کا شکوہ سوائے اپنے رب کے کسی سے نہیں کیا، یہاں تک کہ ان تکالیف کو برداشت کرتے کرتے آپ کی دوران نظر بندی خلیفہ دوم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح یکم محرم الحرام میں شہادت واقع ہوئی اور آپ کا جنازہ امام اعظم ابوحنیفہ اور سراج الامۃ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہما کی طرح جیل سے نکلا، اللہ تعالیٰ نے آپ سے آخری سانس تک دین کی خدمت لی اور آخری دم تک دین پر جبل استقامت کی طرح ثابت قدم رکھا۔

جفا کی تیغ سے گردن وفاشعاروں کی
کٹی ہے برسر میدان جھکی تو نہیں

ماہ شوال ۱۴۲۸ھ (بمطابق نومبر ۲۰۰۷ء) سوات میں ہونے والے مذاکرات میں ناکامی کی وجہ سے سوات اور اطراف کے علاقوں کے حالات نہایت تیزی سے خراب ہونے لگے، ایسے میں میرے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ نے ان حالات کو سنوارنے کی انتہائی کوشش کی اور اس کے لیے آپ نے علماء، طلباء، عوام وخواص میں جوڑ پیدا کرنے کی انتھک (جی جان سے) محنت کی، مگر حالات کچھ وقت درست رہنے کے بعد پھر سے خراب ہو جاتے تھے، حالات کی درستگی کی کوئی امید نہیں رہی اور تھوڑے ہی وقت میں سوات اور اطراف کے پرامن علاقوں میں بدامنی کی فضا چھا گئی اور لوگوں کا انتہائی جانی و مالی نقصان ہو گیا۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے ملک، عوام اور ان کے املاک کی حفاظت فرمائیں اور جن کا نقصان ہوا ہے اللہ تعالیٰ انہیں نعم البدل عطا فرمائیں۔

حالات کو سدھارنے کی بے انتہا کوششیں کرنے کی وجہ سے ۱۷ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ (بمطابق ۱۰ جون ۲۰۰۹ء) بروز جمعرات والد محترم رحمۃ اللہ علیہ گرفتار کر لیے گئے۔ گرفتاری سے پہلے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے اکثر بیانات میں خداداد بصیرت کے پیش نظر آنے والے حالات کی پیشن گوئی کیا کرتے تھے، کہ حالات اس اس طرح ہونگے اور اس سے یہ یہ نقصانات لاحق ہونگے، اللہ کی شان سو فیصد وہی حالات پیش آئے جیسے کہ آپ نے پیشن گوئی کی تھی (سبحان اللہ) قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری کے بعد حالات مزید بگڑتے چلے گئے، ہمارے علاقہ شانگلہ کے اور خاص کر ہمارے گاؤں کابل گرام کے حالات انتہائی سخت کشیدہ ہو گئے، لوگوں میں خوف وہراس پھیل گیا اور لوگوں

نے اپنا آبائی گاؤں خوف کی وجہ سے خالی کر دیا۔

ایسے سخت حالات اور خوف کی فضا میں، صرف میرا، میرے والد صاحب کے چچازاد بھائی مولوی امان اللہ صاحب اور میرے بہنوئی مولوی محی الدین صاحب (رحمہا اللہ) کے گھرانوں کے علاوہ چند اور گھرانے گاؤں میں رہ گئے، باقی تقریباً پورا گاؤں خالی ہوگیا تھا، چند گھرانوں نے اپنے گھر اور مال وغیرہ کی حفاظت کے لیے ایک دو افراد اپنے پیچھے چھوڑے، باقی سب لوگ گاؤں چھوڑ کر دربدر ہو گئے۔

جبکہ ہمیں ہمارے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت تھی کہ اپنا گاؤں کسی حال میں نہ چھوڑنا، ہم نے ان کی وصیت پر پوری طرح عمل کیا (الحمد للہ) اور انتہائی ناساز حالات میں بھی اپنا گاؤں نہیں چھوڑا۔ اسی دوران ۲۶ شعبان ۱۴۳۰ھ (بمطابق ۱۸ اگست ۲۰۰۹ء) بروز منگل کو میرے محترم چچا جان، سسر اور استاذ مولوی احمد السلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا، اس لیے مجھے انتہائی مجبوری کے عالم میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ تعزیت کے لیے کراچی آنا پڑا۔

ان حالات میں یہ پریشانیوں پر آنے والی ایک اور بڑی پریشانی تھی، میں اپنی کم عمری کی وجہ سے پریشانی کے بوجھ تلے دب گیا تھا، ایک غم والد محترم کی گرفتاری کا، دوسرا محترم چچا جان کی وفات کا، مگر اللہ تعالیٰ نے ایسے سخت مشکل وقت میں بہت صبر عطا فرمایا۔ (اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ)

(لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ)

والد محترم کی پہلی گرفتاری سے رہائی تک میں نے یہ وقت بہت پریشانی کے ساتھ کراچی میں گذارا مگر یہ وقت میں نے اپنے لیے غنیمت سمجھا اور والد محترم کی خواہش کے مطابق ان کی پشتو تالیفات کے اردو ترجمے کی اشاعت کی کوششوں میں لگ گیا، اس کے لیے میں ان کے مخلص خادموں، شاگردوں اور دیگر محبین و بزرگوں سے ملا، جنہوں نے انتہائی اخلاص اور محبت سے اس کام میں میرا ساتھ دیا اور اس عظیم مقصد کو پورا کرنے میں میری ہر طرح سے مدد کی۔

آخر کار ان کی دوبارہ گرفتاری کے بعد یکم محرم الحرام ۱۴۳۲ھ (بمطابق ۸ دسمبر ۲۰۱۰ء) بروز بدھ، وہ سیاہ دن آگیا جس نے ہمارے اوپر پریشانیوں کی تنی سیاہ چادر کو مزید تاریک کر دیا، جب مجھے یہ خبر ملی کہ

میرے پیارے مشفق ومربی محترم والد ماجد شیخ القرآن والحدیث مولانا ولی اللہ کا بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ ہمیں اور اپنے ہزاروں شاگردوں کو اس دار فانی میں سوگوار چھوڑ کر رب ذوالجلال سے جا ملے ہیں۔

میرے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ نے ملک خداداد میں اللہ تعالیٰ کے قانون کی بالادستی کیلئے آخری لمحات تک جدوجہد کی۔ نفاذ شریعت کے عظیم مشن کیلئے جدوجہد کرتے ہوئے یکم محرم الحرام بروز بدھ بوقت سحر اپنے مقصد حیات (شہادت) میں کامیاب ہو کر تقریباً اکہتر (۷۱) سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

ایسی شہادت، اور اپنے رب سے ایسی ملاقات تو خوش نصیبوں کو ہی ملا کرتی ہے، (اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع اور دین پر استقامت نصیب فرمائیں) آپ کی شہادت سے قرآن وسنت کے عاشقان اور تشنگان علوم نبوت اپنے بڑے مخلص خیر خواہ، مدبر، غیر تمند اور دلیر رہنما سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محروم ہو گئے، کہ ایسے مخلص رہنما صدیوں میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔

آپ کی شہادت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور نشریاتی اداروں اور اخبارات نے اس المناک سانحہ کو نمایاں جگہ دی۔

روزنامہ محشر کراچی (جلد نمبر ۵ جمعرات ۲ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ شمارہ نمبر ۶ بمطابق ۹ دسمبر ۲۰۱۰ء) نے اس سانحے کے بارے میں کچھ اس طرح لکھا:

مولانا ولی اللہ کا بلگرامی کا دوران حراست انتقال: مرحوم ملاکنڈ ڈویژن میں آپریشن راہ نجات کے بعد سے زیر حراست تھے، انتقال پورن ہیڈ کوارٹر میں ہوا۔

مجھے ایک معتبر آدمی نے بتایا کہ: شیخ القرآن صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے وفات کی رات خواب میں دیکھا کہ آپ کا چہرہ بہت چمک رہا تھا، نئی سبز پوشاک میں تھے اور بہت خوش نظر آرہے تھے۔ میں جب نماز فجر سے فارغ ہو کر مسجد سے نکلا تو خبر آئی کہ مولوی صاحب وفات پا گئے ہیں، تو فوراً میں اور میرا بھائی اپنی گاڑی میں لوربٹ کیمپ پہنچے، ہم نے دیکھا کہ اسی دوران ایک گاڑی باہر آئی جس میں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جسد خاکی باعزت طریقے سے رکھا ہوا تھا، بعد ازاں گاڑی گاؤں کی طرف روانہ ہوئی اور ہم بھی ان

کے پیچھے اپنی گاڑی میں کابل گرام پہنچ گئے۔

والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کا جسد خاکی تقریباً ساڑھے نو (۹:۳۰) بجے صبح گاؤں لایا گیا، پھر تجہیز و تکفین کی تیاری شروع ہوئی جس سے ہم ڈیڑھ (۱:۳۰) بجے کے قریب فارغ ہوئے۔ پونے دو (۱:۴۵) بجے گاؤں کے قطبی راستے سے بجانب مشرق بڑے کھیت میں جنازہ لے جایا گیا، جہاں بندہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ جنازہ سے فارغ ہوتے ہی جنازہ جلدی سے اٹھایا گیا، تاکہ منہ دکھائی کی رسم کا کوئی مطالبہ نہ کرے اور دفن میں تاخیر نہ ہو جائے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلاف ورزی نہ ہو۔

الحمد للہ! والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تمام خدمت میں بندہ شریک رہا اور کوئی کام خلاف سنت نہیں ہوا۔ بیلو کی مسجد سے جنوب کی طرف والد صاحب کو سپرد خاک کر دیا۔ دفن کے کافی عرصے بعد دو آدمیوں نے مجھے یہ بتایا کہ جس جگہ آپ لوگوں نے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا ہے اس جگہ کے متعلق شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا تھا کہ قبر کے لیے یہ جگہ مجھے بہت پسند ہے۔

....

مضت الدهور وما أتين بمثله
ولقد أتى فعجزن عن نظرائه

....

نوٹ: میں والد محترم شہید رحمہ اللہ کی شہادت (محرم الحرام ۔۔۔ ۱۴۳۲ھ بمطابق ۔۔۔ دسمبر ۲۰۱۰ء) کے بعد عربی کورس کیلئے کراچی روانہ ہوا، یہ والد محترم کی خواہش بھی تھی، الحمد اللہ یہ بھی اللہ تعالی کے فضل سے پوری ہوئی چھٹیوں میں دورۂ تفسیر کے بعد (شوال المکرم ۔۔۔ ۱۴۳۲ھ ۲۰۱۱ء) تدریس کیلئے دار العلوم شگی ویسہ اٹک چلا گیا الحمد للہ دو سال یہاں تدریس میں مشغول تھا، آئندہ سال کیلئے مدرسہ سے کسی مجبوری کی وجہ سے رخصت حاصل کی اور بروز جمعہ یکم ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ بمطابق ۔۔۔ ۲۰۱۴ء کراچی کیلئے عازم سفر ہوا تا کہ والد محترم رحمہ اللہ کی کتابوں کی تصحیح اور طباعت کا اہتمام کروں الحمد للہ اب وہ کتابیں طباعت کیلئے تیار ہوئے ہیں اور ہمارا ارادہ ہے کہ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے موقع اور مناسبت اور اسباب کے لحاظ سے صرف یہ ہی کتابیں نہیں بلکہ تمام مخطوطات انشاء اللہ مسلمانوں کیلئے منظر عام

میں لائیں۔

التماس: تمام مسلمان بھائیوں سے دعاؤں اور ہمدردی کی اپیل کی جاتی ہے، نیز کتابوں میں غلطی کی اطلاع کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مملکت خداداد پاکستان اور تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق اور دین اسلام پر استقامت اور ان کو امن و سکون اور اطمینان نصیب فرمائیں اور اغیار کے مکر و فریب سے پاکستان اور مسلمانوں کی حفاظت فرمایں۔(آمین)

نوٹ: انشاء اللہ والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح پر کتاب لکھنے کا ارادہ ہے۔

قطب الدین عامر (لالہ جی)

{.............................}

عرض ناشر

۱۔ والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے چچازاد بھائی مولوی امان اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے اور اجازت بمعہ چند شرائط کے ساتھ ایک ساتھی والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے درس کو میموری کارڈ سے جمع کرتا رہا اور ساتھ ہی ایک بندے سے اس کی کمپوزنگ بھی کرواتا رہا، بالآخران دونوں نے آپس میں اس کمپوز شدہ تفسیر کے مواد بمعہ جملہ حقوق پر سمجھوتہ کیا۔ جب ہم نے ان سے اس کمپوز شدہ مواد کی ایک کاپی طلب کی تو انہوں نے کمپوزنگ کے عوض میں ساڑھے تین لاکھ روپے بمعہ تفسیر کے چند طبع شدہ نسخے مانگے جبکہ جمع کرنے کے عوض میں تیس ہزار روپے بمعہ تفسیر کے پچاس طبع شدہ نسخے مانگے۔ دو مخلص بھائیوں نے ڈھائی لاکھ روپے اور تفسیر کے چند نسخوں پر بات ختم کی اور ہم نے انتہائی مجبوری میں اپنی زمین بیچ کر وہ رقم چکائی، ایسوں کے لیے میرا قہار، جبار، ذوانتقام، شدید العقاب اللہ ہی کافی ہے۔

۲۔ بعض اللہ کے بندوں نے بغیر ہماری اجازت کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تصانیف کو بے کار اور ردی قسم کے کاغذ پر چھاپا، جو انتہائی نامناسب ہے۔

۳۔ والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے دورۂ تفسیر کی جمع اور تالیف کے لیے ہم نے ہر طرح کے محفوظ شدہ مواد کو بڑی محنت سے جمع کیا اور کر رہے ہیں تاکہ دوران تالیف ان سے استفادہ کیا جا سکے۔ الحمد للہ اس پر کام تیزی سے جاری اور انشاء اللہ جاری رہے گا تاکہ کام جلد مکمل ہو سکے۔

۴۔ والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ انشاء اللہ فتاویٰ شیخ القرآن شہید کا بلگرام رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے شائع کیے جائیں گے، اس لیے اُن تمام لوگوں سے انتہائی مؤدبانہ التماس ہے جن کے پاس والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ یا خطوط ہیں تو برائے مہربانی اس کی ایک نقل ہمیں ارسال کر دیں تاکہ اس کو بھی شامل اشاعت کیا جا سکے۔

۵۔ والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں نے ان کی پشتو تصانیف کے ترجمہ کی ترقیم اور کانٹ چھانٹ کا کام بھی نہایت نیک نیتی سے پورا کیا البتہ آخری تصحیح و نظر ثانی الحمد للہ بندہ نے خود کی، کہ اگر کہیں کوئی کمی یا بھول ہو گئی ہو تو وہ بھی صحیح کر لی جائے، اور پڑھنے والے کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

۶۔ بعض احباب نے میرے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر جو انہوں نے خود اپنے شوق سے میموری کارڈ وغیرہ سے محفوظ کی تھیں ان کی نقول میرے حوالہ کیں تاکہ دوران کتابت یہ تمام مواد میرے کام آ سکے، اب

بھی اگر کسی دوست کے پاس کسی قسم کا ایسا مواد ہو جو ہمارے کام آسکے تو اُن سے بھی التماس ہے کہ وہ برائے مہربانی ہمیں اس کی ایک نقل ارسال کر دیں، اس خیر کے کام میں تعاون پر اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائیں۔

۷۔ بعض دوستوں نے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل پر تخریج کا کام بھی کیا۔ ایسے تمام احباب اور دیگر لوگوں کو جنہوں نے اس کام میں میری معاونت اور حوصلہ افزائی کی اللہ تعالیٰ ان کو اپنے شایان شان جزائے خیر نصیب فرمائیں اور بندۂ ناچیز کا معمولی عمل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور ان کے والدین اور اہل و عیال کیلئے صدقہ جاریہ اور باعث مغفرت بنائیں۔

۸۔ والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے مکتوبات و مخطوطات کو میرے دینی چھوٹے بھائی امداد اللہ اور عمیر نے بڑی کوشش اور اخلاص سے کمپوز کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو علم نافع عنایت فرمائیں۔

نوٹ: اس کتاب کے ترجمہ میں انتہائی محنت اور جانفشانی سے کام لیا گیا ہے مگر چونکہ انسان سے بھول چوک ممکن ہے اس لیے تمام پڑھنے والوں سے التماس ہے کہ اگر اس کتاب میں کسی قسم کی غلطی، چاہے وہ کمپوزنگ کی ہو یا کسی اور قسم کی یا اس کتاب سے متعلق کسی بھی طرح کا کوئی مفید مشورہ دینا چاہیں تو براہ کرم ضرور مطلع کریں تاکہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

اس کے ساتھ ہی میری اپنے تمام مسلمان بھائیوں سے انتہائی مؤدبانہ گزارش ہے کہ میرے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی کسی بھی تحریر کی اشاعت یا ان کے نام پر دیگر کسی بھی قسم کا مواد ہماری تحریری اجازت کے بغیر شائع کرنے کی ہرگز کوشش نہ کریں، والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف کے جملہ حقوق ہمارے حق میں محفوظ ہیں۔

ناشر: ابو بسام عطاء المنعم طیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کچھ نظر اس طرف

اللہ رب العزت نے انسانیت کو دین اسلام کی شکل میں ایک قابل عمل اور ابدی نظام دیکر ایک نہایت ہی عظیم احسان فرمایا ہے۔ اسلام کی خوبیاں اور رعنائیاں ایک عقل مند انسان سے مخفی نہیں ہوسکتیں، جو انسان اسلام کی شیرینی اور ذائقہ سے بے خبر ہو اور اسکی حقیقت سے نا آشنا ہو تو وہ ہی اسلام سے دشمنی کرتا ہے۔ اور یہ اللہ رب العزت کا ایک اٹل فیصلہ ہے کہ جس طرح نور کے ساتھ اندھیرا رہتا ہے تو اسی طرح اسلام کے ساتھ لوگ دشمنی بھی کرتے رہیں گے لیکن اس نور کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے اور وہی ذات اسے پایہ تکمیل تک پہنچا کر رہیں گی۔

....

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

....

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر دور میں اسلام کے ساتھ دشمنی کی گئی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے۔ یہ دشمنی دو قسم کی ہے: ایک وقتی دوسری دائمی، وقتی دشمنی تو کسی وقتی محرومی کی وجہ سے ہوتی ہے یا وقتی کشمکش کا نتیجہ ہوتی ہے، جبکہ دائمی دشمنی جو کہ اسلام کے ساتھ شروع سے چلی آرہی ہے، اور اب بھی جاری ہے، اس کا سبب دائمی محرومی ہے، اس لئے کہ دائمی محروم رکھنے والا حقیقتاً کبھی بھی آپ سے دوستی میں مخلص نہیں ہوسکتا اور اگر آپ کو کبھی مدد کی ضرورت ہو تو یہ بجائے ہاتھ کے آستین دیتا ہے اور اپنا ہاتھ بچا کر رکھتا ہے، اس لئے کچھ ہی عرصے میں یہ دائمی محرومی دائمی دشمنی کو جنم دیتی ہے، جو بعد میں ایک زبردست دشمنی سے بدل جاتی ہے۔

اسلام کے دائمی اور ابدی دشمنوں کے بارے میں قرآن مجید نے نشان دہی کی ہے:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الۡیَہُوۡدَ وَالَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا۔ (المائدہ:۸۲)

ترجمہ: بخدا! تم پاؤ گے بہت سخت دشمن سب لوگوں سے مومنوں کے یہود اور وہ لوگ جو شرک کرتے ہیں۔

یہ دشمن اللہ رب العزت نے ہمیں بتا دیئے ہیں، ان میں سے ایک تو یہودی ہیں اور دوسرے ہندو اور

مشرک ہیں۔ مشرک بالعموم جاہل، اور ان پڑھ ہوتے ہیں، اس لئے انہیں راہ راست پر لانا اور سمجھانا آسان تو نہیں مگر ممکن ہے، اور ہم نے دیکھا کہ ان میں سے بہت سے راہ راست پر آبھی گئے اور سچے مسلمان بھی بنے، لیکن یہود جو خود کو سمجھدار بھی کہتے ہیں اور ساتھ ہی دشمنی بھی کرتے آرہے ہیں، ان میں سے بمشکل، بہت کم ہی راہ راست پر آئے ہیں۔ یہود کی دائمی دشمنی کا سبب بھی دائمی محرومی اور حسد ہے جس کی دو وجہیں ہیں:

پہلی وجہ مسلمانوں کے ساتھ بغض وحسد کی یہ تھی کہ نبوت کا حقدار ہمارا علمی گھرانہ تھا اور وہ دوسری طرف چلی گئی، جبکہ دوسری وجہ ان کی ایک گندی اور خبیث سوچ تھی کہ دنیا پر حکمرانی کے حقدار ہم ہی ہیں نہ کہ مسلمان۔

ان اسباب کی وضاحت کتاب اللہ میں جابجا بڑی وضاحت کے ساتھ ہو چکی ہے۔ یہود اپنی یہ دشمنی پالتے چلے آرہے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے ان سے جو بھی طریقہ ہو سکے وہ اختیار کرتے رہے ہیں، تاکہ مسلمان گمراہیوں کے اندھیروں میں بھٹک کر دین اسلام جیسی عظیم دولت کی حقیقت اور لذت سے محروم ہو جائیں، اور اللہ تعالیٰ نے جو عزت مسلمان کو اسلام کی وجہ سے دی ہے وہ ان سے چھین لی جائے۔ اس کے لئے ان سے جو ہو سکا اور ہو سکتا ہے وہ کرتے آرہے ہیں، یہاں تک کہ وہ اپنی لڑکیوں کو بے آبرو کرانا بھی اس مذموم مقصد کے حصول کے لیے جائز سمجھتے ہیں، تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کی محبت اور اسلامی جذبے کو نکال دیں۔

عرصہ دراز سے اس گھناونے منصوبے کو روبہ عمل لانے کیلئے انہوں نے فکری جنگ بھی شروع کر دی ہے، تاکہ مسلمانوں کی سوچ اور فکر کی دھاریں بدل دیں۔ اس کام کیلئے ہر قسم کے حربے استعمال کیے جارہے ہیں۔ انہی حربوں میں سے ایک حربہ این. جی اوز کا بھی ہے، جس کے ذریعے سے مسلمانوں کو دنیا اور دولت کی حرص دی جارہی ہے تاکہ وہ دولت کی چمک دھمک کی وجہ سے اپنے دین کو خیر باد کہہ دیں یا کم از کم دین اور علماء کا وقار ان کے دلوں سے ختم ہو جائے، اور صرف نام کے مسلمان ہوں جبکہ کردار یہود و نصاری والا ہو جائے۔

ہر مسلمان کو اس دشمنی سے خبردار رہنا اور دوسرے مسلمان کو خبردار کرنا، خود ان سے بچنا اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو اس سے بچانا، وقت کا اہم ترین تقاضا اور ایک اہم دینی خدمت ہے۔

اس سلسلہ میں زیر نظر کتاب بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ کا مسلمانوں کے متعلق نظریہ اور سوچ، اور ان کے دوسرے خفیہ منصوبوں کا تذکرہ ہے، اور ساتھ ہی مسلمانوں کو اپنے دینی وقار برقرار رکھنے اور اس سے متعلق فکری رہنمائی بھی ہے۔ یہ ہر مسلمان کی ایک اہم ضرورت ہے کہ خود اپنے آپ کو اور دوسرے مسلمانوں کو ان فتنوں سے بچانے کی فکر کرے، اور اس کتاب کو پڑھنے اور اس کی اشاعت کی کوشش کرے، کہ یہ ہمارا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے۔

لکھنے والے کی بہت کوشش، عرق ریزی اور جد و جہد سے کام لینے کے بعد یہ تحریر ہمارے سامنے موجود ہے، اللہ پاک لکھنے والے کو بہت بڑا اجر عنایت فرمائیں، ان سے تکالیف اور مصائب دور فرمائیں اور اپنے دین کی خدمت کیلئے ان کی عمر میں برکت عنایت فرمائیں، اور ان کی ذریت کو قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل پیرا کرتے ہوئے شاداب و آباد رکھیں۔ (آمین)

....

آمين آمين لا أرضى بواحدة حتى أضم اليها ألف آمينا

ويرحم الله عبدا قال آمينا -

طالب دعا من أدنى خدام الساحلي بارك الله في عمره وصحته

....

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیۡعِ مَنِ اتَّبَعَہٗ وَوَالَاہُ

میں بروز ہفتہ رمضان المبارک کی تیسری تاریخ ۱۴۲۶ھ بمطابق ۱۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء قرآن عظیم کی تفسیر پڑھانے کیلئے جامع مسجد کا بلگرام میں بیٹھا ہوا تھا تو اچانک ایک خطرناک شور کے ساتھ زمین ہیبت ناک طریقے سے ہلنا شروع ہوئی اور زلزلہ آ گیا، بہت سے علاقے، شہر وبستیاں اُجڑ گئیں اور بعضوں کا تو نام و نشان ہی مٹ گیا، صوبہ سرحد اور خاص کر پہاڑی علاقے آزاد کشمیر، بالاکوٹ، بٹل، الائی اور دوسرے بہت سے مقامات کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے، بے شمار لوگ ملبے تلے دب گئے، ان کو جنازہ اور قبر بھی نصیب نہ ہوئی، اور بہت سارے لوگ بڑی جدوجہد کے انتہائی نازک حالت میں پائے گئے۔ یا اللہ! ان تمام لوگوں کو معاف فرما اور باقی بچے ہوئے لوگوں کو صبر، برداشت اور دین پر استقامت نصیب فرما۔ (آمین)

آج ماہ صفر ۱۴۲۷ھ بمطابق ۹ مارچ ۲۰۰۶ء کی ۱۸ تاریخ ہے اور اس حادثے کو گزرے تقریباً پورا ایک سال ہو گیا ہے، جبکہ زمین وقتاً فوقتاً اسی طرح ہل رہی ہے، اسی دوران میں اپنے مدرسہ دارالعلوم نبویہ بیلو میں بیٹھا ہوا تھا اور مشکوۃ شریف کی تدریس وتعلیم جاری تھی کہ اچانک تقریباً ۸ بجے زمین ایک بار پھر بڑے خطرناک طریقے سے ہلنے لگی اور ایک بار پھر زلزلہ آ گیا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ)

(اللھم لا تھلکنا بعذابك واعف عنا قبل ذلك. آمین)

اس زلزلہ میں بہت سے مسلمانوں کو جانی اور مالی نقصان لاحق ہوا، بہت سے ان میں سے بے گھر ہوئے اور مہاجر بنے یعنی کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے (یا اللہ! ان کو استقامت عطا فرما، ان کے گناہوں کو معاف فرما، ان کو اپنے گھروں میں آباد کر کے ان کو دنیا اور آخرت کی خوشیاں نصیب فرما۔ آمین)

پھر کیا ہوا

دوسری طرف ساری دنیا پاکستان کی طرف اور پھر خاص صوبہ سرحد اور خاص کر دین کے پختہ مراکز اور پہاڑی علاقوں کی طرف مدد کے نام پر چلی آئی۔ کچھ مسلمان ممالک جیسے سعودی عرب، ترکی وغیرہ مددو

اعانت میں آگے بڑھے، مگر ساتھ ہی دوسری کفریہ حکومتیں اور کافر عوام اپنے کفری وسائل و ذرائع کے ساتھ پورے کفر اور کفر کی دعوت کے ساتھ ان مصیبت زدہ علاقوں میں ایسے آئے جیسے کہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو آتے ہیں۔

مسلمانان پاکستان کی بہت سی انفرادی اور دوسری تنظیموں نے بھی بہت اخلاص اور کھلے ہاتھوں سے مدد کی، اور اپنے بھائیوں کے ساتھ اس سخت مصیبت میں افرادی و مالی ہر طرح سے مدد کی اور اب بھی کر رہے ہیں، تحریک نفاذ شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے بہت سے بھائیوں نے دیر، سوات، باجوڑ، شانگلہ کے لوگوں کے ساتھ تعاون کیا اور وہاں مدد کیلئے پہنچے، اور ان سے جو ہو سکا وہ انہوں نے کیا۔ (فجزاهم الله أحسن الجزاء.)

دوسری مسلمان تنظیموں نے بھی بقدر وسعت بلکہ اس سے بھی زیادہ تعاون کیا اور اب بھی اسی طرح کر رہے ہیں، الرشید ٹرسٹ کے کارکنوں نے بہت جدوجہد کی اور اب بھی کر رہے ہیں، انہوں نے خیمہ بستیاں قائم کیں اور ہر قسم کی سہولیات مہیا کی، ڈاکٹروں اور ہسپتالوں کا جابجا مکمل انتظام کیا، اسی طرح اور بھی بہت سے رفاہی اداروں نے دل کھول کر مدد کی ہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔

یا اللہ! سب معاونین کو دنیا و آخرت کے اجر نصیب فرما، (آمین) اسی طرح الاختر ٹرسٹ اور دوسرے لوگ جن کے نام مجھے معلوم نہیں (ولكن الله يعلمهم) انہوں نے بھی بہت اخلاص اور جانفشانی سے بہت احسن طریقے سے عوام کی خدمت کی۔

فجزاهم الله أحسن الجزاء و كثّر الله أمثالهم.

مملکت خداداد پاکستان اور اس کی باہمت و جری فوج

حکومت پاکستان نے بھی بہت تعاون کیا اور اس کی فوج انتہائی دشوار مقامات پر پہنچی اور بہت مدد کی اور اب بھی وہ مدد کر رہی ہے (فجزاهم الله خيرا)۔ مگر انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑھ رہا ہے کہ انہوں نے کفری تنظیموں اور کفریہ طاقتوں کو اپنے کام اور اپنی مرضی کرنے کیلئے شتر بے مہار کی طرح بالکل آزاد چھوڑ دیا کہ وہ جو چاہیں کرتی پھریں، نتیجتاً وہی ہوا اور ہو رہا ہے جو کافر چاہتے ہیں، حکومت اور فوج کو تو یہ کرنا چاہیے

تھا کہ ان کو محدود اور مشروط طریقہ پر اور اپنی نگرانی میں کام کرنے کی اجازت دیتے لیکن ایمانہ ہو سکا۔

(اللھم اھد قومی فانہم لا یعلمون۔ آمین)

کافروں کا مسلمان ملک میں مستقل رہنے کا مذموم ارادہ ہے

یہاں کفریہ تنظیمیں اور طاقتیں مستقل کام کرنے اور ہمیشہ رہنے کے ارادے سے آئی ہیں، کہیں ہسپتال کے نام پر تو کہیں مکتب و اسکول کے نام سے جگہ حاصل کر رہے ہیں اور وہ مستقل جاسوسی اور کفر کے مراکز بنانا چاہتے ہیں، تا کہ صرف نام پاکستان کا ہو اور حقیقت میں اس طرح نہ ہو اور اس کام کی تکمیل کیلئے انہوں نے اپنے نام و نہاد ایجنٹ مسلمان لڑکے، لڑکیاں بڑی تنخواہوں اور دیگر مراعات کا لالچ دیکر ان علاقوں کی طرف بھیجنا شروع کر دیئے اور ان کے ساتھ کچھ معتبر اور بارعب لوگ بھی انہوں نے مقرر کئے ہیں، یہ لوگ یہاں بڑی کوشش اور منصوبہ بندی کے ساتھ آئے ہیں اور سچ یہ ہے کہ بہت سے مسلمان ان کے کفر کی رسی میں بندھے ہوئے ہیں۔ (یا اللہ! ان کا مقصد کبھی پورا نہ ہو۔ آمین)

کتاب لکھنے کی وجہ

الحمد للہ! علماء نے اس موضوع پر بہت بیانات کیے ہیں اور کر رہے ہیں، لیکن چاہئے تھا کہ ایک عام فہم بنیادی اور مختصر تحریر بھی ہو تو یہ بہتر ہوگا، جس کی بنیاد یہ سات باتیں ہوں:

(۱) این جی اوز کی بنیاد۔

(۲) این جی اوز کے بانی۔

(۳) این جی اوز کے اہداف کیا ہیں اور وہ کس کیلئے کام کرتے ہیں۔

(۴) این جی اوز کا طریقہ کار کیا ہے۔

(۵) این جی اوز نے اب تک کیا کیا ہے۔

(۶) اسلام کی تعلیم کیا ہے۔

(۷) ہم مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔

یہ کل سات باتیں ہیں، انشاء اللہ میں ان کی ضروری تفصیل بیان کروں گا۔ اللہ پاک صحیح لکھنے کی توفیق عطا

فرمائیں اور پڑھنے والوں کو صحیح طرح پڑھنے، سمجھنے اور صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔(آمین)

(۱) این جی اوز کی بنیاد

یہ تین حروف (این، جی، او) مخفف ہیں غیر حکومتی فلاحی رفاہی ادارے (نان گورنمنٹل آرگنائزیشن) کا، ویسے تو خدمت خلق بہت خیر کا کام ہے اگرچہ خدمت کرنے والے کافر ہی کیوں نہ ہوں، لیکن بات اتنی ہے کہ کفار کی نیت اور ارادہ اگر صرف اللہ کی رضا کا ہو تو ہوسکتا ہے کہ اللہ ان کو اس کا بدلہ اور عوض دنیا میں کسی نہ کسی صورت میں دے، لیکن مرنے کے بعد کی زندگی میں تو کسی بھی فائدے کے حصول کیلئے صحیح ایمان شرط ہے اور کافر ومشرک اس سے محروم ہیں، لہٰذا ان کو وہاں کا فائدہ یعنی عذاب سے نجات کی کوئی امید نہیں ہے، البتہ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں ان کی اس امداد سے زیادہ عنایت کریں گے، کفار کا انفاق (اپنے مال کو خرچ کرنا) اللہ کو منظور ہی نہیں ہے اور نہ ہی آخرت میں ان کو اس پر نفع دیگا۔

(۱) وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ. (التوبہ: ۵۴)

ترجمہ: نہیں روکا ان کی خیرات کو قبول ہونے سے ماسوائے اس بات کہ یہ انکار کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا اور نماز نہیں پڑھتے مگر سستی کے ساتھ اور مال خرچ نہیں کرتے مگر بے دلی سے۔

یعنی ان کے کفر کی وجہ سے ان کی خیرات قبول نہیں ہوتی اور وہ نماز کو عملی فریضہ اور ذمہ داری نہیں سمجھتے، مال بھی بے دلی اور مجبوراً خرچ کرتے ہیں، کیونکہ انہوں نے دل سے دین اسلام کو نہیں مانا، بلکہ یہ لوگ کسی غرض سے مال خرچ کرتے ہیں۔اس سے پہلے والی آیت میں بھی اسی طرح کا ذکر ہے:

(۱) قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۔ (توبہ: ۵۳)

ترجمہ: کہہ دو کہ خرچ کرو مال خوشی یا زبردستی سے کسی بھی حالت میں تم سے یہ عمل قبول نہیں کیا جائیگا۔

(۳) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۔ (الانفال: ۳۶)

ترجمہ: بیشک کافر مال خرچ کرتے ہیں اس لیے کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکیں، سو یہ لوگ تو اپنے

مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے (مگر) پھر وہ مال ان کے حق میں باعث حسرت ہو جاویں گے۔
مطلب یہ کہ جس غرض سے یہ لوگ مال خرچ کرتے ہیں وہ اموال تو ان کے خرچ ہوں گے لیکن وہ غرض ان کو کبھی حاصل نہ ہوگا بلکہ الٹا اس پر افسوس ہی کرینگے۔

(۴) وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۤءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔ (نساء:۳۸)
ترجمہ: اور جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو دکھلا دے کیلئے اور اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

(۵) اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَاۤءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗ ۔ (یس ۴۷)
ترجمہ: کیا ہم کھانا کھلائیں ان کو کہ جن کو اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا (اور مالدار کر دیتا)۔

یہ پہلے زمانے کے کافروں کا قول اور عقیدہ تھا، مگر اب کافروں نے اپنے فائدہ اور غرض کیلئے اس قول اور طرز کو جدید طرز سیاست سے بدل دیا ہے، اور مال و دولت، خوبصورت لڑکیوں اور دیگر جھانسوں سے مسلمانوں کو اپنے طرف مائل کر رہے ہیں تا کہ مسلمانوں پر ان کا مکمل کنٹرول ہو جائے اور مسلمان مکمل طور پر بے اختیار ہو جائیں اور بالآخر مسلمانوں کو بالکل بے بس کر کے ان کے اموال بھی ان سے چھین لیے جائیں۔ یہ تمام منصوبے آپ انہی کی زبانی اس کتاب میں پڑھ لیں گے۔

جبکہ دوسری طرف مسلمان کا تھوڑا خرچ کرنا بھی اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے جو صحیح نیت سے ہو اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے نام پر ہو، غیر اللہ کے نام پر نہ ہو، مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق بھی ہو، تو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اس کا بدلہ دیں گے اور مرنے کے بعد بھی۔

اللہ تعالیٰ ایمان داروں کی صفات میں سے ایک صفت یہ بیان کرتے ہیں:

(۱) وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۔ (البقرۃ: ۳)
ترجمہ: اور اس میں سے جو ہم نے انکو دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔

(۲) اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ (البقرۃ:۲۶۲)

ترجمہ: وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں جہاد اور خیر کے کاموں میں اور پھر نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ ہی تنگ کرتے ہیں، ان کیلئے ان کے رب کی طرف سے بدلہ ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ پریشان ہونگے۔

قرآن عظیم میں ایمان والوں کے مال خرچ کرنے کا بہت کثرت کے ساتھ تذکرہ ہے اور اس عمل پر بہت بڑے بڑے ثواب بتائے گئے ہیں۔ (الحمدللہ)

مال خرچ کرنے والے دو قسم کے ہیں:

(۱) اسلامی این جی اوز: وہ گروپ اور تنظیم جو خدمت اور کام، مالی ہو یا جسمانی دونوں طرح سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر کرتے ہیں، تو ایسی این جی اوز یقیناً اچھا کام کر رہی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں دنیا اور آخرت میں بہت کچھ دیگا (ان شاء اللہ)۔ خیر کے اس قسم کے کام کرنے والے لوگوں میں سے بعض اس کام کو کبھی کبھی سرانجام دیتے ہیں جب کہ بعض وہ ہیں جو مستقل خیر کے کام کرتے ہیں۔ بہتری اور فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے والی تنظیمیں جن کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی رضا ہوتی ہے اور ساری جدوجہد مالی و جسمانی اسی مقصود کیلئے ہوتی ہے، جیسے کہ نادار لوگوں کے ساتھ وقتی طور پر یا ہمیشہ امداد کرنا، مدارس، مساجد، یتیم خانے چلانا یا ان کے ساتھ مدد کرنا، شفا خانے اور کسی صنعت وحرفت کا انتظام کرنا، یہ تمام اور اسی طرح کے دیگر اور کام اسلامی این جی اوز کے اہداف ہیں۔ ان کے کاموں کی کچھ تفصیل اس کتاب میں دوسری جگہ بھی ان شاء اللہ آجائیگی۔

(۲) غیر اسلامی این جی اوز: دوسرا گروپ غیر اسلامی این جی اوز کا ہے جو رفاہی اور فلاحی کاموں اور امداد کے نام سے ایک غیر اسلامی زندگی اور معاشرہ بنانا چاہتا ہے یا اس کے لیے راہ ہموار کرتا ہے یا ان کو بڑھانا چاہتا ہے، یا وقتی اور مستقل ایسے اسباب بناتے اور تیار کرتے ہیں جو معاشرے کو آہستہ آہستہ بے باکی کی طرف لے جائیں اور اس غیر اسلامی معاشرہ سے نفرت اور کراہت ختم کر دی جائے، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اس طرح کی رفاہی فلاحی تنظیموں کے بانی یہود ونصاریٰ ہیں جس کی تفصیل آگے عرض کر دی جائے گی۔

بہت سی قومی این جی اوز کے کارندے بھی اسلام کے دشمن یہود و نصاریٰ اور کفر کے پسند کرنے والے ہیں، ان لوگوں نے رفاہی کاموں کی جو بنیاد رکھی ہے یا لوگوں کی جو امداد کی اور کر رہے ہیں، ان تمام کاموں کے پیچھے غیر اسلامی اور کفریہ طاقتیں کارفرما ہیں اور یہ ان کے ماتحت ہیں، ان کی اس امداد کے پیچھے بہت بڑے خطرناک اغراض اور اسلامی معاشرہ ختم کرنے کے اہداف ہیں۔

اس وقت تمام این جی اوز یہود و نصاریٰ کے بنائے ہوئے طریقہ کار اور ہدایت پر چل رہی ہیں، اگرچہ ان کے چہرے ظاہراً مسلمانوں کی طرح ہیں، لیکن منصوبہ بندی کے لحاظ سے یونیسکو، اقوام متحدہ، عالمی بینک اور آغا خانی تنظیموں کے زیر انتظام چل رہی ہیں، نتیجتاً تمام اسلامی ملکوں میں اس طرح کی این جی اوز یہود و نصاریٰ اور آغا خانیوں کے ناپاک منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہی ہیں۔

این جی اوز کے اہداف

اسلامی تعلیم، اسلامی زندگی، اسلامی اخلاق، اسلامی معاشرہ، اسلامی لباس، اسلامی زبان اسلامی خوشی، اسلامی عیدین، قومی اجتماعات، اسلامی اعمال اور اسلامی شکل وصورت نشست برخاست کو کفری طور طریقوں سے بدلنا اور پھیرنا ہے۔ مرد وزن کا اختلاط، عورت کو چادر اور چار دیواری سے نکالنا بلکہ کپڑے اور پردے سے بے پردہ کرنا، عمومی مجالس ومحافل میں انہیں شریک کرنا، ملکی عہدوں میں انہیں ذمہ داری

، اسلامی عیدین، اسلامی اجتماعات، اسلامی اعمال اور اسلامی شکل وصورت نشست برخاست کو کفری

جمہوری سیاست سے بدلنا اور اسی طرح بہت سی بنیادی باتیں اور کام ہیں جو کہ این جی اوز کے اہم مقاصد و اہداف میں شامل ہیں۔

این جی اوز کے خلاف تحریر کا سبب

این جی اوز کا کام جس طرح حدود قیود کی پابندی وآزادی سے شروع ہوا اور چل رہا ہے اگر اس کو اسی طرح بےفکری سے آزاد چھوڑ دیا جائے اور عام لوگوں کو انکے مذموم اہداف سے خبردار نہ کیا جائے تو وہ وقت دور نہیں کہ تمام اسلامی واخلاقی امور، غیر اسلامی وغیر اخلاقی امور سے بدل دیئے جائیں گے اور زمانہ قدیم کی جہالت کی وہ حالت سامنے آجائے گی کہ الامان والحفیظ۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی ایسا نہ کرے۔

(آمین) لہٰذا تمام لوگوں کو ان کے ناپاک پلید منصوبوں سے خبردار کرنا وقت کی اہم ضرورت وتقاضا ہے۔

فرانس کے صدر کا اعلان عام

فرانس کے نہم صدر نے جب مصر کے خلاف جنگ میں شکست کھائی اور گرفتار ہوا (یہ گرفتاری اور فتح، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور مسلمانوں کی ہمت سے ہوئی) اور گرفتاری کے بعد فرانسیسی صدر پہلے منصورہ میں اور پھر کچھ وقت دوسری جگہ بھی قید میں رہا، اور پھر کچھ عرصے کے بعد بہت ذلت وخواری، بے عزتی اور بہت بڑی دولت بطور جرمانہ ادا کرنے کے بعد آزاد کیا گیا۔

اس نے ایک بڑے اجتماع میں کہا تھا کہ مسلمان قوم پر جنگ میں فتح پانا ممکن ہی نہیں، کیونکہ ان کا دین (اسلام) ان کو جہاد کی تعلیم وترغیب دیتا ہے اور دنیا وآخرت دونوں کی خوشیاں اس میں بتاتا ہے، اس لیے مسلمان کے ساتھ دوبدو لڑنے کے بجائے ان سے نظریاتی اور فکری لڑائی کرنی چاہیے، اور وہ اس طور پر کہ یورپ کے عاقل اور ذہین دانشمند، اسلامی علوم کی مکمل تعلیم حاصل کریں اور اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی فکر کو دوسری طرف پھیر دیں۔

اسی غرض سے انہوں نے اسلامی علوم، تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت، تاریخ وغیرہ کی تحصیل شروع کی اور اسلام کی عملی تخریب پر کام شروع کر دیا، اسلامی عقائد واحکام پر رد کرنا شروع کر دیا اور اسی منصوبے کے تحت بہت سی کتابیں لکھیں اور لکھی جارہی ہیں، تاکہ مسلمانوں کی فکروں کو صحیح رخ سے پھیر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کی تعلیم وہدایت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَاتَّبِعُوٓا اَحۡسَنَ مَآ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ۔ (الزمر، ۵۵)

ترجمہ: مانو (پیچھے چلو) (عقیدہ وعمل میں) بہت بہترین چیز کے، جو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس بھیجی گئی ہے (یعنی کتاب اللہ)۔

جس میں اللہ تعالیٰ کی مبارک تعلیمات ہیں، جو بہت خیر والی اور احسن ہے، بہت اعلیٰ ہے، اس کا اتباع بہت بڑی کامیابی اور بہت بڑا نفع ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بہترین تعلیم کیا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی مبارک کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. (النور: ۵۵)

ترجمہ و مطلب: اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کرتے رہے، کہ یقیناً اللہ تعالیٰ خلیفہ بنائے گا ان کو جس طرح خلیفہ بنایا تھا ان سے پہلوں کو، اور یقیناً پختہ کر دیگا ان کے لیے ان کا دین جو پسند کیا ہے اس نے ان کے لیے، اور بدل دیگا ان کے خوف کو امن سے، اس شرط پر کہ صرف میری ہی عبادت کرینگے اور میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرینگے اور جس نے کفر کیا اس کے بعد تو وہ ہی دین سے خارج ہے۔

اس آیت مبارکہ سے خیر اور نفع کی بہت سی باتیں مستنبط ہیں، جن میں سے سات باتیں درج ذیل ہیں:

سات باتوں کی تفصیل

(۱) اللہ تعالیٰ کا وعدہ۔

(۲) یہ وعدہ کس کے ساتھ ہے؟

(۳) وعدہ کس چیز کا ہے؟

(۴) بڑی خوشخبری۔

(۵) وعدہ کی تکمیل کی شرائط۔

(۶) قدیم تاریخ سے تاریخی حقائق۔

(۷) فاسق کون ہے؟

(۱) اللہ جل جلالہ کا وعدہ

پہلی بات یہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو احکم الحاکمین ہے اور جو اپنے وعدے اور عہد میں بالکل سچا اور حق ہے اور ہرگز اپنے وعدے اور عہد کے خلاف نہیں کرتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ خود اپنے وعدے اور عہد کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۔ (النساء:۱۲۲)

ترجمہ: کون زیادہ سچا ہے اللہ سے بات میں (نہیں ہے، کوئی بھی نہیں ہے)۔

(۲) اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ (یونس:۵۵)

ترجمہ: خبردار (یقین کرلو) اللہ کا وعدہ بالکل حق اور سچ ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں سمجھتے۔

(۳) وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ ۔ (ھود:۴۵)

ترجمہ: (نوح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) اور آپ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور صرف آپ ہی صحیح فیصلہ کرنے والے ہیں سب فیصلہ کرنے والوں سے۔

وفائے عہد کے بارے میں بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال

(۴) اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۔ (اسراء:۱۰۸)

ترجمہ: بیشک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔

(۵) وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۔ (کہف:۹۸)

ترجمہ: میرے رب کا وعدہ بالکل سچا ہے۔

(۶) وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۔ (الحج:۴۷)

ترجمہ: ہرگز اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

(۷) لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ (الروم:۶)

ترجمہ: اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن بہت سے لوگ نہیں سمجھتے۔

(۸) فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۔ (الروم:۶۰)

ترجمہ: پس آپ صبر کیجئے کہ بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے۔

(۹) اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۔ (لقمٰن:۳۳)

ترجمہ: بیشک اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے۔

(۱۰) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۔ (فاطر:۵)

ترجمہ: اے لوگو! اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے۔

(۱۱) لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ۔ (الزمر:۲۰)

ترجمہ: اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

(۱۲) اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ۔ (أحقاف:۱۷)

ترجمہ: بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے۔

(۱۳) كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا۔ (مزمل:۱۸)

ترجمہ: اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

(۱۴) اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۔(ابراھیم:۲۲)

ترجمہ: (شیطان کہتا ہے) بیشک اللہ نے وعدہ کیا تھا سچا وعدہ تمہارے ساتھ اور میں نے بھی تمہارے ساتھ وعدہ کیا تھا، پس میں نے تمہارے ساتھ وعدہ خلافی کی (اور جو کہا تھا وہ جھوٹ تھا)۔

مذکورہ تمام آیات مبارکہ سے صاف واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی اپنے وعدہ اور قول کے خلاف نہیں کیا، نہ ہی کرتا ہے اور نہ ہی کرے گا، جبکہ شیطان نے جھوٹ بھی بولا اور وعدہ خلافی بھی کی۔ خود دوزخ کی آگ کے انگاروں پر کھڑا ہو کر دوزخیوں سے کہے گا: جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا تھا وہ بالکل صحیح تھا اور صحیح ہے، لیکن نہ تم نے مانا اور نہ ہی میں نے مانا تھا اور میں جو کچھ تم سے کہتا تھا وہ سب جھوٹ تھا اور جھوٹ ہے، لیکن تم نے اللہ کی نہ مانی اور میری مان لی تو اب یہاں دوزخ میں ہم اور تم دونوں داخل کر دیے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہی فیصلہ کر دیا ہے اور اب یہ فیصلہ کبھی بھی نہیں بدلے گا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا اور حق ہے جس میں کسی مسلمان کیلئے کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں بلکہ مسلمان کیا شیطان کو بھی اللہ تعالیٰ کے وعدے کے سچا ہونے پر یقین ہے تو ایک مسلمان شخص اس عقیدے میں کیسے تزلزل کا شکار ہو سکتا ہے۔

(۲) یہ وعدہ کس کے ساتھ ہے؟

اللہ تعالیٰ کا یہ سچا اور پکا وعدہ ایمان داروں اور نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ایمان دل کے پختہ

یقین اور اعتماد کو کہا جاتا ہے، ایسا یقین کہ جس کے ساتھ کسی قسم کا شک وشبہ نہ ہو۔ ایمانیات کا اجمالی بیان اٰمَنْتُ بِاللّٰہ میں ہے جو ہر مسلمان بچے، مرد وعورت کو زبانی یاد ہے، چنانچہ ہر مسلمان بچپن میں ایمان مجمل اور ایمان مفصل کے کلمات سیکھتا ہے اور ان کلمات کا مطلب جب دل میں اتر جائے تو ایمان کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

نیک عمل کا بیان

علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے نیک عمل کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ سے کی ہے:

هِيَ مِنَ الْاَعْمَالِ مَا سَوَّغَهُ الشَّرْعُ وَحَسَّنَهٗ. (بیضاوی مصری: ۱۶/۱)

ترجمہ: یعنی صالح عمل ہر وہ عمل ہے جس کو شریعت نے جائز قرار دیا ہو اور ساتھ ہی اس کو اچھا بھی کہا ہو۔

لہٰذا صرف ایسے عمل پر ہی اجر وثواب کا وعدہ ہے کہ جس کو شریعت نے جائز کیا ہو اور اس کو اچھا بھی کہا ہو۔ جو عمل صرف جائز ہو، لیکن اس پر بذات خود ثواب کا وعدہ نہ ہو تو وہ دین میں صالح عمل نہیں کہلاتا اگر چہ وہ جائز ہو۔ جیسے کہ وہ سب امور جو گناہ کا ذریعہ نہ ہوں مباح ہیں لیکن چونکہ بذات خود اس میں گناہ یا ثواب نہیں لہٰذا یہ نہ عمل صالح ہیں نہ معصیت اور گناہ اِلَّا یہ کہ کوئی کام کسی گناہ کا ذریعہ بنے تو وہ اس وقت ناجائز بن جائے گا۔

فَاِنَّ الْمُبَاحَ حَسَنٌ فَلَا يُثَابُ عَلَيْهِ. (بیضاوی: ۵۰/۲)

ترجمہ: بیشک مباح حسن ہے لیکن آخرت میں اس پر کوئی ثواب (بدلہ) نہیں دیا جا سکتا۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ مستحب سے کم درجے کے عمل پر نہ ہی ثواب ہے اور نہ ہی گناہ۔

(۳) وعدہ کس چیز کا ہے؟

وعدہ تین بڑی بڑی خوشیوں کا ہے:

(پہلا وعدہ) وعدہ استخلاف فی الارض یعنی بادشاہی دینا۔ خلافت اور خلیفہ کا مسئلہ علماء دین نے اچھی طرح تفصیل سے بیان کیا ہے، خلیفۂ خاص اور خلیفۂ عام کے عنوان سے۔

خلافت

خلافت کسی کی جگہ کسی ذمہ داری میں نائب بن جانے کو کہا جاتا ہے مثلاً جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور تشریف لے جانے لگے تو اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنی ذمہ داری پر مامور کیا اور ان کو اپنا خلیفہ بنایا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مبارک میں اس طرح بیان کیا ہے:

وَقَالَ مُوسٰى لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ. (اعراف: ۱۴۲)

ترجمہ: فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو کہ میری جگہ پر (میری ذمہ داری سنبھالنے کے لیے) میری قوم میں رہو اور نہ چلنا مفسدین کی راہ پر۔

ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام نے خلیفہ بنایا اور اپنی جگہ ذمہ داری میں قائم مقام بنایا، یا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے بارے میں بتایا کہ:

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً. (البقرۃ: ۳۰)

ترجمہ: بیشک میں مقرر کرتا ہوں زمین میں (میرا حکم لاگو کرنے والا) خلیفہ۔

یا جس طرح داود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قوم کے امور میں فیصلے کا اختیار دیتے وقت فرمایا تھا:

يٰدَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ. (ص: ۲۶)

ترجمہ: بیشک اے داود علیہ السلام ہم نے آپ کو مقرر کیا ہے خلیفہ (ہمارا حکم چلانے والا) زمین میں۔

ان تین مواضع میں خلیفہ خاص کا بیان ہوا ہے۔

جبکہ دوسری قسم خلیفہ عام ہے، جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ. (الحدیث)

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ تم کو دنیا میں بسانے والا ہے پس وہ دیکھنے والا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم خلافت کی اصطلاحی تعریف بیان فرماتے ہیں کہ:

اَلْخِلَافَةُ قِيَامُ الشَّيْءِ مَقَامَ الشَّيْءِ وَالْحُكْمُ لِلّٰهِ وَقَدْ جَعَلَهُ اللّٰهُ لِلْخَلْقِ عَلَى الْعُمُومِ بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامِ إِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ وَعَلَى الْخُصُوصِ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ ۔ (احکام القرآن لابن العربی: ۱۶۴۱/۴)

یعنی تمام امور سے متعلق اصل مدار فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے البتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نیابت میں ایک تو ہر شخص کو کچھ اختیارات دیے ہیں جس کے تحت وہ اپنی روزمرہ کی زندگی سے متعلق فیصلہ کرتا ہے اور کچھ مخصوص مقرب بندوں (انبیاء علیہم السلام) کو بعض عمومی نوعیت کے احکامات کی تنفیذ کے لیے فرمایا ہے لیکن یہ اپنے فیصلوں میں ان بیانات کے پابند ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی عطا فرمائے ہیں۔

علم کلام کے علماء رحمہم اللہ کہتے ہیں: اَلْخِلَافَةُ عِنْدَ الْمُتَكَلِّمِيْنَ هِيَ خِلَافَةُ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ إِقَامَةِ الدِّيْنِ وَ حِفْظِ حَوْزَةِ الْإِسْلَامِ بِحَيْثُ يَجِبُ اِتِّبَاعُهٗ عَلٰى كَافَّةِ الْاُمَّةِ وَالَّذِيْ هُوَ خَلِيْفَةٌ يُسَمّٰى إِمَاماً ۔ (کشاف اصطلاحات الفنون: ۲۵۹، ۲۶۰)

ترجمہ: علماء علم کلام کے نزدیک خلافت پیغمبر کی جگہ پر نائب بننے کا نام ہے، اقامت دین اور حفاظت اسلام کی خاطر اور اس کی اتباع واجب ہوتی ہے پوری امت پر اور خلیفہ کو امام بھی کہا جاتا ہے۔

اَلْمُسْلِمُوْنَ لَابُدَّ لَهُمْ مِنْ إِمَامٍ يَقُوْمُ بِتَنْفِيْذِ اَحْكَامِهِمْ وَاِقَامَةِ حُدُوْدِهِمْ وَسَدِّ ثُغُوْرِهِمْ وَتَجْهِيْزِ جُيُوْشِهِمْ ۔ (شرح العقائد: ۱۰۰)

ترجمہ: مسلمانوں کے لئے ضروری ہے ایسا امام (حاکم، خلیفہ) جو ذمہ دار ہو ان کی حکومتیں چلانے کا، حدود (شرعی سزاؤں) کے جاری کرنے کا، سرحدوں کی مضبوطی اور حفاظت کا اور لشکر اسلام کی تیاری کا۔

نَصْبُ الْاِمَامِ وَاجِبٌ عَلَى الْخَلْقِ سَمْعاً عِنْدَنَا وَعِنْدَ عَامَّةِ الْمُعْتَزِلَةِ وَعَقْلاً عِنْدَ بَعْضِهِمْ ۔

(شرح المقاصد: ۲۷۳/۲، شرح فقہ اکبر: ۱۶۹، تمهيد أبي الشكور: ۱۶۲، الحصون الحميديه: ۱۵۵، المسايرة والمسامرة ۲۶۵)

ترجمہ: لوگوں پر امام کا مقرر کرنا شرعاً ضروری (واجب) ہے ہمارے (اہل السنۃ والجماعت کے) نزدیک اور عام معتزلہ کے نزدیک بھی ضروری ہے، جبکہ بعض معتزلہ کے نزدیک اس کا وجوب صرف عقلاً ہے شرعاً نہیں۔

(دوسرا وعدہ) اللہ ﷻ کا دنیا میں اسلامی قانون (دین) کے چلانے کا ہے۔

دین کیا ہے؟

دین زندگی کے قانون اور دستور کو کہا جاتا ہے۔ لوگوں کا بنایا ہوا دین چاہے پارلیمنٹ، سینیٹ یا دوسرے کسی دستوری ادارے کے تحت بنا ہو دین الملک کہلاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کا تشکیل کردہ دین یا قانون اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۔ (الزمر: ۷)

ترجمہ: پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کفر (خواہ اعتقادی ہو یا عملی)۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ۔ (البقرہ: ۲۵۶)

ترجمہ: تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں غیر اللہ کا حکم ماننے سے انکار کرے اور (صرف اور صرف) اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، تو اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں۔

اللہ تعالیٰ بندہ کو دین کے ماننے اور دوسرے ادیان سے براءت کا اظہار کر کے صر اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرنے کا کہتے ہیں جیسا کہ کلام الٰہی میں ہے۔

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۔ (الکافرون: ۶)

ترجمہ: تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔

مطلب یہ کہ تمہارے (زندگی گذارنے) کے لیے تمہارا قانون و دستور ہوگا لیکن میرے لیے میری زندگی گذارنے کا قانون و دستور الگ ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مسلمانوں کی زندگی گذارنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ طریقہ ہے جبکہ دوسروں کی زندگی گزارنے کا طریقہ خود ان کا اپنا، یا کسی دوسرے کا بنایا ہوا ہوتا ہے، اور دونوں میں بنیادی نوعیت کا فرق ہے، چنانچہ دین الملک، زندگی گزارنے کا وہ انفرادی اور اجتماعی قانون اور طریقہ ہوتا ہے جو انسان کا بنایا ہوا ہو، اور یہی انسانی قانون اور انسانی دستور بھی کہلاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) مَا كَانَ لِيَأْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ ۔ (یوسف: ۷۶)

ترجمہ: نہ تھے وہ (یوسف علیہ السلام) کہ رکھتے (روکتے) اپنے بھائی کو بادشاہ کے (ملکی) قانون کے مطابق۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اَیْ فِیْ حُکْمِہٖ یعنی دین سے مراد حکم اور قانون ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اَیْ فِیْ سُلْطَانِہٖ اَیْ فِیْ حُکْمِ مَلِكِ مِصْرَ وَقَضَاءِہٖ.

(قرطبی: ۲۳۹/۱۰) وَطَاعَتِہٖ (تفسیر ابن جریر: ۱۸/۱۳)

مذکورہ بالا وضاحت کے بعد وَلِیَ دِیْنِ کا مطلب یہ بنتا ہے کہ میں اپنے قانون اور دستور پر قائم رہوں گا اسکی مخالفت گوارا نہیں کرسکتا، میرا جینا اور مرنا اسی پر ہے، میں اس کو چھوڑ کو دوسرے کے قانون ماننے کو قطعاً تیار نہیں ہوں۔ آج یہود و نصاریٰ اپنا دستور (اقوام متحدہ) کے نام سے ساری دنیا پر قائم کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے عملی اقدامات بھی اٹھا رہے ہیں، کیوں کہ ان کی اساسی تعلیم اور ہدایت بھی اپنوں کو یہی ہے کہ ہمارا اپنا دین اور طرز زندگی ہوگا، جو کسی بھی آسمانی مذہب اور اخلاقی ہدایات کا پابند نہیں ہوگا۔

یہود کی اپنے منسوخ دین کی وصیت

وَلَا تُؤْمِنُوْا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَکُمْ. (ال عمران: ۷۳)

ترجمہ: اور یقین نہ کرنا (نہ ماننا) لیکن انکی جو تمہارا دستور مانیں اور اس وجہ سے (بھی) کسی کی نہ مانو کہ تم ہی اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پسندیدہ ہو۔

اَنْ یُّؤْتٰۤی اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْکُمْ عِنْدَ رَبِّکُمْ. (ال عمران: ۷۳)

ترجمہ: کیا دیا جائیگا کسی کو مرتبہ اتنا جتنا کہ تم کو دیا گیا ہے، یا وہ جھگڑا (فیصلہ) کریں گے تمہارے ساتھ تمہارے رب کے پاس؟ مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں نہیں ہوسکتے، تمہارا مقام بہت اعلیٰ ہے دیگر سب اقوام تمہارے ماتحت ہیں، تمہارے ساتھ فیصلہ اور مقابلہ کی طاقت نہیں رکھ سکتے لہٰذا تم ہی اپنا دین و دستور منوا کر رہو گے۔

یہود کا اپنی فضیلت کا عقیدہ اور بے بنیاد دعویٰ

(۱) یہود کہتے ہیں کہ: جب ہم اپنی سلطنت میں داخل ہوں گے تو ہم اپنے توحیدی مذہب کے علاوہ کسی مذہب کو برداشت نہیں کرینگے، خدا کی محبوب قوم کی حیثیت سے ہمارا مقدر خدائے واحد کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے۔ ہمیں ایمان اور اعتقاد کی دوسری تمام صورتوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا ہوگا۔ (پروٹوکولز: ۱۸۳)

(۲) یہود منتخب شدہ اعلیٰ نسل سے تعلق رکھتے ہیں جن کو خدا نے تمام دنیا پر حکمرانی کے لیے پیدا کیا ہے اور باقی دنیا یہودیوں کی غلام بن کر رہنے کے لیے ہے۔ (یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازشیں:۱۸)

(۳) ہم اعلیٰ نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے مذاہب کے ماننے والے کافر اور قابل نفرت ہیں۔

(یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازشیں:۲۱)

(۴) یہود تمام انسانوں سے ممیز اور ممتاز ہیں اور باقی تمام انسانوں کی مثال جانوروں کی سی ہے، جنہیں صرف یہودیوں کی غلامی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ (یہود و نصاری کی اسلام کے خلاف سازشیں:۳۱)

(۵) لیکن ہم خدا کی منتخب کردہ قوم ہیں۔

(۶) خدا نے خود ہمیں دنیا پر حکمرانی کیلئے منتخب کیا ہے۔ (تسخیر عالم کا یہودی منصوبہ: ۱۰۰، ۱۰۱، ۲۳؛ ۱۳۳؛ ۱۴۶، ۱۷۴)

یہود و نصاریٰ کی سوچ و فکر اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھانے کیلئے بیان فرمائی ہے۔

نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ۔ (المائدہ:۱۸)

مطلب ہم اللہ کے لاڈلے اور اللہ کے محبوب ہیں۔ اس بنیاد پر وہ کسی کو بھی اپنے برابر نہیں سمجھتے، بلکہ یہود یہ کہتے ہیں کہ:

(۱) غیر یہودی اقوام بھیڑ، بکریوں کا ایک گلہ ہے اور ہم ان کا شکار کرنے والے بھیڑیے ہیں۔

(یہودی پروٹوکولز:۱۷۱، تسخیر عالم کا یہودی منصوبہ:۱۲۲، ۱۲۳)

(۲) غیر یہودی مویشیوں کی جتنی جانیں کام آئی ہیں ہم نے انکی تعداد کا احصاء کرنے (شمار کرنے) کی بھی ضرورت نہیں سمجھی۔ (یہودی پروٹوکولز:۱۸۹، تسخیر عالم کا یہودی منصوبہ:۱۴۱)

(۳) غیر یہودی حیوانوں کی طرح ہوتا ہے جو مشاہدے سے صحیح نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت سے بالکل عاری ہوتا ہے۔ (یہودی پروٹوکولز:۱۹۰)

(۴) غیر یہودی کی خالص حیوانی ذہنوں اور غیر ترقی یافتہ فکر کا اظہار اس امر سے ہوتا ہے کہ وہ ہمارے ہی قرضے اتارنے کیلئے ہم ہی سے سودی قرض لے رہے ہیں۔ (یہودی پروٹوکولز: ۲۱۸)

لیکن اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں:

(۱) ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ۔ (البقرہ:۶۱)

ترجمہ: مسلط کردی گئی ان پر ذلت۔

(۲) إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ (الاعراف:۱۵۲)

ترجمہ: بیشک جن لوگوں نے بچھڑے کو قابل تعظیم (عبادت) بنایا عنقریب ہی ان کو پہنچے گا اللہ تعالیٰ کا غضب اور ذلت دنیا کی زندگی میں۔

نصاریٰ کا اپنی فضیلت کا بے بنیاد دعویٰ

دوسری طرف یہود کی طرح نصاریٰ بھی سارے عالم پر اپنی فضیلت کے دعویدار ہیں، اس بناء پر ساری دنیا پر اپنے آپ کو خود مختار و حکمرانی کا حقدار سمجھتے ہیں، اور برتری کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

عیسائیوں کے بہت سے فرقوں کی نمائندہ جماعتیں بھی امریکا میں بکثرت پائی جاتی ہیں جو عوام میں اس قسم کے خیالات پھیلاتی ہیں کہ امریکی اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم ہیں، جس کی وجہ سے انہیں تمام قوموں پر برتری حاصل ہے۔

۱۹۹۸ء میں امریکا میں ایک سروے کے دوران جو رپوٹ مرتب کی گئی، اس کی رو سے ۸۶ فیصد امریکیوں کا خیال ہے کہ وہ اللہ کی پسندیدہ قوم ہیں، جس کی وجہ سے انہیں تمام قوموں پر برتری حاصل ہے۔ (خفیہ ایجنسیوں کی خفیہ جنگیں:۲۸۶)

یہود و نصاریٰ اپنے خودساختہ دین (قانون) کی دعوت ساری دنیا کو دیتے ہیں اور اس کو دنیا اور آخرت کی کامیابی سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھانے کے لیے فرماتے ہیں:

(۱) وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ۔ (البقرۃ: ۱۱۱)

ترجمہ: اور یہ کہتے ہیں کہ ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا کوئی بھی مگر وہ جو یہودی ہوگا یا نصرانی۔

(۲) وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا۔ (البقرۃ: ۱۳۵)

ترجمہ: اور یہ کہتے ہیں (سارے عالم کو) کہ یہودی بن جاؤ یا نصرانی تو تم ہدایت پاؤ گے۔

مطلب یہ کہ تمام ادیان (اسلام سمیت) علاوہ یہودیت اور نصرانیت کے نہ دنیا میں خیر کا ذریعہ ہیں اور

نہ ہی آخرت میں، اس لیے کے دین ودنیا دونوں کی خیر ان ہی کے دین میں منحصر ہے۔ ان کا یہی باطل عقیدہ پہلے بھی تھا اور آج بھی ہے۔

انس وجن کی تخلیق کی حکمت

اللہ تعالی نے روز اول ہی سے انس وجن کیلئے زندگی گزارنے کا قانون اور ضابطہ مقرر کیا ہے اور ان کو اس قانون کے مطابق زندگی گزارنے کا مکلف بنایا ہے اور انہیں اپنے اختیار اور مرضی سے اپنے طریقہ پر زندگی گذارنے کی اجازت نہیں دی۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۔ (المؤمنون: ۱۱۵)

ترجمہ: کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے مقصد پیدا کیا ہے بغیر کسی حکمت کے، اور (یہ خیال کرتے ہو کہ) تم ہماری طرف نہ لوٹائے جاؤ گے؟

یعنی ایسا نہیں بلکہ کسی حکمت کیلئے تم کو پیدا کیا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف تمہاری رجوع اور حاضری ہوگی اور تمہارے ساتھ حساب وکتاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمہیں جزا وسزا بھی دینگے۔ تم دیگر حیوانات ودرندوں کی طرح نہیں ہو، بلکہ میں نے تم کو زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا ہے اور تم کو اس پر چلنے کا پابند کیا ہے اور ایسا بھی نہیں کہ مر گئے تو مر گئے، بس قصہ ختم، بلکہ تمہیں میرے پاس ضرور آنا ہے، تاکہ تم سے تمہیں دی گئی ہر چیز کے بارے میں سوال ہو اور اس پر بدلہ دیا جائے۔

روز محشر اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کے متعلق ضرور پوچھیں گے

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۔ (التکاثر: ۸)

ترجمہ: پھر بخدا! ضرور تم سے پوچھا جائیگا اس دن سب نعمتوں کے بارے میں۔

چونکہ نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت انس وجن پر اللہ تعالی کی قانونی کتاب قرآن عظیم کی ہے، اور اس قانونی کتاب کی عملی اور قولی شرح کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ النَّعِيْمَ الَّذِيْ يُسْأَلُ عَنْهُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (غرائب القرآن: ۱۵۷/۶)

ترجمہ: بیشک وہ نعمت جس کے متعلق لوگوں سے پوچھا جائیگا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ: (الزخرف ۴۴)

ترجمہ: بیشک یہ کتاب (قرآن) آپ کی اور آپ کی قوم کیلئے باعث عزت و یادگار ہے اور تم سے اس کے بارے میں پوچھا جائیگا۔

مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں: لَذِكْرٌ لَّكَ اَيْ لَشَرَفٌ لَّكَ۔ (مدارک: ۴/۲، بیضاوی: ۲/۲۰۰۱)

ترجمہ: یہ قرآن آپ کی اور آپ کی قوم کے لیے باعث عزت چیز ہے۔

قرآن عظیم سے بڑی نعمت اور مہربانی اور اس کی تعلیمات کے تحت زندگی بسر کرنے سے بڑا فضل اور بڑی خوشی کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ لہٰذا قرآن عظیم کی قدردانی کے متعلق انس و جن سے ضرور پوچھا جائیگا۔

اَلْحَيَاةُ فِيْ ظِلَالِ الْقُرْاٰنِ نِعْمَةٌ لَا يَعْرِفُهَا اِلَّا مَنْ ذَاقَهَا نِعْمَةٌ تَرْفَعُ الْعُمْرَ وَتُبَارِكُ وَتُزَكِّيْهِ۔ (فی ظلال القرآن: ۱/۲)

ترجمہ: قرآن کے سایہ میں زندگی بہت بڑی نعمت ہے، اس نعمت کو صرف وہ ہی پہچان سکتا ہے جس نے اس کا مزہ چکھا ہو یہ ایسی بڑی نعمت ہے جو زندگی میں برکت لاتی ہے اس کو بڑھاتی اور پاک کرتی ہے، یعنی عقیدہ اور عمل کے لحاظ سے۔

وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ. اَيْ عَنْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ وَكَيْفَ كُنْتُمْ فِي الْعَمَلِ بِهٖ وَالْاِسْتِجَابَةِ لَهٗ۔ (ابن کثیر: ۴/۱۲۹)

ترجمہ: تم سے پوچھا جائیگا (بروز قیامت) قرآن کے بارے میں اور یہ بھی کہ تم نے اس پر کیسے عمل کیا تھا، اور اسے کتنی پذیرائی دی تھی۔

اَيْ عَنِ الْقِيَامِ بِحَقِّهٖ۔ (جلالین مع جامع البیان ۲/۴۰۸)

ترجمہ: یعنی اس کے حق کی ادائیگی کے بارے میں (پوچھا جائے گا)۔

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ اَيْ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْ قِيَامِكُمْ بِحَقِّهٖ۔

(بیضاوی: ۲/۲۰۱)

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ (الانبیاء: ۱۰)

ترجمہ: بیشک ہم نے تمہارے پاس بھیجی ہے کامل کتاب، اس میں تمہارے لیے عزت ہے کیا تمہیں اس کی

سمجھ نہیں؟

مسلمانوں کی عزت، اقتدار، عالمی رہبری اور امارت، قرآن وسنت پر درست عقیدہ رکھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے میں ہے کیونکہ یہ ہر قسم کے شک وشبہ سے دور ہیں۔ جن وانس کی زندگی گزارنے کیلئے یہ قرآن عظیم ہی دستور العمل ہے، چاہے یہ زندگی انفرادی ہو یا اجتماعی، خارجی ہو یا داخلی، ملکی ہو یا علاقائی، سرکاری ہو یا غیر سرکاری، دینی ہو یا دنیاوی، ہر قسم کے معاملات اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اور جس کی مکمل شرح وتفصیل کامل طریقہ سے سنت نبوی ﷺ میں ہے، جبکہ اس کی مزید تشریح نبی کریم ﷺ کے شاگردوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے قولی وعملی طریقہ سے دنیا کو کر کے بتائی ہے۔ (الحمد للہ ثم الحمد للہ)

قرآنی دستور نور ہے

قرآن پاک میں بہت جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی دستور کو نور کہا ہے، بطور مثال کے پانچ آیات مبارکہ ذکر کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

پہلی آیت: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا۔ (النساء: ۱۷۴)

ترجمہ: اے انس وجن یقیناً تمہارے پاس آئی ہے قطعی (یقینی) دلیل (بیان) تمہارے رب کی طرف سے اور (صرف یہ ہی نہیں بلکہ) ہم نے بھیجی ہے تمہاری طرف کامل (واضح) روشنی جو ہر ابہام کو ظاہر (دور) کرنے والی اور اس سے متعلق تعلیم دینے والی۔

اللہ کی قانونی (دستوری) کتاب کا بڑا درجہ ہے

دوسری آیت: قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ۔ يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيْهِمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (المائدہ: ۱۵/۱۶)

ترجمہ: بیشک آئی ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب (قانون) اللہ دکھاتا ہے اس کتاب کے ذریعے اس شخص کو جو اس کی رضا کا طالب ہو پُر امن راستے، اور نکالتا ہے ان کو اندھیروں (کفر وشرک) سے نور (صحیح عقیدہ اور عمل) کی طرف اپنے حکم سے، اور سیدھی راہ کی طرف ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قانونی کتاب کا تعارف پانچ خوشخبریوں سے کیا ہے۔

(۱) نُوْرٌ: یعنی تمہاری زندگی میں اس قانونی کتاب کے ذریعے ہی روشنی اور ہدایت آسکتی ہے اس کے بغیر، چاہے عقیدہ ہو یا عمل ہر طرح سے ظلمت و پریشانی، تباہی و بربادی، ذلت و گمراہی اور بے عزتی ہے جس کی تعبیر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی ہے:

ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ۔ (النور: ۴۰)

ترجمہ: بہت سارے اندھیرے ہیں ایک دوسرے پر تہہ بہ تہہ۔

یعنی اس طرح کے اندھیرے ہیں کہ انسان بغیر قرآن کی رہنمائی کے سیدھی راہ پر نہیں چل سکتا اور نہ ہی خود ان تاریک اندھیروں سے زندگی بھر نکل سکتا ہے، چاہے جس طرف بھی جائے۔ نیز اگر زندگی کی ان تاریک راہوں میں اللہ کی ہدایت کی روشنی نہ ہو تو اس روشنی کے پیدا ہونے والے اندھیرے کے علاوہ شیطانی ہدایات کے مزید اندھیرے بھی آس پاس پھیل جاتے ہیں اور زندگی میں ہر طرف تباہی کے سوا اندھیرے ہی اندھیرے ہوتے ہیں، جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ۔ (النور: ۴۰)

ترجمہ: جسے اللہ روشنی (دین) نہ دے تو اس کیلئے کہیں سے بھی کوئی روشنی نہیں ہوتی۔

یعنی دین کا فہم و فکر اللہ تعالیٰ کے دینے پر ہے جب اللہ تعالیٰ نہ دے تو پھر کوئی ذریعہ اور روشنی زندگی کے کسی موڑ پر بھی نہیں پائی جاسکتی۔

(۲) کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ: یعنی بڑی واضح کتاب، لکھا ہوا قانون زندگی، ظاہر یہی مطلب ہے کہ انس و جن کیلئے زندگی گزارنے کا وہ طریقہ جس پر اللہ تعالیٰ خوش ہوں اور آخرت کی خوشی دیں صرف یہ کتاب اور اس کے قانونی نکات اور دفعات ہیں اور یہ کتاب (قانون) بالکل واضح بھی ہے اگر کوئی سمجھنا چاہے تو آسانی سے سمجھ سکتا ہے اور اپنی عملی زندگی میں لاسکتا ہے، اس میں کوئی مشکل نہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ۔ (الحج: ۷۸)

ترجمہ: نہیں کی تم پر اس قانون میں کوئی سختی اور پریشانی (عمل کرنے میں)۔

(۳) یَھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ: یعنی اللہ تعالیٰ سلامتی کی راہوں پر انہیں چلاتا ہے

جو اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر اگر کوئی چلنا چاہے، اسی نیت وارادہ کے ساتھ طلب جاری رکھے، تو اللہ تعالیٰ اپنی خاص مہربانی اور کرم سے اس کی رہنمائی فرماتے ہیں اور اسباب میں آسانی پیدا کردیتے ہیں، اور اگر نیت اللہ کی رضا کی نہ ہو، بلکہ صرف ایک دستور، رواج (گھر، بستی یا علاقے کے دباؤ) کی وجہ سے اس پر عمل کرے، تو پھر اللہ تعالیٰ اس پر کوئی اجر نہیں دیتے۔ حق کے طلب کی نیت اور اس کی کوشش کرنا ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۔ (الرعد: ۲۷)

ترجمہ: کہو بیشک اللہ گمراہ کرتا ہے سیدھی راہ سے جسے وہ چاہے اور چلاتا ہے اپنی طرف اس کو جو دل کے اخلاص سے کوشش کرے اور اسکی طرف آئے۔

(۲) اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۔ (الشوریٰ: ۱۳)

ترجمہ: اللہ پسند کر کے اپنی طرف لاتے ہیں جسے چاہیں اور راستہ دکھاتے ہیں اس کو جو اس کی طرف آنے کی رغبت رکھے۔

محمد ﷺ لوگوں کے درمیان جدائی اور فرق ہیں

مطلب یہ کہ ہر نیک عمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت اور نبی کریم ﷺ کی اتباع ضروری ہے ورنہ صورت تو نیک عمل کی ہوگی، مگر اللہ تعالیٰ اس پر ثواب نہیں دینگے بلکہ الٹا باعث سزا بن جائے گا۔

فَمُحَمَّدٌ (ﷺ) فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ ۔ (بخاری: ۱۰۸۱)

ترجمہ: محمد ﷺ جدائی اور فرق ہیں لوگوں کے درمیان۔ مطلب یہ ہے کہ جو نیک عمل نبی ﷺ کے طریقہ پر ہو اور نیت صحیح (صرف اللہ ہی کی رضا کیلئے) ہو تو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے ورنہ نہیں، نہ نماز، نہ روزہ، نہ حج، نہ زکوۃ، نہ جہاد اور نہ دوسرے نیک اعمال، کیونکہ کلمہ طیبہ میں پہلی چیز اللہ تعالیٰ کو دل سے ماننا ہے اور دوسری چیز نبی کریم ﷺ کے طریقے کے مطابق عمل کرنے کا عہد کرنا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ ہی لوگوں کے درمیان معروف، منکر، خیر وشر کا فرق اور جدائی لانے والے ہیں۔

(۴) وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ: یعنی زندگی کی ہر پریشانی میں آسانی، روشنی اور صحیح راہ کی

ہدایت کرتا ہے۔ ہر قسم کی ظلمت وضلالت سے بچاتا ہے۔ ہر قسم کی ظلمت سے نکلنے کی توفیق ونصرت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

(۵) وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ : یعنی زندگی کے ہر معاملہ (سختی، نرمی، راحت وآرام) میں صحیح اور سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

یہ چند بڑی اور اہم خوشخبریاں ہیں جو اس مبارک آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائیں، اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو یہ سعادتیں نصیب فرمائیں۔ (آمین)

تیسری آیت: وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ. (الأعراف:۱۵۷)

ترجمہ: چلیں اس روشنی (قرآن) پر جو ان (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ بھیجی گئی ہے۔

چوتھی آیت: وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا. (الشوریٰ: ۵۲)

ترجمہ: اور ہم نے بنایا ہے کتاب (قرآن) کو نور، (جس کے ذریعے سے) ہم صحیح راہ پر چلاتے ہیں جسے ہم چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی عظیم بابرکت ہستی بھی اپنی کامل صلاحیت کے تحت اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا طریقہ بغیر اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے نہیں جان سکتے تھے تو دوسرا کوئی کیا جانے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی تعلیم وہدایت کا جاننا قرآن اور وحی کے ذریعے ہی ضروری ہے۔

پانچویں آیت: فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنزَلْنَا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ. (التغابن:۸)

ترجمہ: سو ایمان لے آؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور اس روشنی (قرآن) پر جو ہم نے نازل کی ہے، اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے مکمل باخبر ہے۔

ان پانچوں آیات مبارکہ میں قرآن عظیم یعنی زندگی کی قانونی کتاب کو کامل نور کہا گیا ہے، تو اگر عقیدہ وعمل (انفرادی، اجتماعی، عوامی، ملکی، خارجی اور داخلی زندگی) میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب اور اسکی تعلیمات کی روشنی نہ ہو تو ہر طرف اور ہر سمت سیاہ اندھیرے پھیلے ہونگے۔ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ. (النور:۴۰)

ترجمہ: ایسے اندھیرے ہیں تہہ بہ تہہ کہ جب نکالے اپنا ہاتھ تو بالکل نہیں دیکھ پائے گا اسے اور جس کو اللہ تعالیٰ روشنی نہ دے تو نہیں ہے اس کیلئے کہیں کوئی روشنی۔

تاریک اندھیرے

آج عام دنیا اور حکومتوں کا یہی حال ہے، اللہ تعالیٰ کے قانون کی روشنی ان کے ساتھ نہیں ہے اسی وجہ سے وہ گمراہی کے سیاہ اندھیروں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ آج اپنی طرف سے ایک قانون بناتے ہیں اور پھر کچھ وقت بعد اسی قانون کو کسی نقصان، فساد یا کمی کی وجہ سے بالکلیہ چھوڑ دیتے ہیں یا ترمیم در ترمیم کرتے رہتے ہیں۔

(۴) بڑی خوشخبری

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۔ (النور:۵۵)

ترجمہ: اور یقیناً بدل دیگا ان کے خوف کو امن سے۔

مسلمان جب مکہ معظمہ میں تھے اور بعد میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو بہت عرصے تک پریشانی اور دشمنوں کے حملوں کی فکر ان کو ہر وقت دامن گیری رہتی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ میں تمہارے خوف کو بالکل ختم کر رہا ہوں۔ دین اسلام عالمی دین اور قانون ہے مگر چونکہ اس وقت سامنے راستہ بہت خراب اور دلدلی تھا اور تقریباً ساری انسانیت اسلام اور مسلمانوں کی دشمن اور بد خواہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ کفار کی جانب سے دی جانے والی تکالیف پر صبر کرو، امن آ ہی جائیگا اور اسی طرح ہوا بھی چنانچہ مدینہ منورہ میں کامل، مثالی اور عالمی امن ابھر کر دنیا کے سامنے آیا اور خلافت اسلامیہ میں بھی مثالی امن قائم رہا، کوئی بھی کسی پر ظلم و زیادتی نہ کر سکتا تھا۔ اپنوں اور غیروں کی لکھی ہوئی کتب تاریخ ایسے مثالی واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ (الحمدللہ)

(۵) وعدہ کی تکمیل کی شرائط

يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۔ (النور:۵۵)

ترجمہ: (میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں جب کہ) یہ میری ہی عبادت کریں اور کسی کو بھی میرے ساتھ

شریک نہ کریں (عبادت اور ساری زندگی میرے کہنے پر گذاریں)۔

عبادت کیا ہے؟

علمائے کرام رحمہ اللہ علیہم عبادت کا مطلب بیان کرتے ہیں: اَلْعِبَادَةُ غَايَةُ التَّذَلُّلِ وَلَا يَسْتَحِقُّهَا إِلَّا مَنْ لَهُ غَايَةُ الْإِفْضَالِ وَهُوَ اللهُ تَعَالَى۔ (مفردات القرآن:۳۲۱)

ترجمہ: عبادت کسی کے سامنے بہت عاجزی اختیار کرنے کو کہتے ہیں، اور بہت عاجزی اسی کے سامنے اختیار کی جاتی ہے جس کی طرف سے زیادہ احسان وفضل ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات عالی ہے۔

اسی طرح کا مطلب امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں عبادت کا ذکر کیا ہے۔ (قرطبی:۱۱/۱۳۰)

اَلْعِبَادَةُ غَايَةُ التَّعْظِيمِ سَوَاءٌ اعْتُقِدَ فِي الْمَعْبُوْدِ أَنَّهُ إِلٰهٌ أَوِ اعْتُقِدَ أَنَّهُ مُقَرَّبٌ إِلَى اللهِ۔

(غرائب القرآن:۹/۳۳)

ترجمہ: عبادت کسی کی زیادہ بڑائی ماننا ہے چاہے وہ اس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ وہ بذات خود لائق عبادت ہے یا اسے اللہ تعالیٰ کا مقرب سمجھ کر تعظیم دے۔

اَلْعِبَادَةُ اَلطَّاعَةُ تَعَبَّدَ وَتَنَسَّكَ۔ (قاموس:۳۸۹/۳۷۸، مختار الصحاح:۴۰۸)

مشہور لغوی ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اَلْعَرَبُ تُسَمِّي كُلَّ مَنْ دَانَ لِمَلِكٍ عَابِدًا لَّهُ۔ (غرائب القرآن: ۱۸/۱۸، فتح القدیر:۳/۳۰۵، ابن جریر:۱۸/۱۹، مختار الصحاح:۴۰۸، لسان العرب:۹/۱۳، معالم التنزیل:۵/۱۶۱)

ترجمہ: جو جس کا کوئی حکم مانے اس کو اس کا عابد کہا جاتا ہے۔

یہی مطلب دوسرے علماء تفسیر ولغت بھی بیان کرتے ہیں کہ جو کسی کی ہر بات، ہر خواہش اور ہر حکم مانے، بغیر اس فکر کے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور نبی علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق ہے یا نہیں، تو یہ طرز عمل عبادت کہلاتا ہے ۔مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو یہ حیثیت دینا، إِيَّاكَ نَعْبُدُ، اُعْبُدُوا رَبَّكُمْ، بَلِ اللهَ فَاعْبُدْ، اور اسی طرح دوسری آیات مبارکہ سے انکار ہے اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ سے بھی انکار ہے، قول سے، عمل سے یا دونوں سے۔

شرک اور مشرک کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی صفاتِ مختصہ میں کسی کو شریک یا حصہ دار سمجھنا یا بنانا شرک ہے، علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم یہ کہتے ہیں: اَلْمُشْرِكُ مَنْ سَوّٰى بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْاَشْيَاءِ .

(تفسیر کبیر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ: ۱/۲۶۴)

ترجمہ: مشرک وہ ہے جو برابری کرے اللہ تعالیٰ اور اس کی کسی مخلوق میں سے کسی ایک کے درمیان کسی بھی قول وعمل یا صفت میں۔

اللہ تعالیٰ کے اقوال یا افعال خاصہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک ٹھہرانے کی تمام پیغمبروں نے پرزور طریقہ سے رد کیا ہے۔ دنیا اور آخرت کے نقصان اور عذاب سے لوگوں کو خبر دار کیا ہے اور تاریخ کے حوالہ سے پہلے گزرنے والے خطرناک گمراہ لوگوں کی عاقبت بھی بیان کی ہے۔

لہٰذا عبادت اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ پر زندگی گزارنے اور بسر کرنے کو کہتے ہیں، چاہے چھوٹی سے چھوٹی بات ہو یا بڑی سے بڑی بات، انفرادی ہو یا اجتماعی، نظریاتی ہو یا سیاسی جس قسم کی بھی ہو اگر اس میں تعلیم اللہ تعالیٰ کی ہو اور عمل کرنے کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو اور نیت وارادہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو یہ سب عبادت ہے۔

اس تفصیل کے مطابق آدمی کا ہر عمل اگر مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ماننا ہے اور ان شرائط سے انکار اس کلمے کی مخالفت ہے، جب تک یہ دونوں شرائط مسلمانوں میں کامل واکمل تھیں تو ساری دنیا ان کے قدموں میں تھی اور تمام عالم پر خلافت اسلامیہ کا جھنڈا لہرایا کرتا تھا، تاریخ عالم اس بات کی شاہد ہے۔ اور جب ان شرائط میں کمی آئی اور ان کا مذاق اڑایا گیا تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی اسی طرح رہا اور مسلمانوں کو ذلت ورسوائی کے کیسے کیسے دور دیکھنے پڑے، اس کے لیے تاریخ کے اوراق دیکھے جا سکتے ہیں۔

(۶) خلافت اسلامیہ کے تاریخی حقائق

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ : یہ بات تاریخ کی روشنی میں تھوڑی تفصیل طلب ہے:

(۱) طالوت بنی اسرائیل کا ایسا فرد تھا کہ جس کے پاس نہ مال و دولت تھی اور نہ ہی اس کا کوئی مددگار گروہ تھا، بغیر ووٹروں کے ایک عام آدمی تھا، سیاسیوں کے نزدیک انتخاب کے لائق بھی نہ تھا اور لوگوں کا اس پر یہی اعتراض تھا: اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ.

ترجمہ: کیسے ہوگی اس کی حکومت ہم پر حالانکہ ہم اس سے زیادہ حقدار ہیں حکومت کے، اور نہ ہی اس کو مال کی فراخی اور دولت دی گئی ہے۔

یعنی اس کے بڑوں میں آج تک بادشاہی نہیں آئی، نہ وہ سیاسی تھے نہ ان میں کوئی حکومتی ممبر تھا، اور نہ ہی کوئی عہدیدار یا افسر گزرا ہے، جبکہ ہم حکومت و بادشاہت کے لائق ہیں، کیونکہ ہمارے آباؤ اجداد، سیاسی عہدیدار، معتبر اور ممبر تھے تو ہم بھی سیاست اور اس کے مکروفریب سے واقف ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ممبر بننے اور بادشاہی کیلئے دولت چاہئے اور اس کے پاس تو وہ بھی نہیں ہے۔

ان بنی اسرائیلیوں کی طرف سے طالوت پر کیے جانے والے اعتراضات بعینہ اسی طرح ہیں جو آج کل نئے انداز میں جدید اصطلاحات اور قانونی زبان میں کہے جاتے اور نافذ کرائے جاتے ہیں۔

جبکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیغمبر شموئیل علیہ السلام کے جواب کے ذریعے سے تعلیم دے رہے ہیں جو انہوں نے ان بنی اسرائیلیوں کے اعتراضات کے جواب میں کہا:

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. (البقرہ: ۲۴۷)

ترجمہ: کہا (ان کے پیغمبر علیہ السلام نے) بیشک اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے اس (طالوت) کو تم پر بادشاہی اور عہدہ کیلئے اور بڑھایا ہے اس کو تم پر فراخی علم و جسم میں اور اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہی جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت کرنے والا اور بہت باخبر ہے۔

کسی کام کی بہتری کی شرائط:

پیغمبر علیہ السلام نے ان کے جواب میں چند بڑی اہم اور بنیادی باتیں پیش کی ہیں:

(۱) پہلی بات یہ کہ یہ انتخاب میری رضا سے نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے۔

(۲) انتخاب کیلئے جو شرائط ضروری ہیں وہ اس میں کامل موجود ہیں۔
پہلی شرط: کامل علم۔

دوسری شرط: بلند ہمت اور بڑا عزم وارادہ۔

اور یہ اعتراض کرنا کہ اس نے سیاسی قسم کے بڑوں میں وقت نہیں گزارا، تو اس کا جواب یہ دیا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کا قانون ہے، وَاللهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَّشَاءُ. تو تم اس میں کیا کر سکتے ہو اور یہ جو تم نے کہا کہ اس کے پاس مال اور دولت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کو مال خرچ کرنے کی جگہ اور وقت دونوں معلوم ہیں وہ اس کو عطا کر دینگے، وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔

بعد میں سب نے دیکھا کہ ایسا ہی ہوا جیسا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا اور بنی اسرائیل باعزت ہوئے اور ان کی قومیت ظاہر اور آشکارا ہوئی۔

نوٹ: ہر کام کا ذمہ دار اس کو ہونا چاہئے جو اس کے خیر، نقصان، تدبیر، انتظام، بہتری اور اقدام، اقبال وادبار کا علم اور سمجھ رکھنے والا ہو اور اس کے مناسب کچھ کرنے کی فکر میں بھی ہو اور اس کو عملی جامہ بھی پہنا سکتا ہو، صرف نسبی شرافت یا دولت کسی کام کی نہیں چاہے، معاملہ اور ذمہ داری کسی بھی قسم کی ہو۔
مثلاً کسی مریض کو کسی بڑے سیاستدان، انجینئر یا کسی دولت مند کے پاس علاج ومعالجہ کیلئے لے جانے کو کوئی بھی درست نہیں سمجھے گا، بلکہ اسے بے وقوفی اور جہالت سے تعبیر کرے گا، کیونکہ ایسی صورت میں تو اس مریض کا مرض اور بڑھ جائیگا اور وہ مریض موت کے گڑھے میں گر جائے گا۔
اسی طرح لوگوں کے دینی یا دنیاوی انتظام کا ذمہ دار کسی میراثی یا دولت مند کو مقرر کرنا یا ممبر مقرر کرنا قوم اور ملک کی تباہی ہے۔

الساعہ سے کیا مراد ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔ (بخاری: ۱/۱۴)
اور ایک روایت میں یہ بھی ہے: إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ۔ (بخاری ۲/۹۶۱، مسند احمد ۲/۳۶)
ترجمہ: جب کسی کام کی ذمہ داری کسی نالائق کے حوالہ کی جائے، تو تباہی کا انتظار کر۔

مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ذمہ داری کسی نالائق کے حوالہ کی جائے تو مقرر گھڑی کا انتظار کر، (کہ اس میں اس آدمی کی موت وہلاکت ہے تو دیگر لوگوں کی بھی یقینی ہلاکت ہے) یا قیامت کا انتظار کر۔

امام راغب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَالسَّاعَةُ الَّتِيْ هِيَ الْقِيَامَةُ ثَلَاثَةٌ اَلسَّاعَةُ الْكُبْرٰى وَهِيَ بَعْثُ النَّاسِ لِلْمُحَاسَبَةِ وَالسَّاعَةُ الْوُسْطٰى وَهِيَ مَوْتُ الْقَرْنِ الْوَاحِدِ وَالسَّاعَةُ الصُّغْرٰى وَهِيَ مَوْتُ الْاِنْسَانِ۔ (مفردات القرآن ۲۴۸،۲۴۹)

الساعۃ: اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ کسی قوم کا وجود ایسا ہو جائے جس طرح کہ عدم یا نیست ونابود ہوتا ہے، یعنی اس کی روحانی تباہی آجائے، اور باوجود اس کے موجود ہونے کے اس کا کوئی وجود نہ ہو اور نہ ہی کوئی قومی امتیاز اور مقام ہو اور نہ ہی کوئی دینی مقام اور درجہ ہو اور نہ ہی اسلامی تعارف اور شعار ہو، بلکہ غیر کی نقل اور چال پر خود کو وقار والا سمجھیں اور دوسروں کی اتباع میں خود کو بڑا سمجھیں، اور اس پر فخر کریں اور اس کو اپنی ترقی سمجھیں، تو یہ بھی قوم کا گم (ختم) ہونا ہی ہے، یعنی اس طرز عمل سے ان کا قومی وجود اور درجہ ختم ہو جائیگا اور وہ دیگر اقوام میں گم ہو جائینگے۔ آج بھی یہی حال ہے کہ نہ تو عرب میں کسی کی پہچان باقی ہے، نہ عجم میں، نہ لباس میں، نہ صورت وشکل میں، نہ زبان میں، نہ نشست وبرخاست میں، نہ کھانے پینے میں، نہ خوشی غمی میں، نہ قومی عادات واخلاق میں، عبادات کی تو بات ہی چھوڑیں کہ وہ تو بالکل ہی متروک ہیں۔

یہی حال پختون قوم کا ہے، شکل وصورت غیر کی، لباس بھی غیر کا، زبان بھی غیر کی، خوشی غمی بھی غیر کی، غرض یہ کہ سب کچھ غیر کا ہے، غیر سے لیا گیا ہے، اپنی جگہ سے باہر کوئی نہیں پہچانتا کہ یہ پختون ہیں یا اور کوئی ہیں، یہ تو اب (۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۰۰۶) کی بات ہے باقی اللہ تعالی کو علم ہے کہ کچھ وقت کے بعد ان کا کیا حال ہوگا۔

یہ مطلب ہے حدیث مبارکہ کے الفاظ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ کا۔ دیکھو پھر ان کی قومی تباہی کو۔ (اَعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ) صرف اکثر افغانی قومی لباس، زبان اور شکل وصورت میں ہر جگہ پہچانے جاتے ہیں، آفرین ہو ایسی قوم اور ایسے پختونوں پر۔

نوٹ: فانتظر الساعۃ کی مزید تفصیل اعلام الاعلام میں عنوان اَلسَّاعَہ کے ذیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(۲) داود علیہ السلام اپنے والد یشا کی اولاد میں سب سے چھوٹے بیٹے تھے، گھر اور مال کی حفاظت کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کے پڑوس میں جالوت نامی ایک قوی بادشاہ کی حکومت تھی جو کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کا باغی، مخالف اور منکر تھا، تو اس نے بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ شروع کردی بنی اسرائیل بھی جنگ کیلئے منظم ہوگئے، داود علیہ السلام بھی بڑے شوق، جذبہ جہاد واخلاص سے شریک ہوئے جالوت اور جالوتی فوج بڑے غرور وفخر سے میدان میں آئے، جالوت کے پاس عجیب وغریب قسم کا اسلحہ تھا اور ایسی مضبوط زرہ تھی جس پر کسی قسم کے اسلحے کا اثر تک نہ پڑتا تھا، اس کی فوج میدان جنگ میں پوری طرح چھائی ہوئی تھی اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ بنی اسرائیل ان جالوتیوں سے جنگ ہار جائیں گے۔

ایسے وقت میں نوجوان داود علیہ السلام نے قدیم اسلحہ (غلیل) کو جدید طریقہ سے استعمال کیا اور ایک پتھر جالوت بادشاہ کو مارا وہ پتھر خدائی بم بن کر جالوت بادشاہ کی آنکھ میں لگا جس کی وجہ سے اس کا بھیجا (دماغ) نکل آیا وہ گر کر مر گیا، اور اس کی فوج زیر وزبر ہوگئی اور شکست کھا گئی اور بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کی وجہ سے میدان جنگ جیت گئے۔ (الحمد للہ)

داود علیہ السلام کی اس بہادری اور ان کے جدید طریقہ جنگ کی وجہ سے ہونے والی فتح اور کامیابی پر سارے بنی اسرائیلی بمعہ طالوت کے ان کی بادشاہی اور خلافت پہ متفق ہوگئے اور ان کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ (الحمد للہ)

قرآن عظیم نے اسی قدیم تاریخی واقعہ کی طرف دھیان دلایا ہے:

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ. (البقرۃ:۲۵۱)

ترجمہ: اور قتل کیا داود (علیہ السلام) نے جالوت (کافر) کو اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہی اور دین کی سمجھ (پیغمبری) عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کے دین کو انہوں نے دل سے مانا اگرچہ وہ تعداد میں تھوڑے تھے اور دنیاوی اسباب بھی کم یا مفقود تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہی دیدی۔

(۳) سلیمان علیہ السلام کی باشاہی کا بیان بھی قرآن عظیم نے مختلف طریقوں سے چند جگہ کیا ہے، جو مشہور ومعروف ہے تقریباً ہر کسی کو معلوم ہے۔

(۴) ذوالقرنین کے تبلیغی اور جہادی اسفار کا بیان قرآن عظیم نے کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۔ (الکہف ۸۵)

ترجمہ: بیشک ہم نے ان کو طاقت دی تھی زمین میں اور ہر چیز سے سامان واسباب دیا تھا۔

یعنی جس قسم کے سامان کی ضرورت ان کو تبلیغی اسفار میں پڑتی تھی اس کو ہم پورا کیا کرتے تھے۔ ان کے مشرق ومغرب کے تبلیغی اسفار قرآن کریم نے ذکر کئے ہیں، مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ان کے تاریخی اسفار کی تفصیل ذکر کی ہے، جس کو اپنے بھی مانتے ہیں اور غیر بھی۔

(۷) فاسق کون ہے؟

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۔ (النور: ۵۵)

ترجمہ: اور جس کسی نے کفر کیا اس کے بعد بس وہ ہی فاسق ہونگے۔

یعنی جو اتنی بڑی ہدایت کی باوجود کفر کرے تو وہ نالائق دین سے خارج ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے وعدے کے بعد جو غیر کی عبادت اور شرک کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ سے نکل گیا جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کا وعدۂ خلافت ایسے لوگوں کے ساتھ نہیں۔

جب نام نہاد مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم میں اوروں کو شریک کیا، ملکی قانون اپنی طرف سے بنائے، بلکہ کفری عالمی قانون کو اپنا ملکی قانون قرار دیا اور اس کی پلیدی میں جا پڑے اور غیر کی عبادت و اطاعت اور غیر کا قانون ماننا شروع کیا اور شرک کیا اور اپنی عوام کو بھی اس شرک میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ خلافت کو خود انہوں نے پس پشت ڈال دیا، جس کی وجہ سے ذلیل، بے عزت اور رسوا ہوئے۔

اس طرح انہوں نے اپنا اسلامی وجود اور تشخص خود اپنے ہاتھ سے گم کر دیا اور اب دنیا کی حکومتوں میں ان کا نام تک نہیں سوائے چند ایک کے، اور جو برائے نام اسلامی ممالک ہیں ان کا قانون بھی اسلامی نہیں، بلکہ سب کے سب غیر کے قانون اور تعلیم پر چل رہے ہیں۔ (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)

اسلام کے خلاف کیا ہوا، اور کیا ہو رہا ہے۔ یہ بڑی فکر کی بات ہے اسکو جاننا سمجھنا اور اس سے خبردار ہونا چاہیے۔ قرآن عظیم نے اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے بارے میں واضح طور پر بتلایا ہے اور تاریخ

عالم بھی اس پر گواہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۔ (المائدہ: ۸۲)

ترجمہ: البتہ یقیناً تم پاؤ گے زیادہ سخت دشمنی میں مؤمنوں کے ساتھ یہود کو اور ان لوگوں کو جو مشرک ہیں۔

مطلب یہ کہ مسلمانوں کے اسلام کے وجہ سے دشمن بہت سی کفریہ اقوام اور گروہ ہیں جو مسلسل بغض ودشمنی کررہے ہیں، مگر یہ دو گروہ ہمیشہ ہی سے سخت دشمن رہے ہیں۔ ان کی کوئی بھی سوچ وفکر مسلمانوں کی دشمنی سے خالی نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے متعلق یہ بھی فرماتے ہیں:

وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۔ (البقرہ: ۲۱۸)

ترجمہ: اور یہ لوگ تم سے ہمیشہ لڑتے ہی رہیں گے یہاں تک کے تم کو پھیر دیں تمہارے دین سے اگر ان کا بس (زور) چلے۔

پہلی آیت مبارکہ میں یہود اور مشرکین کی اسلام کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ دشمنی، بدنیتی اور بدخواہی کا بیان ہے، اور وہ یہ کہ ساری اقوام اور سارے ادیان ماننے والوں میں سے یہود اور مشرکین مسلمانوں کے زیادہ سخت دشمن ہیں، اور دوسری آیت مبارکہ میں ان کی اسی دشمنی میں اسی سختی کا ذکر ہے کہ اگر اور کچھ نہ ہو بلکہ جنگ ہی ہو تو اس سے بھی منہ نہیں موڑتے، اور یہ سب کچھ جنگ، سختی، تھکاوٹ، قتل، اور مارنا کیوں کرتے ہیں:

حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ ۔ ترجمہ: یہاں تک کہ تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں۔

دین کی مزید تشریح

دین کا کچھ بیان پہلے (صفحہ نمبر ۳۵) پر بھی کر چکا ہوں، یہاں **علمائے کرام** رحمۃ اللہ علیہم کے **اقوال تفصیل کیلئے** بیان کرتا ہوں۔ لوگوں نے دین صرف نماز، روزہ، زکوٰۃ، اخلاق اور کچھ اذکار ہی کو سمجھ رکھا ہے، حالانکہ ہرگز ایسا نہیں ہے، بلکہ دین انسانوں کی زندگی سے متعلق تمام قوانین کو کہا جاتا ہے۔ اخلاق اور عبادات بھی دین کا ایک حصہ ہیں، اس طرح آئین بھی۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ کی مبارک کتاب اور علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال سے معلوم کریں تو پتہ چلتا ہے، جیسے کہ علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم یہ فرماتے ہیں:

(۱) اَلدِّیْنُ وَضْعٌ اِلٰھِیٌّ سَائِقٌ لِذَوِی الْعُقُوْلِ بِاِخْتِیَارِھِمْ اِیَّاہُ اِلَی الْاِصْلَاحِ فِی الْحَالِ وَالْفَلَاحِ فِی الْمَآلِ وَھُوَ یَشْتَمِلُ الْعَقَائِدَ وَالْاَعْمَالَ۔ (الجواھر الحسان: ۴/۴۷، المسامرۃ: ۱۰)

ترجمہ: یعنی دین اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون ہے عقل مندوں (انس وجن) کیلئے، تو جو (اس دین کو) اپنی مرضی سے مان لے تو دنیا میں خیر کی طرف پہنچائے اور آخرت میں کامل فلاح کی طرف، جبکہ دین عقیدہ اور عمل دونوں کو کہا جاتا ہے۔

(۲) اَلدِّیْنُ ھُوَالْاِعْتِقَادُ بِالْجَنَانِ بِجَمِیْعِ مَاجَآءَ بِہِ الرُّسُلُ صَلَوَاتُ اللہِ عَلَیْھِمْ وَسَلَامُہٗ وَالْاِقْرَارُبِہٖ وَالْعَمَلُ بِہٖ عَنِ اخْتِیَارٍ۔ (لباب التاویل: ۱/۲۶۸)

ترجمہ: دین (نام ہے) یقین کرنے کا دل سے ان تمام باتوں پر جو انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اور ان باتوں کا زبان سے اقرار کرنا اور اس پر عمل کرنا، اپنی پسند اور اختیار سے (یعنی کسی کے دباؤ میں آکر یا کسی کے زبردستی سے نہیں)۔

اس مسئلہ کی تفصیل کتاب اعلام الاعلام اور خبرے شل اوسرے یو میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دنیا کی سب اقوام اور خاص کر یہود وہنود نہیں چاہتے کہ خدائی قانون زمین پر ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون دنیا میں جہاں کہیں بھی نافذ ہوا تو دوسرے ممالک بھی اس نظام کو طلب اور پسند کرینگے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون میں بنی آدم کے لیے امن وامان اور خوشحالی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

(۱) اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ الْاِسْلَامُ۔ (آل عمران: ۱۸)

ترجمہ: بیشک پسندیدہ قانون (انس وجن کی زندگی کا) اللہ کے ہاں صرف اسلام ہے۔

یعنی بنی آدم اور جنات کی زندگی گزارنے کا قانون اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ طریقہ صرف اور صرف اسلام ہے اور کوئی قانون نہیں۔

(۲) وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ (آل عمران: ۸۵)

ترجمہ: اور جو کوئی (جن وانس) طلب کرے اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین (قانون) تو وہ ہرگز بھی اس

سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت (دائمی زندگی میں) نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

یعنی کوئی بھی جن وانس چاہے وہ تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ، دولت مند ہو یا غریب، حاکم ہو یا محکوم، طاقتور ہو یا کمزور، کسی بھی جگہ کا رہنے والا ہو، اگر وہ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے قانون (دین) کا طالب اور چاہنے والا ہوگا، روز قیامت اس سے وہ غیر اللہ کا دین وقانون ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

مطلب یہ کہ اللہ تعالی نے انس وجن کیلئے قرآن عظیم کے نام سے دنیا میں قانون کی کتاب نازل کی ہے، جو اس کی آخرت اور دنیا کے فوائد ومنافع اور خیر سے لبریز ہے اور اس کے ماننے اور عمل کرنے میں سراسر فائدے ہیں، اور اگر عقیدہ وعمل اس قرآن کے خلاف ہو، تو بہت زیادہ نقصان اور گمراہی ہے۔ یا اللہ! سارے انس وجن کو اس نقصان سے بچا۔ (آمین)

(۲) اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ ۔ (اٰل عمران: ۸۳)

ترجمہ: کیا یہ اللہ کے دین کے علاوہ دین (قانون، دستور) طلب کرتے ہیں؟

مطلب یہ کہ زندگی کا دستور کامل تو اللہ تعالی نے قرآن کی صورت میں نازل کیا ہے اس میں کوئی کمی (نقص) نہیں ہے تو دوسرے دستور بنانے اور اپنانے کی کیا ضرورت ہے؟

اہل کتاب اور مشرکین کی چاہت

یہود نصاریٰ اور ہندو، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کیا کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے اب تک کیا کیا ہے؟ آیئے اس بات کا جواب اللہ تعالیٰ کی کتاب میں دیکھئے:

(۱) یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۔ (التوبہ: ۳۲)

ترجمہ: ارادہ کرتے ہیں (یہ کفار) اپنے منہ سے اللہ تعالیٰ کی روشنی بجھانے کا اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے مگر یہ کہ اپنی روشنی مکمل کردے اگرچہ کفار اس کو برا سمجھیں۔

(۲) یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۔ (الصف: ۸)

اس کا مطلب وہی ہے جو پہلے بیان ہوا، یہ تینوں اقوام اللہ تعالی کا قانون دنیا میں رہنے اور چلنے نہیں دیتیں، بلکہ یہ دنیا میں اپنا دستور پھیلاتے آئے ہیں اور پھیلا رہے ہیں، حالانکہ جو قانونی کتاب (قرآن)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام پر نازل کی ہے وہ اس عالم کے لیے سراپا نور اور رحمت ہے اور قیامت تک اس کی بقا اور حفاظت کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ (الحجر:۱۵)

ترجمہ: بیشک ہم نے نازل کیا ہے یہ عزت کا بیان اور بیشک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس روشنی (قرآن) کے علاوہ دوسری کسی بھی قسم کی روشنی، دستور اور قانون، دنیا کے کسی بھی اندھیرے اور ضلالت کو ختم نہیں کر سکتے، تب ہی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ۔ (النحل:۴۴)

ترجمہ: ہم نے بھیجی تمہارے پاس کامل یاد (زندگی کا قانون اور طریقہ) تاکہ آپ واضح بیان کردیں وہ سب (قانون) جو نازل کیا گیا ہے انکی طرف تھوڑا تھوڑا کر کے، (آسانی کے ساتھ عمل کرنے کے واسطے) اور تاکہ وہ غور و فکر کریں (کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہے تو قانون زندگی بھی اسی کا ہوگا، نہ کہ مخلوق کا بنایا ہوا)۔

یہی لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا مطلب ہے اور یہی کلمہ کا حقیقی اقرار ہے، کہ جب مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہے تو قانون غیر اللہ کا کیوں ہو؟!!۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون اور بہترین طریقہ انصاف ہے، جبکہ غیر کا بنا ہوا دستور مکمل عدل و انصاف کا حامل نہیں ہوسکتا، ضرور بالضرور اس میں نقصان، اندھیرا، ظلم، بے انصافی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَقَالُوۡا يٰۤاَيُّهَا الَّذِىۡ نُزِّلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ اِنَّكَ لَمَجۡنُوۡنٌ۔ (الحجر:۶)

ترجمہ: اور یہ (کفار) کہتے ہیں کہ اے وہ آدمی! کہ نازل کیا گیا ہے جس پر یہ ذکر (قانون عقیدہ وعمل) کہ تم ضرور مجنون (دیوانے) ہو۔ کفار کا یہ کہنا اس لئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا دین (قانون) پیش کیا جو ان کے لیے کسی صورت قابل تسلیم نہ تھا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو نافذ العمل اور تسلیم کروانا چاہتے تھے، اس لیے کہ غیر اللہ کے طریقوں کے مطابق دوسرا قانون بنانا اور ماننا اللہ تعالیٰ کے قانون سے بغاوت اور لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ کا انکار ہے۔

نوٹ: مجتہدین امت اور علماء ربانی وحقانی رحمہ اللہ علیہم کے اقوال، قرآن عظیم اور احادیث مبارکہ کی شرح و

تفصیل ہے، اپنی طرف سے کوئی جدا چیز نہیں۔ اگر قرآن عظیم اور سنت مطہرہ کے خلاف لاعلمی میں کچھ کیا بھی ہو تو چونکہ یہ بڑی کوشش، محنت، اور قرآن عظیم اور سنت مطہرہ کے کامل مطالعہ اور تلاش کے بعد صحیح نیت سے کیا ہوگا، تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک اجر کے حقدار ہیں، اور اگر صحیح قول کیا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ ان کو دو ثواب دیگا، ایک محنت اور جد و جہد کا اور دوسرا حق کے اظہار و بیان کا۔

(جزاهم الله عنا احسن الجزاء)

اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے نور کے بجھانے کی کوشش ہر دور میں کی گئی ہے اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ سزا دی، ان پر قسم قسم کے آسمانی عذاب بھیجے اور ان کا نام و نشان مٹا دیا، جبکہ صرف وہی لوگ نجات پا گئے جو اللہ تعالیٰ کے قانون کو ماننے والے تھے۔ قرآن عظیم میں ایسے متعدد واقعات مذکور ہیں، اور ان واقعات پر تاریخ عالم بھی گواہ ہے۔

جہاد کے تقرر کی وجہ سے عام آسمانی عذاب بند ہو گیا

موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے دوسرے دور سے جو ہجرت کے بعد سے شروع ہوا ہے، تھوڑے وقت کے بعد اللہ تعالیٰ نے جہاد مقرر فرمایا اور عام آسمانی عذاب بند کر دیا اور وقت کے مناسب دین کے ماننے والوں پر جہاد مقرر کر دیا، ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ مَا اَهْلَكَ اللهُ قَوْماً بِعَذَابٍ مِنَ السَّمَاءِ بَعْدَ مَا اُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ غَیْرَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ مُسِخُوْا قِرَدَةً اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللهَ یَقُوْلُ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ. (ابن جریر: ۵۰/۲۰)

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی قوم آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں کی نزول تورات کے بعد، علاوہ اس بستی کے جس کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بندر بنا دیا تھا۔ کیا آپ غور نہیں کرتے؟ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بیشک ہم نے دی تھی تورات موسیٰ علیہ السلام کو بعد اس کے کہ ہم نے ہلاک کیا پہلی نسلوں کو، یہ مخلوق کیلئے عبرت کی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے، تاکہ یہ اس سے نصیحت حاصل کریں۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْأُوْلٰى يَعْنِي أَنَّهُ بَعْدَ إِنْزَالِ التَّوْرَاةِ لَمْ يُعَذِّبْ أُمَّةً بِعَامَّةٍ بَلْ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْ يُقَاتِلُوْا أَعْدَاءَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ (ابن کثیر: ۳/۳۹۰)

ترجمہ: تورات کے نزول کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی امت کو عام عذاب نہیں دیا بلکہ اس نے حکم دیا ہے مومنوں کو اپنے دشمنوں (مشرکین) کے ساتھ لڑنے کا۔

اس کے بعد ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا روایت ذکر کی ہے، تو قرآن عظیم اور علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال سے معلوم ہوا کہ کفار اور اللہ تعالیٰ کے باغی، بدمست اور کافر کے سر پھوڑنے کے سوا اور کسی دوسرے طریقہ سے کفر ختم نہ ہوگا، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے جہاد کو مقرر کر دیا۔

اسلام میں جہاد کا مقام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(۱) ذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ۔ (مسند احمد: ۶/۲۰۵، مشکوۃ: ۱/۱۵، ریاض الصالحین: ۵۲۴)

ترجمہ: اسلام (اللہ کے دین) میں جہاد کوہان کی طرح ہے۔

(۲) بُعِثْتُ بِالسَّيْفِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ حَتّٰى يُعْبَدَ اللّٰهُ وَحْدَهُ وَلَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْئًا وَّجُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصِّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ قَوْلِيْ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۴/۵۷۵، ۵۸۱، مسند احمد: ۲/۱۴۷)

ترجمہ: مجھے بھیجا گیا ہے قیامت سے پہلے تلوار (اسلحہ) کے ساتھ، یہاں تک کہ عبادت کی جائے اللہ واحد کی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کیا جائے۔ اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں مقرر کیا گیا ہے اور مقرر کی گئی ہے ذلت اور رسوائی اس پر جو میری مخالفت (قول یا عمل سے) کرے اور جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے تو وہ ان میں سے ہے۔

(۳) إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أُحَرِّقَ قُرَيْشًا۔ (مصنف عبد الرزاق، باب القدر: ۱۱/۱۲۰)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے قریش کے جلانے کا۔

اور یہ اس لیے کہ قریش مکہ معظمہ کی بڑی اور معزز قوم تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی قوم کے ایک فرد تھے

مگر قوم قریش نے ان سب کے باوجود ہجرت کے تقریباً ۱۳ سال پہلے سے لیکر ہجرت کے تقریباً ۸ سال بعد تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ صرف دشمنی کی بلکہ دشمنوں کی قیادت بھی کی، تاریخ اس پر گواہ ہے۔

قریش کی سرکوبی کا اعلان دوسرے تمام کافروں کو ذلیل کرنے کا اعلان تھا، کیوں کہ یہ قوم اتحادیوں کی لیڈر اور ان کی بنیاد تھی اور یہی اعلان دجال اور دجالیوں کے ختم کرنے تک ہر مسلمان کا ہوگا، اور یہ تب ہوگا کہ جب مسلمان پورے اور معیاری مسلمان ہوں، صرف نام ونہاد، قومی یا ملکی مسلمان نہ ہو۔

(۳) تَسْمَعُوْنَ يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ ۔ (مسند احمد: ۲۲۸/۲)

ترجمہ: سنو، قریشیوں کے مضبوط گروہ! قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک میں (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لایا ہوں تمہارے پاس ذبح (سر کاٹنے کا حکم)۔

جب مسلمان دوسرے لوگوں کے چال چلن میں لگ کر جہاد سے پیٹھ پھیرنے لگے تو دیکھو ساری دنیا میں کفر اور کافروں کی حکومت، نظام اور قانون قائم ہوگیا اور اسلامی نظام و قانون کا نام لینا بھی ٹیررازم (دہشتگردی) ہوگیا، جب کافر کسی کو بدنام کرنا چاہتے ہیں تو اس کو ٹیررسٹ (دہشتگرد) کا نام دے دیتے ہیں، یہ ایسی کالی تہمت ہے کہ پھر کبھی بھی اس کی صفائی نہیں ہوسکتی۔

(اَللّٰهُمَّ اِلٰى مَنْ تَكِلُنَا اِلٰى بَعِيْدٍ يَتَجَهَّمُنَا اَوْ اِلٰى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهٗ اَمْرَنَا اِنْ كُنْتَ عَلَيْنَا غَيْرَ غَضْبَانٍ فَلَا نُبَالِيْ غَيْرَ اَنَّ رَحْمَتَكَ اَوْسَعُ لَنَا يَا رَحْمٰنُ)

مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خلاف کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے؟

فرانس کے صدر لوئیس نہم کی سوچ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اور پھر اس کا مشورہ ساری کفری دنیا کو اس کتاب کی ابتداء میں آپ نے پڑھا ہے، جس نے اپنے لوگوں کو یہ مشورہ دیا کہ تم جنگ سے مسلمانوں پر غلبہ نہیں پاسکتے اور نہ ہی اس طرح وہ ختم ہونگے، اس لیے چاہئے کہ ہم اسلامی علوم حاصل کریں اور ان کے ذریعہ سے مسلمانوں کو جہاد سے ہٹائیں، تو انہوں نے وہی کیا اور اب بھی کر رہے ہیں۔

وہ اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کے ایسے منصوبے سامنے لائے جن کو مدد اور خیرات کے نام سے متعارف کرایا گیا اور پس پردہ یہ ان کے مذموم مقاصد تھے۔

اسلام کے خلاف ہونے والے منصوبوں کے اصل بانی کون ہیں؟

ان منصوبوں کے اصل بانی یہود و نصاریٰ ہیں، پہلے اس بات کو ذہن نشین کرلیں پھر آگے چلتے ہیں۔
اسلامی خلافت کے ختم کرنے کیلئے، بلکہ تمام اسلامی ممالک کی حکومت ختم کرنے کیلئے یہود و نصاریٰ نے جو فساد، تخریب کاری، بداخلاقی اور بے حیائی کے کام کئے ہیں، ان میں ان کا ایک بڑا کھیل اور طریقہ جاسوسی کا ہے، جو اسلامی حکومتیں ختم کرنے کا بہت ہی پختہ منصوبہ ہے۔ اور ان حکومتوں کو اپنی خواہش کے مطابق چلانے کا یہ منصوبہ ہزاروں تربیت یافتہ جاسوسوں کی شکل میں موجود ہے۔ اور ان کا خاص نشانہ نوجوان لڑکے لڑکیاں ہیں، جنہیں یہ باقاعدہ بھرتی کر کے ان کی تربیت کرتے ہیں۔

چودھویں صدی کے درمیان کا واقعہ ہے کہ فرانس اور برطانیہ کی جنگ ہوئی، جس میں فرانس کے بادشاہ جان دوم کو برطانیہ نے گرفتار کیا اور اس کو چھوڑنے کیلئے جرمانہ مقرر کیا، جس کی رقم بہت زیادہ تھی فرانس کی یہ طاقت نہ تھی تو انہوں نے یہودیوں سے مطالبہ کیا، تو انہوں نے قرضہ دوچند کر کے سود پر مقرر کیا اور ساتھ ہی فرانس میں یہود کا بیس سال رہنا بھی لکھوایا۔ ساتھ ہی انہوں نے وہاں عوام کے ساتھ بھی سودی لین دین شروع کیا اور اس کے وصول کرنے کیلئے ججوں کو جنسی اور مالی رشوت دیکر اپنا کام چلایا اور قرضے وصول کئے۔

(۱) یہود کی جنسی اور مالی رشوت

(۱) ڈوبے ہوئے قرضے نکلوانے کیلئے جتنے مقدمے بھی دائر کرتے تو نوے فیصد فیصلے ان کے حق میں ہوجاتے، کیونکہ انہوں نے ججوں سے کام نکلوانے کیلئے رشوت کے ساتھ جنسی رشوت دینے کے طریقے بھی سیکھ لئے تھے۔ (مقدمہ یہودی پروٹوکولز: ۷۹)

(۲) حکمرانوں اور عدالتوں سے ساز باز کر کے مراعات حاصل کرنے کیلئے مالی اور جنسی رشوت دینے کے طور طریقے بھی خوب آتے تھے۔ (پروٹوکولز: ۸۱)

(۳) اس مقصد کیلئے یہودی خوبصورت عورتوں کو استعمال کیا جائیگا، یہ عورتیں دوسری قوم کے رہنماؤں میں بداخلاقی، بے راہ روی پیدا کرنے کا سب سے زیادہ موثر اور یقینی ذریعہ بنیں گی۔ (پروٹوکولز: ۱۲۱)

(۲) فحاشی اور عریانی کے اڈے

(۱) یہود نے ہر ہتھیار کو جو چل سکتا تھا خوب چلایا اور میزبان ملکوں کے اخلاق کو تباہ کر دیا، انہوں نے اپنی سرگرمیاں سیاسی عیاریوں تک بھی محدود نہیں رکھیں بلکہ عورت کو سیاسی عناصر تک رسائی کیلئے خصوصی ہتھیار بنایا، جرمنی میں انہوں نے کئی قبحہ خانے اور لواطت کے اڈے قائم کئے۔ (پروٹوکولز: ۱۰۴)

(۲) اپنے مقاصد حاصل کرنے کیلئے ہر حربہ اور ہتھیار جائز ہے، زنا، شراب، رشوت، اور فحاشی اور جہاں یہ کام نہ دیں تو قتل کرنے سے گریز نہ کیا جائے۔ (پروٹوکولز: ۱۱۰)

یہود کی اسلام کے اور مسلمانوں کے خلاف بلکہ ساری انسانیت کے خلاف یہ چند باتیں آپ نے پڑھیں، اب آیئے دیکھیں کہ ان کے اور کیا زہریلے منصوبے ہیں۔

(۳) جمہوریت یہود کی پیداوار ہے

یہود نے جمہوریت کو اپنی بقاء اور آئندہ نسلوں کو تحفظ دینے کیلئے اپنی جائے پناہ سمجھا، انہوں نے سوچا کہ بادشاہت کی طاقت اگر ایک فرد کی بجائے ایک لاکھ، دو لاکھ، ایک کروڑ، دو کروڑ انسانوں میں بٹ جائے تو یہود سے باز پرس کرنے والا کون ہوگا؟ کیوں نہ ہم تجارت، علم اور دولت کے حربوں سے معاشرے کے ذہنوں اور مزاجوں کو بدل دیں، انسانوں کی ٹھوس مجموعی قوت کو ووٹ کے کاغذی پرچے پر منتقل کر دیں، اور گوناگوں حربوں کو استعمال کر کے جمہوریت کی قوت کو اپنی تابع اور فرمانبردار لونڈی کیوں نہ بنا لیا جائے؟ ان سوالوں کے مثبت جواب نے جمہوریت کا سنگ بنیاد رکھ دیا، اور وہ کام جو ایتھنز، روم، غرناطہ، بغداد اور فلورنس میں ممکن نہ ہوا تھا وہ پیرس اور نیویارک سے ہوتا ہوا آدھی دنیا کا مطالبہ بن گیا۔ (پروٹوکولز: ۸۹، ۹۰)

(۴) کمیونزم یہود کی ایجاد ہے۔

(۱) باقی آدھی دنیا کو بھی ایک یہودی کارل مارکس نے یہودی قربان گاہ پر لا کر کھڑا کر دیا۔ (پروٹوکولز: ۹۰)

(۲) کیا یہ محض اتفاق ہے کہ کمیونزم کا خالق اور اس کے دست راست لینن اور ٹرانسکی یہودی تھے اور روس میں کمیونزم کی راہ میں رکاوٹوں کو دور کرنے والا مرد آہن جوزف سٹالن بھی یہودی ماں کے گود میں پلا تھا۔

(پروٹوکولز: ۹۷)

(۵) فری میسن بھی یہود کی ایجاد ہے۔

اس تنظیم کو دیگر مذاہب سے نمٹنے کیلئے ایک لائحہ عمل دیا گیا ہے، جو یہ ہے:

۱۔ لوگوں کو مذہب سے بیگانہ کر دیا جائے۔

۲۔ مقامی مذاہب کا تنقیدی مطالعہ کر کے ان میں منفی نکات یوں ترتیب دیئے جائیں کہ انہیں پھیلا کر انتشار کی صورت پیدا کی جاسکے۔

۳۔ عوام کے ذہنوں میں مذہب کی ایسی بھیانک تصویر بٹھائی جائے کہ اگر وہ مذہب کے دشمن نہ بن سکیں تو کم از کم لبرل سیکولر ضرور بن جائیں۔

۴۔ مختلف مذاہب کے مقتدا اور معتبر شخصیات کو آپس میں لڑا دیا جائے۔

۵۔ مذہبی کتابوں کے اوراق پھاڑ کر رات کو عام جگہوں پر یوں پھیلا دیا جائے کہ یہ مخالف فرقے یا مذہب کی کارستانی دکھائی دے۔

۶۔ جن مذاہب یا فرقوں کے درمیان چپقلش چلی آرہی ہو اس کو تیز تر کر دیا جائے اور ممکن ہو تو نمایاں اور معتبر افراد کو ایسے طور پر قتل کر دیا جائے کہ مخالف فریق اسکی ذمہ داری سے بچ نہ سکیں۔

- اس تنظیم کی شاخیں تقریباً دنیا کے ہر ملک کے اہم شہروں میں قائم کی گئی ہیں۔ (پروٹوکولز:۱۱۳)
- زار روس الیگزنڈ دوم کو اسی منصوبے کے تحت قتل کیا گیا تھا۔ (پروٹوکولز:۱۱۴)
- نکولس دوم نے زار روس کے جانشین کی حیثیت سے ۱۸۶۴ء میں تخت سنبھالا تو اس کو بھی نادیدہ ہاتھوں نے اچانک حملہ کر کے خاندان سمیت قتل کر دیا۔ (پروٹوکولز:۱۱۴،۱۱۵)

(۶) این جی اوز یہود کی ایجاد ہے۔

غیر سرکاری تنظیم، این جی اوز میں سے بیشتر فری میسن کے مقاصد کی تکمیل کر رہی ہیں، ظاہر میں یہ مخیرانہ سرگرمیوں میں مصروف ہیں لیکن اصل میں ان کے مقاصد دوسرے ہیں۔ (پروٹوکولز: ۱۲۳)

(۷) آزادی کی کوئی حقیقت نہیں، صرف دھوکہ ہے۔

(۱) سیاسی آزادی محض ایک تصور کا نام ہے، اس میں کوئی ٹھوس حقیقت نہیں ہے۔ (پروٹوکولز:۱۲۴)

(۲) سیاست اور اخلاق میں کوئی قدر مشترک نہیں ہوتی۔ (پروٹوکولز:۶:۱۳۶)

(۳) دستور میں شامل عوام کے بنیادی حقوق محض فرضی ہیں ان نام نہاد حقوق کا اصل حقوق سے کوئی تعلق نہیں، یہ محض ایک خواب ہوتے ہیں جو عملی زندگی میں روبہ عمل نہیں آسکتے۔ (پروٹوکولز:۷:۱۳۷)

(۴) لفظ آزادی ایک عجیب وغریب فریب اور دھوکہ ہے یہ عوام کے ہر طبقے کو ہر قسم کی طاقت، جبر اور اتھارٹی کے خلاف برسر پیکار کرتا ہے ہم اس لفظ کو زندگی کی ڈائری سے خارج کردینگے۔

(۵) ہمارے قوانین یکے بعد دیگرے تمام آزادیوں، مراعات اور سہولتوں کو جو غیر یہودیوں نے فراہم کررکھی ہیں ان کو سلب کرلینگے اسی طرح مطلق العنانی ہماری حکومت کا طرہ امتیاز ہوگا۔ (پروٹوکولز:۱۴۴)

(۶) سیاست میں کوئی حرف آخر نہیں ہوتا۔ (پروٹوکولز: ۷ ۱۴)

(۸) یہود کی ساری دنیا پر لاقانونیت۔

(۱) ہماری سپر گورنمنٹ غیر قانونی اساس پر ہی قائم رہ سکتی ہے، ہم قتل کو عام کردینگے اور کسی کو نہیں بخشیں گے۔ ہمیں قوت ارادی کو بروئے کار لانا پڑیگا، لامحدود امنگیں، مشتعل جذبات، جلتی ہوئی شعلہ نشان حرص و بے رحمی، شقاوت قلبی، نفرت، اور غیظ وغضب ہمارے ہتھیار ہونگے۔ (پروٹوکول: ۱۵۹)

(۲) ہم تسلیم کرتے ہے کہ آج ہر طرف جو دہشتگردی وبربریت پھیلی ہوئی ہے اس کا سرچشمہ ہم ہی ہیں۔ (پروٹوکول: ۱۴۰)

(۳) ہم دکھاوے کے فسادات کرائینگے اور بے چینی پھیلائیں گے۔ (پروٹوکول:۲۰۴)

(۹) مزدور کے بارے میں یہود کا طریقہ

(۱) ہم مزدوروں کی شرح اجرت بڑھائیں گے لیکن ساتھ ساتھ ضروریات زندگی یعنی اشیاء کی قیمتوں میں بھی اضافہ کرینگے۔ (پروٹوکول ۱۵۱)

(۲) جو طاقت لبرل حکمرانوں کو حاصل ہوتی ہے ہمارے دور میں (نزدیک) وہ زر یا سونے کا حاصل ہے۔ (پروٹوکول ۱۲۵)

تو اب حالات اسی طرح ہیں، مزدوری اور تنخواہ بہت زیادہ ہے لیکن مزدور اور نوکر کو مہنگائی کی وجہ

سے ہمیشہ تنگی اور پریشانی رہتی ہے اور وہ قرضہ لینے پر مجبور ہو جاتا ہے اور ہمیشہ کی پریشانی کا شکار بن جاتا ہے، کیوں کہ ضرورت کی اشیاء کی قیمتیں بھی آسمان سے باتیں کر رہی ہوتی ہیں۔

(۱۰) کسانوں کو کمزور کرنا

اس مقصد (زمین سے محروم کرنے) کیلئے زرعی املاک پر زیادہ سے زیادہ بوجھ ڈالنے اور اراضی کو قرضوں کے بوجھ تلے دبانے کی ضرورت ہے۔ (پروٹوکولز: ۱۵۰)

انہوں نے یہی کیا اور کر رہے ہیں۔ ہر سال گندم، جوار، مکئی، چاول وغیرہ کی فصلوں کے نئے نئے بیج نکالتے ہیں کہ ان بیجوں سے فصل بہت زیادہ ہوتی ہے، اور بہت فائدے کے حامل ہیں اور اگر ان بیجوں سے فصل زیادہ ہو جائے اور بیج زیادہ ہو جائیں تو کہتے ہیں کہ اس کو پھیلائیں اور بیچیں نہیں کیوں کہ اس میں زہریلی دوائیں ملی ہوئی ہیں بلکہ انہیں ضائع کر دیں۔

پھر پیداوار بڑھانے کیلئے نت نئی قسم کی کیمیائی کھادیں بھی وقتاً فوقتاً نکالتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اگر یہ بھی ساتھ استعمال کریں گے تو فصل اور بڑھتی جائے گی۔ ساتھ ہی قسم قسم کی دوائیاں بناتے ہیں کہ یہ ڈالو گے تو فصل اچھی ہوگی ورنہ خراب ہوگی۔ اب اتنے پیسے تو کسان کے پاس اس وقت نہیں ہوتے، تو قسط وار قرضہ زرعی بینک سے حاصل کرتے ہیں، اگر کسان کے پاس وقت پر پیسے نہ ہوئے تو پھر سود شروع کر دیا جاتا ہے، اور پھر نہ ختم ہونے والا قرضہ کسان پر جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے، پھر وہ موقع بھی آجاتا ہے جو یہود کا مقصود ہے۔

ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ وہ دانہ اور غلہ جو کیمیاوی کھادوں اور دوائیوں کے زور سے پیدا ہوا ہے، وہ یقیناً مختلف قسم کے امراض کا سبب بنے گا اور ان بیماریوں کے علاج کیلئے مختلف دوائیوں کی ضرورت ہوگی اور بہت سے امراض لاعلاج بھی ہیں ڈاکٹر بیچارے ان کے علاج کو نہیں سمجھتے۔

(۱۱) پریس یہودیوں کے قبضہ میں ہیں

پریس عموماً ہمارے قبضہ میں ہیں۔ (پروٹوکولز: ۱۵۴، ۱۷۴)

میڈیا کے شعبے کے محققین کے مطابق امریکا سے ڈیڑھ ہزار اخبارات شائع ہوتے ہیں، جن میں سے

۷۵ فیصد اخبارات یہودیوں کے پاس ہیں۔ نیو ہاؤس یہودیوں کی ایک اشاعتی کمپنی ہے جو ۲۶ روزنامے اور ۲۴ رسالے شائع کرتی ہے۔ دی نیو یارک ٹائمز، وال اسٹریٹ جنرل اور واشنگٹن پوسٹ دنیا کے تین بڑے اخبارات ہیں جو یہودیوں کی ملکیت ہیں، نیو یارک ٹائمز روزانہ نوے (۹۰) لاکھ کی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ دنیا کی تین بڑی نیوز ایجنسیوں اے ایف پی، رائٹر اور اے پی پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔

ہزاروں ریڈیو اور ٹی وی چینلز ایسے ہیں جو مکمل ان کی ملکیت میں ہیں اور دن رات کفریہ افکار کی تشہیر کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی عقائد کے بارے میں شکوک وشبہات بھی پیدا کر رہے ہیں۔ ستم یہ ہے کہ جو چینل مسلمانوں کے ہیں ان میں بھی یہ اپنے تربیت یافتہ افراد داخل کر کے، اثر ورسوخ استعمال کر کے اور دباؤ ڈال کر کفریہ افکار پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور کروڑوں لوگوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق ٹیلی ویژن اور ریڈیو کی ۹۹ فیصد صنعت یہودیوں کے قبضے میں ہے جبکہ فلمی دنیا کا ۸۰ فیصد یہودیوں کے پاس ہے اور باقی ۲۰ فیصد پر عیسائی قابض ہیں۔

(۱۲) عام مسلمان اور دوسرے عام لوگوں کے حق میں یہود کے اخلاق

انہیں کھیل تماشوں میں مصروف رہنے دیجئے، اسلاف کی عظمتوں کے ترانے گانے دیجئے۔ (پروٹوکولز ۱۳۳)

یہود کی سازش کے یہ چند نمونے ہیں جو اسلام کے خلاف بلکہ انسانی دشمنی کے خلاف ہیں جو ان ہی کی کتابوں کے حوالے سے بیان ہوئے ہیں۔

نصاریٰ کی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی

اب یہ دیکھیں کہ نصاریٰ کی مسلمانوں کے ساتھ کتنی دشمنی ہے اور کیسی ہے؟

نصاریٰ نے بھی یہود کی طرح ہزاروں نوجوان لڑکے لڑکیوں کو جاسوسی کی تربیت دی ہے اور اب بھی دے رہے ہیں، ان میں سے ایک ہمفر نامی شخص بھی ہے، جو ان کا بہت معتبر اور معتمد تھا اور کئی سال تک بہت سے ملکوں میں بڑے بڑے جاسوسی کے کام کرتا رہا، اس کو جو اہم باتیں جاسوسی کیلئے سکھائی گئی تھیں ان باتوں میں ایک بات یہ بھی تھی کہ مسلمانوں کا تعلق علماء کے ساتھ کمزور کرنا ضروری ہے اور یہ چند طریقوں سے ہوسکتا ہے:

۱۔ علماء کو بدنام کرنا، ان پر تہمت لگانا، تاکہ لوگوں کا اعتبار ان پر سے ختم ہو جائے۔

۲۔ اپنے لوگوں کو علماء میں ان کے ناموں اور حلیے کے مطابق داخل کرنا، تاکہ جب یہ لوگ کچھ برا کام کریں تو علمائے کرام کی بدنامی ہو اور لوگوں کا علماء پر سے اعتماد و اعتبار اٹھ جائے۔

۳۔ نصاریٰ مسلمانوں کے نام سے، علماء و طلباء کے علمی مراکز تک مکر و فریب سے داخل ہوں اور وہاں جگہ بنائیں، جیسے کہ نجف، کربلا، ازہر، اور آستانوں میں مسلمان علماء کے نام سے رہائش رکھی گئی ہے۔

۴۔ اپنے مدارس بنانا تاکہ اپنے ہم خیال لوگوں کی تربیت کر سکیں اور ساتھ ہی عام مسلمانوں کی بھی، تاکہ بعد میں ان تربیت یافتہ نام و نہاد تعلیم یافتہ لوگوں کے ذریعے سے مسلمانوں کا علماء سے تعلق کمزور کر دیا جائے اور آہستہ آہستہ بالکل ختم کر دیا جائے۔

۵۔ قومیت کے نعروں کو عام کرنا۔

۶۔ منکرات، بے حیائی اور ناجائز امور کو عام کرنا۔

۷۔ شراب، جوا، زنا، اور خنزیر کے گوشت کو رواج دینا اور عام کرنا۔

۸۔ جہاد کے اہم فریضہ کے متعلق لوگوں کو شکوک و شبہات میں ڈالنا اور اس سے منکر کرنا۔

۹۔ مسلمانوں کو عبادات کی ادائیگی سے سست کرنا اور پھر ان سے مکمل پھیر دینا۔

۱۰۔ مسلمانوں میں بدعات کو رواج دینا، عقیدہ میں بھی اور عمل میں بھی۔

۱۱۔ لوگوں میں یہ بات مشہور کرنا کہ اسلام ترقی کا دین نہیں ہے اور یہ ترقی سے منع کرتا ہے۔

۱۲۔ اولاد کو ماں باپ کی نافرمانی پر آمادہ کرنا۔

۱۳۔ نوجوان لڑکیوں کو گھروں سے بے پردہ نکالنا۔ (الجاسوس الانگلیز: ۸۰، ۸۱)

۱۴۔ نسل اور پیدائش کی تحدید اور کمی ضروری ہے، تاکہ مسلمانوں کی تعداد زیادہ نہ ہو جائے۔

۱۵۔ تعدد ازواج پر پابندی لگانا۔

۱۶۔ اسلام کی دعوت و تبلیغ سے منع کرنا۔

۱۷۔ رفاہی ادارے بند کرنا یا ان کی دولت پر قبضہ کرنا۔

۱۸۔ مسجد، مدرسہ، یتیم خانہ حکومت کی اجازت کے بغیر نہ چھوڑنا۔

مسلمانوں میں فساد برپا کرنے کے لیے ان کی اسی طرح کی اور بھی اخلاق سوز ہدایات ایک اور کتاب (کیف نحطم الاسلام) میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ان تمام باتوں کے مطالعے سے یہ بات بالکل عیاں ہوجاتی ہے کہ نصاریٰ اور یہود اسلام کے خلاف کیا نظریات رکھتے ہیں، ان کی اسلام دشمنی کے چند نمونے دیکھنے کے بعد بھی ان سے خیر کی طمع کرنا بلیوں سے گوشت کی حفاظت کروانے کے مانند ہے۔

ایک نظر نصاریٰ کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اتحاد کی طرف

زلمے خلیل زاد جو برائے نام مسلمان اور پختون ہے، یہ افغانستان کے شہر مزار کا پیدائشی اور یورپ کا تربیت یافتہ ہے، اس کی بیوی شیرل بینارڈ آسٹریلیا کی متعصب کینہ پرور، اسلام دشمن، صلیبی عورت ہے، یہ شخص امریکا کی رفاقت و مصاحبت میں خارجی اور دفاعی منصوبے بناتا ہے اور ان تمام منصوبوں میں مرکزی کردار اس کی صلیبی بیوی ہوتی ہے، اور ان کے سارے پلان، اسلامی علاقوں پر امریکی تسلط، اسلام اور مسلمانوں پر اپنی حکومت اور مسلمانوں کو دین سے ہٹانے اور اس سے تنفر کرنے کیلئے ہوتے ہیں۔

شیرل بینارڈ پلان اور منصوبے:

۱۔ انہوں نے جہاد کو ٹیررازم (دہشتگردی) کا نام دیا اور مجاہدین کو ٹیررسٹ (دہشتگرد) کے نام سے بدنام کیا اور کر رہے ہیں، اور مجاہدین کو قتل اور جیل کے ذریعہ سے ختم کر رہے ہیں۔

۲۔ دینی مدارس، اساتذہ اور امت مسلمہ کے دینی علمائے کرام کو مجاہدین کو پناہ اور مدد دینے کی وجہ سے بدنام کیا جائے تاکہ وہ مسلمانوں کے ذہن میں قابل نفرت ٹھہریں اور وہ ان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیں۔

۳۔ مدارس و مساجد کو ٹیررازم (دہشتگردی) کے مراکز کے نام سے پکارا جائے، یا بند کروا دیا جائے، یا مغربی علوم کے تعلیمی مراکز سے تبدیل کردیا جائے۔

۴۔ مسلمانوں کے رفاہی ادارے اس بات پر بدنام کرنا کہ یہ مجاہدین کی مالی مدد کرتے ہیں اور اس بناء پر ان کو ایکسٹریمسٹ (بنیاد پرست، سخت گیر) قرار دیکر اسی طرح سارے رفاہی ادارے بند کردیئے جائیں اور ان کی دولت کو ضبط اور ختم کردیا جائے اور مسلمانوں میں جو صاحب ثروت ہیں ان پر پابندی

لگادی جائے تا کہ مجاہدین اور مدارس کے ساتھ مالی امداد بند ہو جائے اور رفاہی ادارے مسلمانوں اور مدارس کیلئے معین ومدگار نہ بن سکیں۔

آج کل دنیا میں انہی صلیبی منصوبوں اور پلان پر عملدرآمد کیا جارہا ہے اور یہی پلان اور منصوبے سرانجام دیئے جارہے ہیں۔ (لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا)

این جی اوز کی بنیاد، اہداف اور مقاصد

اس کے بارے میں تھوڑا بیان پہلے بھی گزرا ہے، ان مخفف الفاظ کا مقصد اور مطلب ہے رفاہی، فلاحی، تنظیمیں اور ادارے۔ یہ دو قسموں پر مشتمل ہیں: ایک قسم اسلامی، اور دوسری غیر اسلامی۔

اسلامی این جی اوز کی امداد اور تعاون کا مقصد خدمت خلق کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا ہوتا ہے اور اس مقصد کے لیے وہ ہر وقت پرعزم رہتے ہیں، جبکہ غیر اسلامی این جی اوز کی ہر امدادی سرگرمی کے پیچھے اسلام کے خلاف پوشیدہ عزائم ہوتے ہیں کہ کس طرح مسلمانوں کو ان کے دین ومعاشرے سے دور کردیا جائے۔

اسلامی تنظیم جو مستقبل میں اپنی دنیاو آخرت یا صرف آخرت بنانے اور بہتر کرنے کے عزم پر بنائی جائے اور ارادہ صرف اور صرف رضائے الٰہی اور خدمت خلق ہو تو ایسا کام کرنا یقیناً بہت بڑا عمل ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند اور محبوب ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں، اس بارہ میں چند آیات مبارکہ ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

(۱) وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ . (السبا:۳۹)

ترجمہ: جو کچھ تم خرچ کرو گے (تھوڑا ہی کیوں نہ ہو) تو اس کا بھی اللہ تعالیٰ عوض دیں گے۔
یعنی اللہ کی رضا کی نیت سے جو بھی دو گے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دینگے دونوں جہانوں میں۔

(۲) وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ. (البقرہ:۲۷۲)

ترجمہ: اور تم جو مال خرچ کرتے ہو تو تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کسی قسم کی

زیادتی نہ ہوگی۔ (یعنی خرچ کرنے میں تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے۔)

اس مضمون پر اور بھی آیات اور احادیث مبارکہ ہیں انشاء اللہ موقعہ کی مناسبت سے ذکر کروں گا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ:

(۳) وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (المائدہ: ۲)

ترجمہ: امداد کیا کرو ایک دوسرے کی نیکی کے کام میں اور برائی سے بچنے میں اور امداد نہ کرو ایک دوسرے کے ساتھ ظلم اور برائی کرنے میں۔ (اسلام کی ساری تعلیمات تقویٰ اور سچائی پر مبنی ہیں)

غیر اسلامی این جی اوز اور ان کے کارنامے

غیر اسلامی این جی اوز بھی رفاہی، فلاحی امور کی جماعتیں اور گروپ ہیں جو تقریباً ہر ملک میں مختلف اور الگ الگ ناموں سے متعارف اور مشہور ہیں، یہ کچھ تو وقتی طور پر سامنے آتے ہیں اور کچھ طویل المیعاد منصوبہ بندی کے ساتھ ایک دائمی مشن کے تحت کام کر رہے ہیں، لیکن دونوں کا ہدف اور مقصد ایک ہے، یعنی اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت اور دشمنی۔

میٹھی اور نرم زبان سے کام لینے والی یہ تنظیمیں یہود و نصاریٰ کی پیداوار ہیں۔ اس کتاب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کے خطرناک منصوبے اور کام کرنے کے کیا کیا طریقے ہیں، ملک پاکستان میں بھی اس قسم کی این جی اوز بہت وقت سے اس مقصد پر لگی ہوئی ہیں اور بہت سے علاقوں میں اس پر کام کیا جا رہا ہے اور مستقل اس کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔

۱) بے پردگی اور بے حیائی عام کرنا جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں اور یہی ہو رہا ہے کہ نوجوان لڑکیوں کو حیا، عزت اور اخلاق حسنہ سے اور گھر کی بادشاہی والی زندگی سے بالکل برہنہ کر کے گلیوں میں نکال دیا گیا اور بالکل بے باک کر دیا گیا اور انہیں بے عزت اور رسوا کر دیا۔

۲) بے حیائی کا لباس عام کرنا یعنی عمومی طور پر عورتوں کے لیے ایسا لباس عام کرنا کہ ان کا بدن و جسم برہنہ بلکہ برہنہ سے بھی زیادہ برہنہ ہو، تاکہ وہ عورت کی آزادی کے نام پر ان کی طرف مردوں کی رسائی آسان ہو اور مردوں کے دیکھنے اور ان کی جنسی بے حیائی کی تسکین کا سبب بنے۔

۳) کمائی اور گھر کے خرچہ کی ذمہ داری مرد کی تھی، اس کام کے لیے انہوں نے عورت کے ناتواں کندھوں پر گزرمعاش کا بوجھ رکھ کر اسے باہر نکالا، اور اس کو کمائی اور پیداوار کا ذمہ دار بنایا۔

۴) تعلیم اور ترقی کے نام پر عورت کو اسکول وکالج تک پہنچایا اور اس کو استانی، ڈاکٹرنی، انجینئر اور ڈرائیور، تھانہ دار، وکیل، جج وغیرہ بنادیا، یعنی زندگی کے ہر شعبہ میں ان کو عہدیدار بنادیا۔

۵) تعلیم وترقی اور اس طرح کے اچھے اچھے ناموں پر لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم وتربیت اور تعلیمی مراکز عام کردیئے۔

۶) آزادی کے نام پر بیپا کی اور بے حیائی پھیلائی ہے اور پھیلا رہے ہیں۔

۷) عورت کو انسانی حقوق اور آزادی نسواں کے نام پر ہوٹل اور سیر وتفریح کے مقام کیلئے حسین وخوب صورت کردیا اور بداخلاق اور بدفطرت لوگوں کی بدنظری، بداخلاقی کیلئے بے قیمت، مفت کا سامان بنادیا۔

۸) اجتماعات (ملکی اور عوامی) میں اس کو شرکت کا حقدار بنادیا، اسی طرح اور بہت سے معاملات میں اس کو شریکِ عمل کیا، مختلف بازاروں، کھیلوں (میراتھن ریس اور دیگر) اور اسی طرح دیگر ناموں سے بے شرمی کے اعمال وافعال میں نہ صرف عملی طور پر لگادیا، بلکہ زندگی کے ہر موڑ میں حصہ دار اور دعویدار کردیا۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ)

یا اللہ! تمام مسلمانوں کو ایسی تمام سازشوں سے امن اور حفاظت عطا فرما اور مسلمان لڑکیوں کو حیا اور عزت کی زندگی نصیب فرما۔ (آمین)

یہود کا سارے عالم پر اثر

یہود دعوے سے یہ کہتے ہیں کہ عدلیہ کے نظم ونسق میں ہمیں پہلے ہی دخل حاصل ہو چکا ہے، انتخابی عمل میں پریس کی کارکردگی کے ذریعے اور شخصی حدود کے اندر بھی ہمیں اثر ونفوذ حاصل ہے۔ الغرض زندگی کے ہر شعبہ میں ہمیں دخل حاصل ہے لیکن ہمارا خاص دخل تعلیم وتربیت میں ہے جو آزاد زندگی میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، ہم نے غیر یہودی نوجوان نسل کو احمق، لاابالی، بدچلن اور اخلاقی طور پر دیوالیہ بنادیا ہے اور ان کی تربیت ایسے نظریات اور عقائد کی روشنی میں کی ہے جو ہمارے ہی پیش کردہ ہیں، اور جن کے

بارے میں ہمیں بخوبی معلوم ہے کہ یہ سب بے بنیاد ہے۔ (یہودی پروٹوکولز: ۱۶۱)

تو جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ تقریباً ساری دنیا کی عدلیہ یہود کے طریقہ پر چلتی ہے، اسلام، قرآن اور اللہ تعالیٰ کا قانون بالکل بھی نہیں ہے۔ جبکہ دوسری طرف پریس اور ٹی وی سب یہودیوں کے اور ان کے کارندوں نصرانیوں کے اشاروں اور تعلیمات پر چل رہے ہیں۔

اور قرآن عظیم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وطریقہ، حیات امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اصحاب رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن اور بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم کے تذکرے بالکل ختم ہو چکے ہیں، اور جو باقی ماندہ ہیں انہیں بھی مٹانے کی ناپاک کوششیں باقاعدہ جاری ہیں۔ اسلاف کے واقعات کی جگہ موجودہ زمانے کے لیڈروں کے تذکرے اور ان کی یادیں پڑھائی جارہی ہیں۔

دینی باتوں، معاشرے کی موجودہ ضروریات اور اولاد کی صحیح طریقہ پر تربیت کا تذکرہ بالکل نہیں رہا، دین کے بنیادی فرائض تک کا کوئی پوچھنے والا نہیں، بلکہ دین کی باتوں کے تو وجود ہی سے انکار ہو رہا ہے۔ بے فائدہ اور نقصان کی باتیں دن رات بغیر وقفہ کے چل رہی ہیں۔

ایسے بیانات، رسائل، روزنامے اور کتابیں شائع ہو رہی ہیں جو دین اسلام کے خلاف ذہن سازی کر رہی ہیں، تو اب اس طرح کے کالجوں اور یونیورسٹیوں سے فارغ ہونے والے اگرچہ یہودی ونصرانی تو نہیں ہوتے لیکن کھرے مسلمان تو ہرگز نہیں رہتے، کسی نے کیا خوب سچ کہا:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا　　افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

یہ بھی سچ ہے کہ یہودیوں نے غیر یہودی اقوام کو نہ صرف احمق، بیباک، بداخلاق اور دین سے بے پرواہ کیا ہے، بلکہ خود اپنی جان سے بھی بے پرواہ کیا ہوا ہے۔ یہودی یہ کہتے ہیں کہ غیر یہودی بھیڑ بکریوں کا ایک گلہ اور ہم ان کے شکار کرنے والے بھیڑیئے ہیں، اور آپ کو خوب معلوم ہے کہ جب بھیڑیئے گلے میں گھستے ہیں تو کیا حشر برپا ہوتا ہے۔ (یہودی پروٹوکولز: ۱۷۱)

آپ نے خود دیکھا کہ یہودی خود اپنے منہ اور قلم سے خود کو بھیڑیئے کہتے ہیں اور دیگر سب اقوام خصوصاً مسلمانوں کو بھیڑ بکریاں کہتے اور سمجھتے ہیں، یہ ان کی زبان کا کہنا اور قلم کا لکھنا ہے تو دل میں کتنے بڑے

برے، شریر منصوبے اور ارادے ہونگے۔

یہود کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منصوبے

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ۔ (آل عمران: ۱۱۸)

ترجمہ: بیشک ظاہر ہے بغض ان کے منہ (کہنے) سے اور جو ان کے سینے مخفی رکھتے ہیں وہ بہت بڑا ہے، ہم نے بالکل واضح بتائے ہیں بیانات (ان کی بدنیتی اور بدعملی کے) تمہارے لیے اگر تم سمجھتے ہو۔

سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پکی اور صاف بات کی ہے کہ وہ جو کہتے ہیں یہ ان کے دل کی آواز اور پختہ عملی طریقہ ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح کردیا کہ ان کے سینوں میں پوشیدہ منصوبے اس سے بھی بڑھ کر خطرناک ہیں اور دوسری بدنیتی اس سے بھی زیادہ ہے۔ یہ اس کو عملی صورت دینگے، ہوشیار ہوجاؤ، ان کا خیال رکھو۔ مگر افسوس! اب ان میں وہ عقل نہیں رہی بلکہ اسے تو انہوں نے پہلے ہی اعلیٰ تعلیم، ترقی اور آزادی کے نام پر ختم کردیا ہے اور اب یہ ان کی بھیڑ بکریاں ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ مہربان بزرگ و برتر یہ بھی فرماتے ہیں:

(۲) وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا۔ (البقرہ: ۲۱۷)

ترجمہ: اور یہ ہمیشہ (ہر ممکن طریقہ پر) تم سے لڑینگے یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ زندگی سے اگر ان کا بس چلے۔

یعنی اسلامی زندگی اور طریقہ سے تم کو پھیرتے ہیں ہر ممکن طریقے کے ذریعے سے کہ اگر گڑ میں زہر نہ دے سکیں تو خالص زہر دینے سے بھی نہیں رکتے۔

اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں:

(۳) لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا۔ (المائدہ: ۸۲)

ترجمہ: بیشک البتہ پاؤ گے تم زیادہ سخت عداوت (دشمنی) میں مؤمنوں کی یہود کو سب لوگوں سے زیادہ اور

مشرکوں کو بھی۔

یہود خود اپنے قلم اور منہ سے کہتے اور لکھتے ہیں کہ غیر یہودی معاشرہ میں ہم نے بے چینی، اضطراب، انتشار، مذہب سے بے گانگی اور بغاوت کے بیج بو کر ان کی جڑیں مضبوط کر دی ہیں۔ (پروٹوکولز: ۱۸۶)

آپ نے دیکھا کہ کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے؟ اسلامی ممالک ختم ہوئے، صرف یہی نہیں بلکہ انفرادی مسلمانی بھی ختم ہو رہی ہے۔

لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَمِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ۔ (مشکوۃ کتاب العلم: ۳۹/۱)

ترجمہ: (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ایسا وقت آئیگا کہ) نہیں رہے گا اسلام میں سے لیکن صرف نام ہی (یعنی لوگوں کی عملی زندگی سے نکل جائے گا) اور باقی نہیں رہے گا قرآن میں سے لیکن صرف الفاظ (تلاوت) ہی۔ اور ہم کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں کہ اب سوائے شناختی کارڈ یا پاسپورٹ کے کہیں مسلمانی نہیں رہی۔

مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (مشکوۃ کتاب العلم: ۳۹/۱)

ترجمہ: ان کی مساجد بنی ہوئی اور آباد ہونگی، لیکن دین اور قرآنی تعلیم سے خالی ہونگی۔

(اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ. آمین)

انگریزوں کے دوسرے بھیانک منصوبے:

(۱) مسلمانوں میں مسیحی عبادت گاہیں بنانا۔

(۲) مدارس کو اسکولوں سے بدلنا۔

(۳) ہسپتال اور دواخانے بنانا۔

(۴) مسیحی کتب خانے اور لائبریریاں بنانا۔

(۵) رفاہی اور فلاحی اداروں کے نام سے تنظیمیں بنانا۔

(۶) اسلامی تاریخ کے مقابلے میں غلط تاریخ لکھنا اور شائع کرنا۔

(۷) مسلمانوں کے تعلیمی اداروں، مکاتب اور عبادت گاہوں میں حالات معلوم کرنے کیلئے جاسوس لڑ

کے لڑکیاں رکھنا اور ان کو تربیت دینا۔

(۸) مسلمانوں میں اختلافات پیدا کرنا اور ان کو آپس میں لڑوانا۔

(۹) مسلمان نوجوان لڑے لڑکیوں کو دین کے بارے میں سست کرنا اور ان کے دل میں دین کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنا۔

(۱۰) یہودی ونصرانی نوجوان لڑکیوں لڑکوں کی تنظیمیں بنانا، جن کا مسلمانوں کو پتہ ہی نہ ہو، یعنی خفیہ تنظیمیں بنانا تاکہ اس کے ذریعے سے مسلمان لڑکے لڑکیوں کو مرتد (دین سے باغی) بنادیں۔

(۱۱) مسلمانوں کی کمائی کے وسیلے برباد کرنا، پانی، نہر، ڈیم وغیرہ برباد کرنا۔

(۱۲) نشے کا زیادہ استعمال اور لوگوں کو مفت خوری کا عادی بنانا۔ (الجاسوس الانگلیز: ۹۸،۹۷)

دشمنوں کی اتنی بدخواہی پر مشتمل کے باوجود مسلمان حکمران اور عوام خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھانے کیلئے یہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ:

(۱) مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔

(البقرہ: ۱۰۵)

ترجمہ: پسند نہیں کرتے کافر کتابی (یہود ونصاریٰ) اور نہ ہی مشرکین (ہندو، آتش پرست، آغاخانی، ذکری، قبر پرست وغیرہ) نازل ہونا تمہارے لیے کسی فائدے کی بات کا تمہارے رب کی طرف سے۔

اس آیت مبارکہ میں کافروں اور سارے مشرکوں یعنی ہندوں یہودیوں اور نصرانیوں کی مسلمانوں کے ساتھ بدنیتی، بدخواہی اور حسد کا ذکر ہے کہ وہ تمہارا کوئی فائدہ اور خیر برداشت نہیں کرسکتے۔

دوسری جگہ ارشاد باری عزوجل ہے:

(۲) کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ۔ (الشوری: ۱۳)

ترجمہ: بہت بھاری اور مشکل لگتی ہے مشرکوں، ہندوں پر وہ (دعوت) جس کی طرف تم ان کو بلاتے ہو۔

اس آیت مبارکہ میں اسلام کی دعوت، عقیدہ، عمل اور اجتماعی زندگی بیان ہوئی ہے اور یہ بھی کہ یہود، نصاریٰ اور ہندووں کو یہ دعوت بہت بری لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ مسلمان قوم کے

سب سے زیادہ اور سخت دشمن یہود و نصاریٰ ہیں، اگر خالص زہر نہ دیں تو گڑ میں شامل کر کے دینگے مگر دینگے ضرور۔ شر و عناد پر مشتمل منصوبے بناتے ہیں ترقی اور امداد کے نام پر، تعلیم اور اسپتال کے نام پر، تا کہ لوگوں کی نفرت ختم ہو سکے اور پھر جو کرینگے تو لوگ اسکو خیر اور نفع سمجھیں گے اور ان کے معاون بھی بن جائینگے۔ جن کی نظر صرف فائدہ پر ہوگی اور ان کا نقصان نہ دیکھیں گے، یا کہیں گے کہ ان کی باتیں نہیں مانوں گا مگر ان سے فائدہ لوں گا۔ لیکن ایسا ممکن نہیں ہے ضرور ان کی تعلیم اور بات مانی جائیگی یہی ہوا اور ہو رہا ہے۔

یہود و نصاریٰ کی امداد کا مقصد

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

(البقرہ:۱۳۲)

ترجمہ: اور کہا انہوں نے (یہود نصاری نے) ہو جاؤ یہودی یا نصرانی (قولی اور فعلی) تو ہو جاؤ گے ہدایت پر (ترقی کر لو گے) کہو (جواب میں ان سے) کہ نہیں بلکہ ہو جاؤ صحیح پہنچے ہوئے دین ابراہیم علیہ السلام پر جو اسی دین پر پختہ تھے اور نہ تھے مشرکوں میں سے۔ (یعنی جمہوریت ماننے والے نہ تھے)

یعنی ابرہیم علیہ السلام نے تو ساری زندگی الٰہی تعلیم و ہدایت پر گزاری تھی اور ان کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی کامل رضا پر تھی۔ مطلب یہ کہ یہود نصاری ہر چیز سے بدن سے، مال سے، انفرادی و اجتماعی زندگی میں اپنا اپنا دین پھیلاتے ہیں اور عام کرتے ہیں تو تم بھی اپنی دعوت ہر جائز طریقہ پر پھیلاؤ۔

(۲) وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۔ (البقرہ:۱۲۰)

ترجمہ: کبھی بھی تم سے خوش نہ ہونگے یہود اور نہ ہی نصاریٰ یہاں تک کہ تم ہو جاؤ پورے کے پورے ان کے طریقے پر تو پھر وہ تم سے راضی ہو جائینگے (لیکن اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہو جائیں گے)۔

مطلب یہ کہ ایک یا دو باتوں کے ماننے سے وہ تم سے راضی نہیں ہونگے جب تک تم پورے کے پورے ان کے دین میں داخل نہ ہو جاؤ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ان کی کچھ باتوں کے ماننے سے تم اپنے دین سے نکل جاؤ گے نہ ان کے ہو سکو گے اور نہ ہی وہ تم کو اپنا جانیں گے۔

نصرانیوں کا تبلیغی ہدف

اہل کتاب یہ کہتے ہیں: لَا یَلْزَمُ دُخُوْلُ الْمُسْلِمِیْنَ فِی النَّصْرَانِیَّةِ فَاِنَّ فِیْ ذٰلِكَ تَشْرِیْفاً لَّهُمْ وَ تَكْرِیْماً وَجَاوَزَ التَّبْشِیْرُ ذٰلِكَ الْهَدَفَ اِلٰی هَدَفٍ اَقَلَّ مِنْهُ وَهُوَ مُحَاوَلَةُ اِدْبَارِ الْمُسْلِمِیْنَ عَنْ دِیْنِهِمْ وَجَآءَ فِیْ كَلِمَاتِ بَعْضِهِمْ اَنَّ ذٰلِكَ یُؤَدِّیْ نَفْسَ الْهَدَفِ۔(رسالہ دخول الغزو الفکری:۱۰۰)

ترجمہ: مسلمانوں کو نصرانی بنانا لازمی نہیں (بلکہ انہیں اسلام سے دور کر دیا جائے) اس لیے کہ نصرانیت میں دخول تو ان کے لیے باعث کرامت وشرافت ہوگا، جب یہ اپنے دین سے بیزار ہو گئے تو سمجھو مقصد حاصل ہو گیا۔ پشتو کا محاورہ ہے کہ، ہم رنگ میں تو نہ رنگ سکے مگر شک میں ڈال دیا۔

یعنی یہ مسلمان اگر مکمل یہودی یا نصرانی نہیں ہوتے تو نہ ہوں، لیکن کم از کم انہیں اپنے دین کے بارے میں تو شک میں ڈال دیا جائے اور یہ بالکل اس طرح سے اپنے دین کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار بن جائیں جس طرح کہ یہود ونصاریٰ اپنے دین کے بارے میں ہیں۔

مطلب یہودیوں میں یہودیت (دین موسیٰ علیہ السلام) اور عیسائیوں میں عیسائیت (دین عیسیٰ علیہ السلام) کا وجود باقی نہیں ہے۔ اگر بالفرض کچھ ہے بھی تو وہ اس کے بارے میں بھی شکوک وشبہات کا شکار ہیں، اس لیے کہ اگر یہودی اور عیسائی اپنے خالص دین پر ہوتے تو یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آتے کیوں کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی تعلیم یہی تھی مگر یہ یہودی اور عیسائی نہ صرف یہ کہ اپنے دین پر عمل پیرا نہیں بلکہ مکمل طور پر شکوک وشبہات کا شکار ہیں اور دوسروں کو بھی اسی طرح شک میں ڈال رہے ہیں۔

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ۔ (البقرہ:۱۰۹)

آپ ہزاروں مسلمانوں میں ایک دو افراد ہی کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور لباس میں دیکھیں گے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکمل مشابہت اور ان کی مکمل تابعداری تو بہت دور کی بات ہے۔

آج تمام مسلمان نوجوان اور بچے صبح سے شام تک اپنا قیمتی وقت مختلف کھیلوں (کرکٹ، فٹ بال وغیرہ) میں ضائع کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور کوئی انہیں سمجھانے والا نہیں، سمجھانا تو در کنار بلکہ سفید ریش بوڑھے بھی ان کے پاس کھڑے ہوتے ہیں، چیختے چلاتے اور تالیاں بجا بجا کر ان کا ساتھ دیتے

ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف مسلمان کھلاڑی (بیٹسمین) بڑے فاتح جرنیل کی طرح تکبر اور غرور میں کپڑوں سے عاری، برہنہ، بے لباس، آگے پیچھے، اونچ نیچ میں ظاہر اور بھینسوں والے ڈنڈے کی طرح ہاتھ میں بیٹ لئے چاروں شانے کھڑا ہوتا ہے تو دوسری طرف ارد گرد دوسرے مفت خورے بھی کھڑے چوکیداری کرتے ہیں، جبکہ ایک طرف لاؤڈ سپیکر پر کھڑے ہونے والے شیطانی خدمت گار گانے بجانے میں مصروف رہتے ہیں اور اس شور شرابے میں اذان، نماز کا بالکل کوئی خیال نہیں ہوتا نہ کھیلنے والوں کو اور نہ تماش بینوں کو۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ. اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون.)

یہودیوں کے اسلام کے خلاف کام

یہ سارا کھیل (پلاننگ) یہودیوں کا بنایا ہوا اور نصرانیوں کا شائع کردہ ہے اس کتاب میں آپ نے پہلے بھی پڑھا ہے کہ یہ کفار کہتے ہیں:

(۱) انہیں مقررہ کھیل تماشوں میں مصروف رہنے دیجئے، اسلاف کی عظمتوں کے ترانے گانے دیجئے، انہیں وہ کردار ادا کرنے کیلئے اپنی حالت پر چھوڑ دیجئے جو ہم نے سائنس کے نام پر مقرر کر رکھا ہے۔ (پروٹوکولز: ۳۳)

(۲) ہم ان (مسلمانوں) کی توجہ کھیل کود، تفریحات، ہوس پرستی، تماشہ گاہوں اور شاندار ہوٹلوں کی طرف موڑ دینگے، ہم پریس کے ذریعے آرٹ، نمائشوں اور مختلف قسم کے اسپورٹس (کھیلوں) کے مقابلوں کی تجاویز پیش کرینگے۔ اس نوعیت کی دلچسپیاں ان کی توجہ کو ہمیشہ کیلئے اصل مسائل سے دور رکھیں گی، جب لوگ سوچ و بچار کرنے اور اپنے نظریات قائم کرنے کی عادت سے عاری ہو جائینگے تو وہ ہماری زبان میں بات شروع کر دینگے، کیونکہ ہم ہی انہیں فکر کی نئی راہیں سجھائیں گے اور یہ کام ایسے لوگوں سے لیا جائیگا جن سے متعلق ہمارے اشتراک عمل کا شبہ تک نہ کیا جا سکے گا۔

ہماری حکومت کے تسلیم کیے جانے پر لبرل ازم کے پیروکاروں اور خوابوں کی دنیا میں رہنے والوں کا کام بھی ہو جائیگا اور وقت آنے پر یہ لوگ بدستور ہمارے لئے مفید خدمات انجام دیتے رہیں گے، ہم اس دوران ان کے اذہان کو نئے نئے مشاغل اور عجیب و غریب نظریات کی آماجگاہ بنا دینگے، ان نظریات کو غیر

یہودی بڑے ہی ترقی پسندانہ خیالات بتائیں گے، اوراس کا اظہار کرنے میں فخر محسوس کرینگے۔ (پروٹوکولز: ۱۸۱، ۱۸۲)

یہ طویل اقتباس آپ نے پڑھا، باوجود اس کے کہ یہود ونصاریٰ نہایت جھوٹی قومیں ہیں پھر بھی کتنا سچ اور حقیقت بتاتی ہیں۔ یہی حال آج مسلمان قوم کا ہے، گندگیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور دیکھتے نہیں کہ ہم کیا کررہے ہیں اور کس کی تعلیم پر جارہے ہیں، جبکہ دوسری طرف قوم کے سمجھدار اور دینی رہبر صرف جماعت اور پارٹی کی فکر میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح ہم اقتدار کو پہنچ جائیں اگرچہ دین تباہ ہوجائے ۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ.)

یہود کہتے ہیں کہ ہمارے ان مقاصد وعزائم پر غیر یہود (مویشیوں) کو شک تک نہیں گذرتا۔ (پروٹوکولز: ۱۷۲)

اپنے ان منصوبوں کی تکمیل کیلئے جتنے بھی قتل کرنا چاہتے ہیں کرتے ہیں، ان سے اعراض نہیں کرتے، بلکہ بے دریغ قتل کرتے کراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:

ہمارے اسلاف کی دوراندیشی اور ہمارے قدیم راہنماؤں نے اس وقت کتنی دوربینی کا مظاہرہ کیا جب انہوں نے کہا کہ ایک مقصد کو حاصل کرنے کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے (کسر نہیں چھوڑنا چاہیے) اور اس بات کی بھی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کہ اس کیلئے کتنی جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں اگرچہ ہم نے بھی بڑی قربانیاں دی ہیں، لیکن اس سلسلے میں غیر یہودیوں (مویشیوں) کی جتنی جانیں کام آئی ہیں ہم نے ان کی تعداد کا احصاء (گنتی) کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی۔ (پروٹوکولز: ۱۸۹)

مخلوق کیلئے تو جو کرتے ہیں سو کرتے ہیں، آپ یہ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں کتنے بے حیا اور بے باک ہیں، آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن عظیم اس بارے میں کیا کہتا ہے:

(۱) وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۔ (المائدہ: ۶۴)

ترجمہ: کہا یہود نے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں (اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ) ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت سے دور کردیئے گئے۔

مطلب یہ ہے کہ مسلمان یہ جو غریب اور نادار ہیں تو یہ اس وجہ سے ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا دینے والا

ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ فراخ وکشادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ وہی کرتا، جو مناسب اور پر حکمت ہوتا ہے، کبھی فراخی لاتا ہے اور کبھی تنگی۔

اسی لیے تو مسلمان بعد میں اتنے دولت مند ہوئے کہ اطیب الطیبات (غنیمت کے مال) کے مالک بنے جس کا پھر کوئی ثانی نہ تھا، الٹا یہودیوں کے ہاتھ ہر خیر سے بندھے ہوئے ہیں اور ان پر لعنت اور غضب ہے بوجہ اللہ تعالیٰ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کرنے کے۔

یہود کی ذلت کی حقیقت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ (البقرہ: ۶۰)

ترجمہ: اور جم گئی ان پر ذلت اور پستی (کہ دوسروں کی نگاہ میں قدر اور خود ان میں اولوالعزمی نہ رہی) اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے۔

تنبیہ: یہود کی خواری اور ذلت جو قرآن عظیم نے بیان کی ہے وہ انسان کو شک میں ڈالتی ہے، کیونکہ ظاہر میں وہ اسکے خلاف ہے، یہودی تو بڑے دولت مند معلوم ہوتے ہیں، لیکن بات ایسی نہیں ہے، بلکہ بعض یعنی اقلیت ان کی بیشک دولت مند ہے، لیکن ان کی اکثریت بے مال اور ذلیل ہے، یہ یہودیوں کا اپنا اقرار ہے۔ لیکن ان کے دولت مند قومی ضرورت اور اجتماعی کام میں مال کے لگانے میں کوئی منع یا سستی نہیں کرتے تو اس وجہ سے مالدار نظر آتے ہیں۔ ان کی ذلت کے نمونے ملاحظہ کیجیے:

- گو یہود کا تمول ضرب المثل کی حد تک شہرت پا چکا ہے، لیکن اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ یہود یورپ کے جس ملک میں آباد ہیں وہاں کی آبادی میں انہی کے مفلسوں کا تناسب بڑھا ہوا ہے۔ (جیوش انسائیکلوپیڈیا: ۱۰/۱۵۱)
- یہودی عوام دوسری قوموں سے زیادہ غریب ہیں یہ اور بات ہے کہ ان کے چند افراد بہت زیادہ دولت مند ہیں۔ (جیوش انسائیکلوپیڈیا: ۱/۶۱ - بحوالہ تفسیر ماجدی: ۱/۱۴۶)

(۲) فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۔ (المائدہ: ۲۴)

ترجمہ: جاؤ تم اور تمہارا رب، اور لڑو بیشک ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

(۱) وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ۔ (التوبہ: ۳۰)

ترجمہ: اور کہا یہود نے کہ عزیر (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

ان تین آیات مبارکہ میں یہود کا ذکر ہے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کی۔ پہلی آیت میں ایک بہت بری نسبت کا ذکر ہے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف کی: پہلی آیت میں ہے یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، بخیل ہے (معاذ اللہ)۔ دوسری آیت میں ذکر ہے کہ، اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا۔ تیسری آیت میں ذکر ہے، عُزَيْرُنِ ابْنُ اللّٰهِ، اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹے کی نسبت کرنا، یہ تینوں نسبتیں اللہ تعالیٰ کی طرف انتہائی بے ادبی کی نسبتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو گالی دینے کے مترادف ہے۔

یہود اور فساد ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ۔ (المائدہ: ۶۴)

ترجمہ: جب بھی یہ آگ بھڑکاتے ہیں جنگ اور فساد کی تو بجھا دیتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ، یہ کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد کرنے کی اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے فساد کرنے والوں (تخریب کاروں) کو۔

یہود کے فساد کی تاریخ عالم گواہ ہے، ان کے کچھ فسادات کا بیان آپ اس کتاب میں پڑھ چکے ہیں۔

یہودیوں کا قتل عام ان کی وعدہ خلافی اور جھوٹے علمی دعوے

(۱) فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ۔ (النساء: ۱۵۵)

سو (ہم نے ان کو سزا میں مبتلا کیا) ان کی عہد شکنی کی وجہ سے، اور ان کے کفر کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ، اور ان کے قتل کرنے کی وجہ سے انبیاء کو ناحق، اور ان کے اس مقولے کی وجہ سے کہ ہمارے قلب محفوظ ہیں۔

(۲) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ۔ (ال عمران: ۲۱)

ترجمہ: بیشک وہ لوگ جو انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات (احکام) سے اور قتل کرتے ہیں ان (علماء کرام) کو جو انصاف کی بات کرتے ہیں لوگوں میں سے۔

(۳) فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔ (المائدہ ۱۳)

ترجمہ: بسبب توڑنے کے پختہ عہد اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نے ان کو ملعون کر دیا، اور ہم نے ان کے دلوں کو بالکل سخت کر دیا (حق ماننے سے) پھیرتے ہیں کلمات (احکامات) کو اپنی جگہوں سے۔

(۴) اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔ (البقرہ: ۱۰۰)

ترجمہ: کیا ہر بار جب یہ پختہ عہد کرتے ہیں تو اس کو چھوڑ دیتی ہیں بڑی بیبا کی سے ایک بڑی جماعت ان میں سے، بلکہ ان میں سے اکثر حق کو دل سے نہیں مانتے۔

ان چاروں آیات میں پیغمبر علیہ السلام کے زمانے سے پہلے کے یہودیوں کی خباثتیں اور برائیاں بیان ہوئی ہیں جیسے کہ ظاہر ہے اور اب بھی ان کا یہی شیوہ ہے۔

یہودیوں کی بزدلی، بے شرمی اور ان کا غرور

(۱) قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۔ (المائدہ: ۲۶)

ترجمہ: کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام وہاں تو بڑے بڑے زبردست آدمی ہیں اور ہم تو وہاں ہرگز قدم نہ رکھیں گے جب تک کہ وہ وہاں سے نہ نکل جائیں۔

(۲) لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۔ (الحشر: ۱۳)

ترجمہ: یقیناً تم زیادہ خوف کا باعث ہو (ان یہودیوں کیلئے) ان کے سینوں میں اللہ سے بھی۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ان کے سینوں میں اتنا خوف نہیں جتنا خوف ان کو تم سے ہے۔

(۳) لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ۔ (الحشر ۱۴)

ترجمہ: نہیں لڑینگے تم سے مگر قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کے پیچھے سے۔

یہود کا دین نفسانی خواہشات کا مجموعہ ہے

اگر ان کے خلاف کوئی بات یا حکم پیغمبر علیہم السلام نے دیا تو ان بدبختوں نے انہیں بے دردی سے شہید کر ڈالا، جیسا کہ کلام الٰہی اس بارے میں بتا رہا ہے:

(۱) اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۔ (البقرہ: ۸۷)

ترجمہ: کیا جب کبھی (بھی) کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسے احکام لائے جن کو تمہارا دل نہ چاہتا تھا (جب بھی) تم نے تکبر کرنا شروع کر دیا سو بعضوں کو تو تم نے جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو (بے دھڑک) قتل ہی کر ڈالتے تھے۔

(۲) قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ (البقرہ:۹۱)

ترجمہ: تو آپ کہیے (اچھا تو) پھر کیوں قتل کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو اس کے قبل کے زمانہ میں اگر تم دل سے ماننے والے تھے۔

(۳) وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ۔ (البقرہ:۶۱)

(۴) وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ۔ (آل عمران:۱۱۲)

ترجمہ: اور قتل کرتے ہیں انبیائے کرام علیہم السلام کو ناحق (بغیر کسی جرم کے)۔

یہود و نصاریٰ کے دخول جنت کا دعویٰ

باوجود ہر خباثت و فساد کے یہ یہودی کہتے تھے:

(۱) وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً۔ (البقرہ:۸۰)

ترجمہ: اور یہ (یہود) کہتے ہیں کہ ہم کو کبھی بھی نہ پہنچے گی آگ (جہنم کا عذاب) لیکن چند روز۔

(۲) وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى۔ (البقرہ:۱۱۱)

ترجمہ: اور انہوں نے (یہود و نصاریٰ) کہا کہ کوئی بھی جنت میں نہ جائیگا مگر وہ جو یہودی ہو یا نصرانی۔

یہود نے کبھی بھی اللہ تعالیٰ کا دین مکمل طور پر تسلیم نہیں کیا

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً۔ (البقرہ:۷۴)

ترجمہ: پھر سخت ہوئے تمہارے دل ان (تاریخی حقائق) کے بعد، اور تھے وہ پتھروں کی مانند (سخت دل) بلکہ کچھ ان سے بھی زیادہ، سختی میں۔

نعمتوں کی ناشکری کی وجہ سے یہود پر ذلت و رسوائی

(۱) سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۗ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (البقرہ:۲۱۱)

ترجمہ: آپ (علماء) بنی اسرائیل سے (ذرا) پوچھئے (تو سہی) کہ ہم نے ان کو کتنی واضح دلیلیں دی تھیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدلتا ہے اس کے پاس پہنچنے کے بعد تو یقیناً حق تعالیٰ سخت سزا دیتے ہیں۔

یہود اور بچھڑے کی عبادت

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ۔ (البقرہ:۵۱)

ترجمہ: پھر تم لوگوں نے (معبود) تجویز کرلیا بچھڑے کو، ان کے (موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے) بعد اور تم ہمیشہ سے زیادتی کرنے والے ہو۔

یہود پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غضب و ذلت

(۱) ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ۔ (آل عمران:۱۱۲)

ترجمہ: جمادی گئی ان پر ذلت (مہر کی طرح) جہاں کہیں بھی پائے جائیں گے مگر ہاں ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب سے جو اللہ کی طرف سے ہے (یعنی اللہ کی رسی پکڑیں دین و قانون مان جائیں) اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے (جزیہ دیں اپنے ہاتھوں سے) اور مستحق ہوگئے غضب الٰہی کے اور جمادی گئی ان پر پستی۔

مذکورہ بالا دس عنوانات سے یہود کی خباثتوں کا ذکر آپ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حوالوں سے پڑھا ہے اور بھی بہت سی خباثتیں ہیں لیکن نمونے کے طور پر یہاں اتنی ہی کافی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مبارک کتاب قرآن عظیم کے بیان کی تصدیق اور یہود کی خود اپنی زبان، تحریر کے مطابق ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی محبوب قوم ہیں۔

(۱) خدا کی نظروں میں ہمارا ایک فرد ہزار غیر یہودیوں کے برابر ہے۔ (پروٹوکولز:۱۳۴)

اللہ تعالیٰ ان کا یہی عقیدہ اور تصور ہم کو سمجھانے اور ان سے بچنے کیلئے سمجھاتے ہیں:

نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ۔ (المائدہ:۱۸)

(۲) جب ہم اپنی سلطنت میں داخل ہوجائینگے تو اپنے توحیدی مذہب کے علاوہ کسی مذہب کو برداشت

نہیں کرینگے۔ خدا کی محبوب قوم کی حیثیت سے ہمارا مقدر خدائے واحد کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے اور اسی کے واسطہ سے ہماری تقدیر دنیا کی دوسری اقوام کی تقدیروں سے وابستہ ہوتی ہے۔ ہمیں ایمان واعتقاد کی دوسری تمام صورتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا ہوگا۔ (پروٹوکولز: ۱۸۳)

یہودیوں کا بس چلے تو اپنے دین کے علاوہ کوئی دین نہ چھوڑیں سب کو ختم کر دیں جیسا کہ آپ نے اس کتاب میں یہودی پروٹوکولز کے حوالے سے پڑھ لیا ہے۔

(۳) ظلم اور یہود ایک دوسرے کے ساتھ لازم ملزوم ہیں: ہمارے فاضل رہنما صرف ایسے افراد کو حکومت کا کام حوالہ کرینگے جو ظلم اور تشدد کے احکامات براہ راست جاری کرنے کے اہل ہوں اور اس معاملے میں کسی قسم کی رعایت نہ کریں۔ (پروٹوکولز: ۲۲۹)

(۴) دنیا میں فساد اور یہودی: ہم دکھاوے کے فسادات کرائینگے اور بے چینی پھیلائینگے، اس موقع پر ہمیں شعلہ بیان مقررین کی خدمات کی ضرورت پڑیگی، اس میں ہمیں لوگوں کی خانہ تلاشی کیلئے جواز ہاتھ آجائیگا۔ (پروٹوکولز: ۲۰۴)

(۵) یہود اور ناجائز قتل: اپنے مخالفین کو بے رحمی کے ساتھ قتل کر دینگے، خفیہ جماعتوں کے ذریعہ ہر نئی تنظیم کو موت کی نیند سلا دیا جائیگا جبکہ موجودہ خفیہ جماعتوں کو بھی جنہوں نے ہماری بڑی خدمت کی اور اب بھی کر رہے ہیں ہم ختم کر دینگے اور انہیں دور دراز علاقوں میں جلاوطن کر دینگے۔ فری میسن کے غیر یہودی ممبروں سے بھی یہی کہا جائیگا۔ (پروٹوکولز: ۱۸۵)

(۶) یہودی دنیا میں جہاں بھی ہیں تو اپنی حکومت کی ذمہ داری پوری کرنا ان کا قومی اور دینی فریضہ ہے اور اپنے لوگوں کی جاسوسی بھی اپنا قومی فرض سمجھتے ہیں۔ ان کا قانون ہے: جس طرح آج کل ہمارے قومی بھائیوں پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ وہ اپنے خاندان کے مرتد افراد کی اطلاع مقامی حکومت کو دیں اور ان لوگوں کی مخبری کریں جو حکومت کے خلاف کسی سرگرمی میں حصہ لیتے ہوئے پائے جائیں، اس طرح ہماری رعایا کا فرض ہوگا کہ وہ اس سلسلے میں ریاست کی طرف سے عائد کی گئی ذمہ داری کو پورا کریں۔ (پروٹوکولز: ۱۳۴، تسخیر عالم کا یہودی منصوبہ: ۱۵۳)

(۷) یہود کو سب حکومتوں کے خفیہ راز معلوم ہیں۔اپنی زبان سے یہ کہتے ہیں، آج دنیا میں کوئی ریاست نہیں جس کی تمام باتیں ہمیں معلوم نہ ہوں جنہیں یہ احمق سرکاری راز کہتے ہیں۔ (پروٹوکولز:۱۷۵)

مذکورہ بالا باتوں سے ہمیں پتہ چلا:

۱۔ یہود کا اللہ تعالیٰ پر اعتراض اور اللہ تعالیٰ کی بے ادبی۔

۲۔ یہود کی اللہ تعالیٰ کے قانون سے بغاوت اور سرکشی۔

۳۔ یہود کی غیر یہود سے نفرت وعداوت۔

۴۔ یہود کا فساد پھیلانا اور عالمی جنگیں۔

۵۔ یہود پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب۔

٦۔ یہود نے اللہ تعالیٰ کے قانون کے ساتھ ہمیشہ دشمنی کی ہے۔

۸۔ یہود کی اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور اسلام دشمنی:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْراً مِّنْهُمْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَاناً وَّ كُفْراً وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَاراً لِلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللهُ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَاداً وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ. (المائدہ ٦۴)

ترجمہ: اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے (یعنی بغیر وسیلے کے ہمیں کچھ نہیں دیتا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) ان ہی کے ہاتھ بند ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ (اللہ کی) رحمت سے دُور کر دیئے گئے، بلکہ ان (اللہ تعالیٰ) کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے (فراخ) ہیں جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور جو مضمون (قانونِ دستور) آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ (قانون ودستور) ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہے اور ہم نے ان میں باہم قیامت تک عداوت اور بغض ڈال دیا جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں حق تعالیٰ ان کو فرو کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں

کو محبوب نہیں رکھتے۔
اس آیت مبارکہ میں بھی وہ بڑے بڑے نکتے بیان ہوئے ہیں جو میں نے پہلے بیان کیے ہیں

۱۔ یہود کا اللہ تعالیٰ کو گالی دینا۔
۲۔ یہود کی عادت فساد کی ہے: وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا
۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو سزائیں: غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ... وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.
۴۔ مسلمانوں کو تسلی: كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ
۵۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان: بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ

یہ ان کے عقیدہ اور عمل کا مختصر ذکر ہے اور یہ یہود کے تاریخی، سیاسی اور اجتماعی عیوب اور ہمیشہ کی عادت کا ذکر ہے۔

(۱) یہود کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بخیل ہے (نعوذ باللہ) ہر کسی کو ہر چیز نہیں دیتا۔ تو مال کے بڑھانے کا ہر ممکن طریقہ اپنایا جائے تاکہ بہت جلد زیادہ مال مل جائے۔

اسی طرح یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی اور ان سے پہلے بھی کیا اور کہا تھا۔ مدینہ منورہ اور اردگرد کے علاقوں کی ساری دولت یہود کے قبضہ میں تھی اور علاقے کے سب لوگ ان کے زیر دست تھے۔ لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف کرتے اور لڑواتے اور دونوں فریقین کو مہنگے داموں اسلحہ اور سود پر مال دیتے تھے اور پھر سود قسط وار واپس وصول کرتے اور یہ سودی معاملہ عمر بھر ختم نہ ہوتا۔ حالانکہ فساد کرنا اور کروانا موسیٰ علیہ السلام کے دین اور تمام ادیان میں ممنوع اور ناجائز رہا ہے، وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ (اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتے)۔

اسی طرح حرام خوری، حرام مال جمع کرنا اور دوسروں کو حرام خوری پر مجبور کرنا، سب ادیان میں ممنوع تھا اور ہے، مگر یہ یہود اس مرض میں بری طرح مبتلا تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ (البقرہ:۱۸۸، النساء:۲۹)

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق (طور پر) مت کھاؤ۔

یہود اور لوگوں کی عزت اور مال اپنے لئے جائز سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں، یہ ان کا عقیدہ اور دستور ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور بیشک سچ کہا ہے:

قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ۔ (ال عمران:۷۵)

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ ہم پر نہیں ہے امیوں (عوام، غیر تعلیم یافتہ) کے مال کھانے (اور لینے) میں کوئی راہ (ملامت کی)۔

یہود، غیر یہود کے ساتھ نفرت اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں، (لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ) یعنی فساد کرنا، کروانا، لڑنا، لڑوانا، قتل وقتال کرنا، عوام کو خوفزدہ کرنا اور ان میں دہشت پھیلانا، اپنا دینی فریضہ اور ثواب سمجھتے ہیں۔

مدینہ منورہ کے لوگوں کے قبول اسلام سے قبل، قبیلہ اوس وخزرج کے درمیان لڑائی ہوئی اور باوجودیکہ وہ آپس میں رشتہ دار اور ایک قوم کے افراد تھے، ایک دادا کی اولاد تھے، لیکن یہود کی سیاست اور شیطانی کی وجہ سے ایک دوسرے کے مقابل ہوگئے۔ ایک دوسرے کے ساتھ بغض اور دشمنی پیدا ہوگئی۔ آپس میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائیاں ہونے لگیں۔ اس سب فساد کے پیچھے اصل زہر اور شیطانی یہود کی تھی۔ یہ سب اس لیے تھا کہ ہمارا غلہ اور ہماری پیداوار اور اسلحہ وغیرہ خوب بکیں اور یہ ہمیشہ لڑتے رہیں تاکہ ہمیشہ ہمارے محتاج اور ہمارے ہاتھوں کا کھلونا بنے رہیں، اور ہماری بے تاج بادشاہی ہو۔

یہ طریقہ کار، طریقہ سیاست، مکروفریب اور فساد ان یہودیوں ہی کا تیار کردہ تھا اور اللہ تعالیٰ کو فساد پسند نہیں۔ اب بھی یہود نے ساری دنیا پر یہی سیاسی فساد پھیلایا ہوا ہے اور اب بھی یہ فساد کررہے ہیں مختلف رنگ وروپ میں۔ یہودیوں کے خود اپنے اقرار اور ان کے ہاتھوں کی تحریر پروٹوکولز کے حوالہ سے آپ اس کتاب میں پہلے پڑھ ہی چکے ہیں۔

سارے عالم میں فساد اور جنگ پھیلانے والے یہودی ہیں

ان کے ایک بڑے سمجھدار کا اقرار تو آپ پہلے پڑھ چکے ہیں اور ایک دوسرے یہودی کی بھی سنیں:

یہودی ڈاکٹر آسکر کہتا ہے: ہم ہی دنیا کے حاکم ہیں ہم ہی مفسد ہیں (تمام جھگڑوں کو ہوا دینے والے) اور ہم جلاد بھی ہیں۔ (قوم یہود اور ہم قرآن کی روشنی میں: ۳۱۵)

تب ہی تو قرآن عظیم کہتا ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا، اللہ سے زیادہ سچا کون ہے؟ (ہرگز کوئی نہیں) اللہ تعالیٰ کی کتاب بالکل سچی ہے۔ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ،قرآن ہے سچا کرنے والا اس کا جو ان کے پاس ہے یعنی قرآن وہ حقائق بیان کرتا ہے جو اللہ کی طرف سے ہوں یا ان کے مسلمات میں سے ہوں تسلیم شدہ اور ان کے انکار کی کوئی گنجائش نہ ہو۔

یہود کا اپنی فضیلت کا بے بنیاد عقیدہ

تلمود، یہود کی معتبر اور الہامی کتاب ہے اس میں یہ تعلیم ہے:

(۱) اِنَّهُمْ شَعْبُ اللّٰهِ الْمُخْتَارُ وَاَنَّهُمْ اَبْنَآءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّآءُهٗ وَاَنَّ عُنْصَرَهُمْ مِنْ عُنْصَرِ اللّٰهِ وَاَنَّ مَا عَدَا الْيَهُوْدِ حَيَوَانَاتٌ اِنْسَانِيَّةٌ لِخِدْمَةِ الْيَهُوْدِ.

بیشک یہ (یہود) لوگ اللہ کے منتخب گروہ ہیں، اور بیشک یہ اللہ کے لاڈلے اور محبوب ہیں، اور بیشک ان کی اصل اللہ کی اصل سے ہے (معاذ اللہ)، اور بیشک غیر یہودی (انسان خصوصاً مسلمان) جانور ہیں، انسانیت کی شکل میں یہود کی خدمت کیلئے۔

(۲) وَالتِّلْمُوْدُ يُبِيْحُ لِلْيَهُوْدِ سَرِقَةً وَغَشَّ غَيْرِهِمْ مِنَ النَّاسِ وَيُسَمِّيْهِمُ التِّلْمُوْدُ اُمِّيِّيْنَ (بذل المجهود: ۸۲/۲)

ترجمہ: تلمود (مذہبی کتاب) جائز کرتی ہے یہود کیلئے چوری اور دھوکہ اوروں (غیر یہودیوں) کے ساتھ، کیونکہ تلمود ان کو (غیر یہودیوں کو) امی و ناخواندہ کہتے ہیں۔

(۳) وَقَسَّمَهُمُ النَّاسَ الْيَهُوْدُ مُنْذُ خَمْسَةٍ وَّثَلَاثِيْنَ قَرْنًا يَهُوْدًا وَجُوْيِمًا اَوْ اُمَمًا اَيْ غَيْرَ الْيَهُوْدِ وَمَعْنٰى جُوْيِيْمِ عِنْدَهُمْ وَثَنِيُّوْنَ كَفَرَةٌ وَبَهَآئِمُ وَاَنْجَاسٌ.

ترجمہ: اور تقسیم کیا ہے یہود نے لوگوں کو پینتیس پیڑھیوں سے دو قسموں پر ایک یہود دوسری جویم یا امم اور جویم کا معنی ان کے ہاں بت پرست کافر چوپائے جانور اور پلید کا ہے۔

(۴) يَعْتَقِدُ الْيَهُوْدُ اَنَّهُمْ شُعَبُ اللهِ الْمُخْتَارُ وَاَنَّهُمْ اَبْنَاءُ اللهِ وَاَحِبَّائُهُ وَاَنَّهُ لَا يَسَعُ بِعِبَادَتِهِ وَلَا يَتَقَبَّلُهَا اِلَّا الْيَهُوْدَ فَغَيْرُهُمْ جَوَامِيْمُ يَعْنِيْ غَيْرَ الْيَهُوْدِ اَيْ عُبَّادُ الْاَوْثَانِ الْجُوْنِيمْ. وِنْ طِيْنَةِ الشَّيْطَانِيَّةِ اَوْ حَيْوَانِيَّةٍ نَجِسَةٍ وَلَمْ يُخْلَقِ الْجُوْيَمُ اِلَّا لِخِدْمَةِ الْيَهُوْدِ وَلَمْ تَمْنَحْهُمُ الصُّوْرَةُ الْبَشَرِيَّةُ اِلَّا مُحَاكَةً لِّلْيَهُوْدِ. (الخطر اليهودی: ۴۹،۴۸)

ترجمہ: یہودی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے محبوب اور پسندیدہ، نیز لاڈلے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کی اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی قبول کرتا ہے کسی سے علاوہ یہود کے، تو یہود کے علاوہ جویم ہیں یعنی بت پرست۔ جویم شیطانی، حیوانی، پلید مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور ان کی پیدائش نہیں ہوتی مگر یہود کی خدمت کیلئے اور ان کو انسانی صورت نہیں دی گئی مگر یہود سے ہم شکل ہونے کیلئے۔

(۵) یہود کے دیگر عقائد۔

(۱) یہود کے نزدیک غیر یہود کے ساتھ زیادتی، دھوکہ دہی، سودی معاملات، چوری کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔ اسی طرح ان کا قتل بھی ضروری ہے، موسیٰ علیہ السلام نے جبھی تو مصری آدمی کو قتل کیا تھا (نعوذ باللہ! هٰذَا اِفْكٌ مُّبِيْنٌ)، بلکہ اُمیّ (غیر یہودی) کا قتل اللہ تعالیٰ کو قربانی پیش کرنا ہے اس پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور اس پر ثواب بھی دیتے ہیں، کیونکہ غیر یہودی (اُمّی) اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں اور جانور ہیں ان کی کوئی قدر نہیں۔

(۲) یہود اللہ تعالیٰ کو ملائک (فرشتوں) سے زیادہ محبوب ہیں اور یہودی اللہ تعالیٰ کی اصل سے پیدا ہوئے ہیں، جیسے اولاد اور والدین۔ جو یہودی کو تھپڑ مارے وہ ایسا ہے جیسے کہ اللہ کو تھپڑ مارے (معاذ اللہ) اور جو یہودی کو مار دے تو اسکی سزا قتل ہے۔ اگر یہود نہ ہوں تو زمین سے برکت اٹھ جائیگی، سورج فنا ہو جائیگا، بارش رک جائیگی، سارے غیر یہودی کتے اور خنزیر ہیں اور ان کے گھر جانوروں کے چھپر (باڑوں) کی طرح ہیں اور پلید ہیں۔

یہود ساری مخلوقات پر فضیلت والے ہیں جیسے کہ انسانوں کو جانوروں پر فضیلت حاصل ہے، یہود اگر اُمی (غیر یہود) سے بھلائی کرتا ہے تو یہ بڑا گناہ ہے اور اگر نقصان پہنچائے چاہے جس قسم کا ہو تو یہ اللہ سے قربت ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ اس کو اجر بھی دے گا۔ اور جو معاملہ سود کا یہود سے جائز ہے وہ غیر یہودی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ شرح سود کے ساتھ جائز ہے، اور روئے زمین پر جو کچھ ہے وہ سب یہود کا حق ہے اور ان کی ملکیت ہے تو غیر یہودی کے پاس جو بھی ہے وہ یہود کا ہے اور یہود سے غصب شدہ ہے اور ان سے واپس لینا ضروری ہے۔ (دیباجۃ الخطر الیہودی :۵۰)

۶۔ یہود و ہنود کی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مبارکہ میں بیان فرمائی ہے:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا۔ (المائدہ:۸۲)

ترجمہ: یقیناً ضرور تم پاؤ گے انتہائی سخت لوگوں میں سے دشمنی میں مؤمنوں کے ساتھ یہود کو اور ان لوگوں کو جو مشرک (ہندو اور دیگر بت پرست) ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مَا خَلَا يَهُوْدِيَّانِ بِمُسْلِمٍ اِلَّا هَمَّا بِقَتْلِهٖ۔ (غرائب القرآن: ۱۴/۷)

ترجمہ: الگ نہیں ہوتے دو یہودی کسی مسلمان کے ساتھ لیکن وہ یہودی اس کے قتل کا ارادہ کرتے ہیں۔

وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مَذْهَبُ الْيَهُوْدِ اَنَّهٗ يَجِبُ عَلَيْهِمْ اِيْصَالُ الشَّرِّ اِلٰى مَنْ يُّخَالِفُهُمْ فِي الدِّيْنِ بِاَيِّ طَرِيْقٍ كَانَ بِالْقَتْلِ اَوْ بِغَصْبِ الْمَالِ اَوْ بِوُجُوْدِ الْمَكَايِدِ وَالْحِيَلِ۔ (غرائب القرآن ۱۴/۷)

ترجمہ: دیگر (علماء کرام) نے کہا ہے کہ یہود کا دین یہ ہے کہ یہود کے لیے ضروری ہے نقصان پہنچانا، ہر اس شخص (خصوصاً مسلمان) کو جو ان کے دین کی مخالفت کرے، چاہے یہ (نقصان پہنچانا) کسی بھی طریقے سے ہو، قتل کے ذریعے سے، مال کے غصب کے ذریعے سے ہو یا اور کسی مکر و فریب سے ذریعے سے۔ یعنی ہر حال میں تکلیف پہنچانی ہے۔

یہ ہے یہود کا عقیدہ اور سیاست سارے عالم کے بارے میں جو اپنے قلم اور اپنی زبان سے اپنی قانونی کتاب (تلمود) میں خود لکھا ہیں۔

یہ تمام باتیں الخطر الیہودی سے ماخوذ ہیں، یہودی پروٹوکول کا عربی ترجمہ ہے جو تیونس کے عالم محمد خلیفہ کی

بڑی معلوماتی کتاب ہے۔

ہر دور میں یہود کا پیغمبروں کے خلاف کرنا اور انہیں قتل کرنا

اللہ تبارک وتعالی فرماتے ہیں: اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ۔ (البقرہ:۸۷)

ترجمہ: جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول حکم (قانون) لائے جس کو تمہارے نفسوں نے پسند نہ کیا تو تم نے تکبر کیا (اس کو اپنے لیے قابل عمل نہ سمجھا) اور پھر بہت سوں کو تم نے جھٹلا دیا اور بہت سوں کو قتل کر دیا۔

یہود آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی تدبیروں اور سازشوں میں لگے رہتے تھے، اس کے لیے مختلف اوقات میں مختلف مرد وعورتوں کو استعمال کیا گیا، مدینہ منورہ میں بھی اور باہر بھی اور جب قتل نہ کر سکے تو زہر دیدیا جب زہر سے کچھ نہ ہوا تو جادو کیا۔ (عَلَيْهِمْ لَعَائِنُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ)

یہود سے متعلق ان حقائق کے بیان سے قرآن عظیم اور کتب تاریخ بھری پڑی ہیں، تو پھر ان سے خیر کی طمع کیسے کی جا سکتی ہے؟

یہود کو ان کے پیغمبروں کی بددعائیں

اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتے ہیں: لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔ (المائدہ:۷۸)

ترجمہ: لعنت (بددعا) کی گئی حق نہ ماننے والے بنی اسرائیل پر داود اور عیسی بن مریم علیہما السلام کی زبانی بسبب اس کے کہ ان کی مخالفت کرتے تھے اور ہمیشہ زیادتی کرتے تھے۔

دنیا کی اقوام میں یہود سے خبیث و بدتر کوئی نہیں گزرا اور نہ ہی آئے گا سوائے دجال کے (علیہ لعائن اللہ) اور یہود بھی دجال کی امت میں سے ہیں اور اس کے انتظار میں ہیں۔

این جی اوز، اس کے بانی اور یہ کس کے لیے کام کرتے ہیں؟

یہ تین باتیں آپ نے بھی ان کی کتابوں کے حوالے سے پڑھ لی ہیں اب یہ کہ ان کا طریقہ کار کیا ہے اس بارے میں تھوڑا پہلے بھی بیان ہوا ہے، کچھ مزید فائدے کیلئے بیان کرتا ہوں۔ (ان شاء اللہ تعالی)

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کو وصیت:

یَابُنَیَّ مَوْتُ اَلْفٍ مِّنَ الْعَلِیَّۃِ اَقَلُّ ضَرَرًا مِّنْ اِرْتِفَاعِ وَاحِدٍ مِّنَ السَّفَلَۃِ۔ (الخطر الیہودی: ۰۰)

ترجمہ: اے بیٹے ایک ہزار بلند مرتبے والے لوگوں کی موت نقصان میں کم ہے ایک رذیل (کمینے) کی بلندی اور رفعت پانے سے۔ یعنی یقینی بات ہے کہ اگر ایک شریف انسان مرجائے تو اس کی جگہ خالی ہوجاتی ہے اور اس کی کمی آجاتی ہے لیکن اگر ایک رذیل آدمی آگے بڑھ جائے اور کوئی مرتبہ یا عہدہ پالے تو پھر رذالت، کمینگی، ناجائز امور اور منکرات رواج پائیں گے اور عام ہوجائیں گے اس لیے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ۔ یعنی لوگ ہمیشہ بڑوں کے دستور و رواج پر چلتے ہیں تو بے شرمی، بیباکی، بے حیائی، بے پردگی عام ہوجائے گی یہاں تک کہ پھر لوگ اس کو گناہ بھی نہیں سمجھیں گے، بلکہ جائز، ترقی اور کمال سمجھیں گے اور دین سے اس کیلئے جواز نکالیں گے۔ (نعوذ باللہ)

اور اسی طرح سے اب علماء، صلحاء (نیک لوگ) اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ ہیں یا کَالْاَمْوَاتِ ہیں بالکل مردہ ہیں زندہ نہیں یا مردہ نہیں یا مردوں کی طرح ہیں بالکل بے حس، بے شعور مسلمانوں کے بارے میں بالکل فکرمند نہیں ہیں بلکہ یہ بھی ہوا کے رخ پر چل رہے ہیں جبکہ اسلام اور مسلمانوں کا قلعہ گرایا جارہا ہے۔

(اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاَعِنَّا وَلَا تُعِنْ عَلَیْنَا وَاھْدِنَا وَاھْدِبِنَا۔ آمین)۔

علمائے کرام اور دین داروں کی عزت و قدر کم کرنا

یہودی کہتے ہیں: وَقَدْ عَنَیْنَا عِنَایَۃً عَظِیْمَۃً بِالْحَطِّ مِنْ کَرَامَۃِ رِجَالِ الدِّیْنِ مِنَ الْاُمِّیِّیْنَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ وَبِذٰلِکَ نَجَحْنَا فِی الْاِضْرَارِ بِرِسَالَتِھِمُ الَّتِیْ کَانَ یُمْکِنُ اَنْ یَّکُوْنَ عَقَبَۃً کَئُوْدًا فِیْ طَرِیْقِنَا وَاَنَّ نُفُوْذَ رِجَالِ الدِّیْنِ عَلَی النَّاسِ لَیَتَضَائَلُ یَوْمًا فَیَوْمًا۔ (الخطر الیہودی: ۱۶۴، تسخیر عالم کا یہودی منصوبہ: ۱۵۱)

ترجمہ: بیشک ہم نے بہت کوشش کی ہے، لوگوں کی نظروں میں دین داروں کی عزت کی تنقیص (کم کرنے) کی جو غیر یہودی ہیں، اور ہم اس طریقہ پر کامیاب ہوئے ہیں انہیں ضرر پہنچانے میں، ان کے دین کو جو ممکن ہو سکے نقصان پہنچانے میں ان کو اور اس کو کہ جو ہمارے راستے میں رکاوٹ بن جائے جو بڑا مشکل عقبہ (کام) تھا وہ بھی ختم ہوگیا، تو اب بیشک دین دار لوگوں کی شہرت دن بدن کم ہوتی جائے گی۔

یہود نے سارے عالم میں یہی کیا، عالم، محدث، مفسر، فقیہ، مفتی کا مقام اور درجہ وہ نہیں جو درجہ باہر سے تعلیم یافتہ کا ہے، بلکہ علماء نے بھی اس درجہ کے حصول کیلئے انگریزی اور کالج کی اسناد اور ان کے اسباق مدارس میں ضروری قرار دے دیے ہیں اور جو یہ سب کام کرے تو لوگ اس کو بڑا عالم اور کامیاب سمجھتے ہیں، اسلامی حکومتوں نے بھی نہ صرف یہ تعلیم ضروری قرار دے دی ہے، بلکہ علماء کو حکومتی انتخابات سے باہر رکھنے اور دور کرنے کیلئے یہ تعلیم لازمی اور قانونی کر دی ہے۔

تعلیم کے نام پر بے علموں کی قدر وعزت

یہود (جو اپنے آپ کو بڑا ذہین وفطین سمجھتے ہیں) کہتے ہیں کہ ہم نے آج کل یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ مذہبی ریسرچ (تحقیق) کے نام پر بڑے بڑے ادارے کھول رکھے ہیں جہاں مستشرقین کی زیر نگرانی اسلامی ممالک کے من پسند افراد کو پی ایچ ڈی (ڈاکٹریٹ) کروائی جاتی ہے، یہ نام نہاد پی ایچ ڈی یافتہ اپنے اپنے ممالک میں جا کر جدید تحقیق کے نام پر زہر پھیلاتے ہیں اور ان کا خاص ہدف پڑھے لکھے لوگ ہوتے ہیں جن کی ذہنیت مسموم (زہر آلودہ) کر کے ان کو اسلام کے مفاہیم ومعانی سے برگشتہ کر کے، الحاد وبے دینی کی چلتی پھرتی مشین بنا دیا جاتا ہے، آج کل یہ افراد درس قرآن کے حلقوں کے ذریعہ سے اپنی خطرناک تحریک کو فروغ دے رہے ہیں۔ (یہود ونصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازشیں: ۳۶)

ایسے لوگ عام لوگوں کی نظر میں آج کل بڑے باوقار اور قدر دان نظر آتے ہیں اور لوگ انہیں بڑا عالم گمان کرتے ہیں اور یہی لوگ ریڈیو اور ٹی وی پر اسلام کی تعلیم دیتے ہیں اور شکوک وشبہات کا جواب دیتے ہیں، عوام ان سے بہت زیادہ متاثر ہو جاتے ہیں جبکہ وہ لوگ گڑ میں زہر ملا ملا کر دے رہے ہوتے ہیں جسے عام لوگ نہیں سمجھ پاتے۔

مزدوروں کی اجرت کا بڑھانا اور اشیائے صرف کی گرانی

مزدور کی مزدوری اور پیسے بڑھا دیے جائیں گے لیکن وہ جب اشیائے ضرورت کو خریدیں گے تو وہ اتنی مہنگی پڑیں گی کہ وہ اپنا خرچ بھی پورا نہیں کر سکیں گے اس طرح وہ مقروض، تنگدست اور مسکین ہی رہیں گے۔ یہود کی پروٹوکولز میں لکھا ہے:

وَسَنَزِیْدُ الْاُجُوْرَ الَّتِیْ لَنْ تُسَاعِدَ الْعُمَّالَ کَمَا اَنَّنَا فِی الْوَقْتِ نَفْسِہٖ نَرْفَعُ اَثْمَانَ الضَّرُوْرِیَّاتِ الْاَوَّلِیَّۃِ مُتَّخِذِیْنَ سُوْءَ الْمَحْصُوْلَاتِ الزِّرَاعِیَّۃِ عُذْرًا عَنْ ذٰلِکَ۔ (الخطر الیھودی:۱۰۰)

ترجمہ: ہم تنخواہ بڑھائیں گے لیکن وہ کبھی بھی کاریگروں کی ضروریات کیلئے پوری نہیں ہوگی جیسا کہ ہم موجودہ وقت میں ضرورت کی اشیاء کی قیمتوں میں گرانی پیدا کردیں گے اور بہانہ یہ ہوگا کہ پیداوار کی قلت ہوگئی ہے۔

اور ہم یہی دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف تو مزدور اور کاریگر کی تنخواہ اور اجرت بڑھائی جاتی ہے جبکہ دوسری طرف اشیاء صرف (روزمرہ کی اشیاء) کی قیمتوں میں گرانی کردی جاتی ہے یہی ان کا منصوبہ ہے سارے عالم اور خصوصاً اسلامی ملکوں اور حکومتوں کے بارے میں کہ غریب لوگ دن بدن تنگ دست اور غریب تر ہوتے جارہے ہیں۔ (اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ شَاْنَنَا کُلَّہٗ آمین۔)

اپنے مقصد کے حصول کے لئے ہر ذریعہ اختیار کرنا

یہود کہتے ہیں: اِنَّ الْغَایَۃَ تُبَرِّرُ الْوَسِیْلَۃَ وَعَلَیْنَا اَنْ لَّا نَلْتَفِتَ اِلٰی مَا ھُوَ خَیْرٌ وَّ اَخْلَاقِیٌّ بِقَدْرِ مَا نَلْتَفِتُ اِلٰی مَا ھُوَ ضَرُوْرِیٌّ وَّمُفِیْدٌ۔ (الخطر الیھودی:۱۰۰)

ترجمہ: بے شک مقصد کا حصول انسان کیلئے ہر ذریعہ کو اختیار کرنا جائز بناتا ہے، ہم پر لازم ہے کہ ہم یہ فکر نہ کریں کہ اس بات میں خیر کے یا اخلاقی پہلو ہیں، بلکہ فکر کریں اس بات کی جو ہمارے لیے ضروری اور مفید ہو۔

پروٹوکولز کے دیباچہ میں محمد یحییٰ خان لکھتے ہیں کہ: انہوں نے (یہود نے) ججوں سے کام نکلوانے کیلئے مالی رشوت کے ساتھ ساتھ جنسی رشوت دینے کے طریقے بھی سیکھ لئے ہیں۔ (پروٹوکولز: ۹۷)

اور یہ بھی لکھا ہے کہ: عالمی اقتدار پر قبضے کیلئے عورتوں کو استعمال کیا جائیگا، یہ عورتیں دوسری قوموں کے رہنماؤں میں بے راہ روی پیدا کرنے کا سب سے زیادہ موثر اور یقینی ذریعہ بنیں گی۔ (پروٹوکولز: ۱۴۱)

اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس قومی اور مذہبی نصب العین کے لئے اور اپنے مقصود کو حاصل کرنے کیلئے ہر حربہ اور ہتھیار جائز ہے زن، رشوت، شراب اور فحاشی اور جہاں یہ کام نہ دیں تو قتل کرنے سے بھی گریز نہ کیا جائے۔ (پروٹوکولز: ۱۱۰)

اور یہ بھی لکھا ہے کہ: اس منزل (عالمی بادشاہت) تک پہنچنے کیلئے ہمیں بامر مجبوری جتنے لوگوں کو شکار بنانا پڑے تو بہر حال ان کی تعداد زیادہ نہیں۔ (پروٹوکولز: ۱۹۵)

یعنی اس عالمی بادشاہت کا حصول انتہائی اہم کام ہے اس کے لیے جتنی جانیں لی جائیں وہ کم ہیں۔

یہود کی اسی طرح کی دیگر خباثتیں

یہود کا نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک قبر سے نکالنے کا ناپاک ناکام منصوبہ:

نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کے بدن اطہر کو نکالنے کا منصوبہ بنایا مگر یہود کی اس شرارت کو اللہ تعالیٰ نے نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دکھایا اور انہوں نے یہودیوں کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔

اسی طرح یہودیوں نے نصرانیوں کے قتل کیلئے کتنی بار کنوؤں میں زہر ڈالا۔ ایڈز زدہ نوجوان یہودی لڑکیاں مصر بھیجیں، تاکہ یہ مرض ان میں پھیل جائے۔ زر، زن، شراب، رشوت اور اگر اس سے بھی نہ ہو سکے تو پھر قتل، یہ ہے ان کے کام کا طریقہ جو آپ نے ان کی کتب کے حوالوں سے پڑھ لیا ہے۔

پانچویں بات: یہود نے اب تک کیا کیا؟

یہ بات ہر ایک پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کسی بھی بچے کو بغیر انگریزی تعلیم کے نہیں چھوڑا جاتا بلکہ حکومتی افراد اور این جی اوز، دن رات یہی شور مچاتے رہتے ہیں کہ انگریزی تعلیم ضروری ہے، مگر سوال یہ ہے کہ تعلیم صرف یہی ہے، دینی تعلیم کیا تعلیم نہیں، کیا انگریزی اسکول میں پڑھنے والا ہی طالبعلم ہے، مدرسہ میں پڑھنے والا طالبعلم نہیں، ان کی نظر میں پی ایچ ڈی ڈگری کے حامل اسکالر کی تو قیمت ہے مگر ایک عالم وفقیہ کی نہیں آخر ایسا تضاد کیوں؟ اس بات پر غور وفکر کرنا چاہیے۔

کافروں کے ساتھ تعلقات رکھنے کے احکام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ۔ (البقرہ: ۱۲۰)

ترجمہ: اور کبھی خوش نہ ہوں گے آپ سے (بین الاقوامی ایوارڈ نہ دیں گے) یہ یہود اور نہ نصاریٰ جب

تک کہ آپ (خدانخواستہ) ان کے مذہب کے (بالکل) پیرو نہ ہو جاویں (تو پھر منظورِ نظر ہوں گے)

(۲) وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا. (البقرہ: ۱۳۵)

ترجمہ: اور یہ (یہودی ونصرانی) لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ یہودی ہو جاؤ یا نصرانی ہو جاؤ تم بھی راہ پر پڑ جاؤ گے (ترقی کر جاؤ گے)

(۳) وَقَالُوا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى. (البقرہ: ۱۱۱)

ترجمہ: کہا انہوں نے کبھی داخل نہ ہوگا جنت میں مگر وہ جو یہودی ہو یا نصرانی۔

یہ دونوں گروہوں کا مذہبی عقیدہ ہے اور اسی بنیاد پر سارے عالم کو دعوت دیتے ہیں، اس کتاب میں آپ نے پڑھا کہ ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں میں اس طرح سے محنت کرو کہ اگر یہ اپنے دین اسلام سے مکمل خارج نہ ہوں تو کم از کم شک کا شکار ہو جائیں اور یہ بھی ان کے لیے کافی ہے۔

(۴) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ. (المائدہ: ۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور جو ان کو دوست بنائے تم میں سے بیشک یہ بھی ان ہی میں سے ہے، بیشک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالموں کو۔

(۱) امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى قَطْعِ الْمُوَالَاتِ شَرْعًا وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ اَىْ يَعْضُدُهُمْ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ يُبَيِّنُ تَعَالٰى اَنَّ حُكْمَهٗ كَحُكْمِهِمْ. (قرطبی: ۶/۲۱۶،۲۱۷)

مطلب یہ کہ یہ آیت تعلیم دیتی ہے شریعت کے قانون کے مطابق ان سے مقاطعہ (قطع تعلق) کی اور جو ان سے دوستی کرے یعنی مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرے تو یہ آدمی ان ہی میں سے ہے، اس لیے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے ظاہر کردی کہ ایسے شخص کا حکم ان کے حکم کی طرح ہے۔

(۲) اَىْ لَا تَعْتَمِدُوْا عَلَى الْاِسْتِنْصَارِ بِهِمْ وَلَا تَتَوَدَّدُوْا اِلَيْهِمْ.

ترجمہ: ان سے امداد لینے میں ان پر اعتبار نہ کرنا اور نہ ہی ان کو اپنی دوستی جتانا۔

(۳) وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُرِيْدُ كَاَنَّهٗ مِثْلُهُمْ وَهٰذَا تَغْلِيْظٌ مِّنَ اللّٰهِ وَتَشْدِيْدٌ فِىْ وُجُوْبِ مُجَانَبَةِ الْمُخَالِفِ فِى الدِّيْنِ.

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جوان کو دوست بنائے تم میں سے یہ آدمی انہی کی طرح کافر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی تردید اور سخت حکم ہے کہ مخالف دین سے دور رہو۔

(۴) وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُم فَإِنَّهُ مِنْهُمْ أَيْ مِنْ جُمْلَتِهِمْ وَحُكْمُهُ كَحُكْمِهِمْ وَلِذٰلِكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُرِيْدُ أَنَّهُ مِثْلُهُمْ وَفِيْهِ مِنَ التَّغْلِيْظِ وَالتَّشْدِيْدِ مَا فِيْهِ. (تفسیر نیشابوری: ۱۶۰/۶)

ترجمہ: جو ان کی طرف پلٹ گیا تو بیشک وہ ان ہی میں سے ہے اور اس کا حکم وہ ہے جو ان کا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ کافر ہے ان ہی کی طرح اور اس حکم میں سختی ہے ان کے ساتھ۔

تفسیر غرائب القرآن (۶۰/۵) میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کا واقعہ ایک نصرانی سے ذکر کیا ہے تفسیر کبیر کی طرح۔

(۵) أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ أُوْتُوْا نَصِيْبًا مِنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ أَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ. (النساء: ۴۴)

ترجمہ: کیا تم نے نظر نہیں کی ان کی طرف جن کو دیا گیا کچھ حصہ کتاب کا اور ارادہ کرتے ہیں تم کو بھی راہ سے ہٹانے کا اور وہ بے دینی ضلالت خریدتے ہیں۔

فَلَا تَسْتَنْصِحُوْهُمْ فِيْ أُمُوْرِكُمْ وَاحْذَرُوْهُمْ. (غرائب القرآن: ۶۰/۵)

آپ ان سے خیر کا طمع نہ رکھو اپنے معاملات میں اور ان سے احتیاط کرو۔

(۶) ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قَالَ أَصْحَابُنَا لَا بَأْسَ بِالْاِسْتِعَانَةِ بِالْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى قِتَالِ غَيْرِهِمْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِذَا كَانُوْا مَتٰى ظَهَرُوْا كَانَ حُكْمُ الْإِسْلَامِ هُوَ الظَّاهِرُ فَأَمَّا إِذَا كَانُوْا لَوْ ظَهَرُوْا كَانَ حُكْمُ الشِّرْكِ هُوَ الْغَالِبُ فَلَا يَنْبَغِيْ لِلْمُسْلِمِيْنَ أَنْ يُقَاتِلُوْا مَعَهُمْ. (احکام القرآن: ۲۰۰/۱)

ترجمہ: ہمارے علماء نے کہا کہ کوئی پرواہ نہیں مشرکوں کی لڑائی میں دیگر مشرکوں سے مدد مانگنے میں اس شرط پر کہ جب وہ غالب ہونگے تو اسلام کا حکم غالب رہے گا، کفر کا حکم ظاہر یا غالب نہ ہوگا، اور جب غالب وظاہر کفر کا حکم اور قانون ہو تو پھر جائز نہیں کہ مسلمان لڑیں کافروں کی معیت میں اور ان سے مدد مانگیں۔

(۸) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَسْتَعِيْنَ الْمُسْلِمُوْنَ بِأَهْلِ الشِّرْكِ عَلٰى أَهْلِ الشِّرْكِ إِذَا كَانَ حُكْمُ الْإِسْلَامِ هُوَ الظَّاهِرُ عَلَيْهِمْ.

(۹) امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : وَمَا ذٰلِكَ اِلَّا نَظِيْرُ الْاِسْتِعَانَةِ بِالْكِلَابِ عَلٰى قِتَالِ الْمُشْرِكِيْنَ. (سیر کبیر مع الشرح: ۱۴۲۲/۴)

ترجمہ: اس کی مثال ایسی ہے کہ کتوں کو کافروں پر چھوڑنا۔

مطلب واضح ہے کہ ایسی مدد جائز نہیں جو کافروں کی بالادستی مسلمانوں پر لانا چاہے، وہ بالادستی آج کی ہو یا کل کی یا بہت وقت بعد کی، تو یہ مدد لینا یا قبول کرنا جائز نہیں، اور اگر کافروں کی ماتحتی ہو ان کی سیاست اور مقصد اسلام اور مسلمانوں کے ماتحت اور تابع ہو تو مدد لینا صرف جائز ہے، لیکن بہتر پھر بھی یہی ہے کہ امداد نہ لی جائے۔

تنبیہ: ان سے مدد لینا مذکورہ شرائط کے ماتحت جائز ہے، لیکن نفرت کرنا پھر بھی ضروری ہے، انسانی ناطہ یا خیر و بھلائی ان کے ساتھ کرنا جائز اور اخلاقی ذمہ داری ہے، مگر چونکہ دین سب اشیاء سے بالا و بلند ہے، اس لیے دین پر کوئی سودا بازی بہر صورت نہیں کی جائے گی۔

تعلیم کے شعبہ میں کوئی مدد لینا ان سے جائز نہیں، نہ پروفیسر اور معلم کے نام پر اور نہ ہی نصاب کے نام پر اور نہ ہی کسی دوسرے نام پر، کیونکہ اسی وجہ سے تو نفرت ختم ہو جاتی ہے اور ان کے ساتھ ربط و تعلق بن جاتا ہے جو بڑے بڑے نقصانات کا ذریعہ اور وسیلہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہی تو فرماتے ہیں:

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ. (البقرۃ: ۲۵۷)

ترجمہ: نکالتے ہیں (شیاطین، بے دین اکابر) نور (حیات اسلام) سے اندھیروں کی طرف (غیر اسلامی زندگی کی طرف)۔

یہود کی دینی ذمہ داری

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو راستے میں ایک یہودی ملا، اور جب وہ یہودی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جدا ہونے لگا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو کہا:

اَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّكُمْ لَا تُبَاشِرُوْنَ مُسْلِمًا فِيْ شَيْئٍ اِلَّا غَشَشْتُمُوْهُ فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْهُ فَقَدْ خَرَجْتُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ وَاَنْتَ قَدْ رَافَقْتَنِيْ فِيْ هٰذَا الطَّرِيْقِ فَاَيْنَ غَشُّكَ؛

ترجمہ: تم کہتے ہو کہ جب بھی مسلمان سے کسی موقع میں ملو تو ضرور دھوکہ دینا ورنہ تم دین سے خارج ہو جاؤ گے، تو نے میرے ساتھ راستہ کی مرافقت کی تو تیرا دھوکہ مجھے معلوم نہ ہوا، وہ کیا ہے؟

اس یہودی نے جواب دیا: اَمَا رَأَيْتَنِي اَرْجِعُ تَارَةً عَنْ يَمِيْنِكَ وَتَارَةً عَنْ يَسَارِكَ ؛ قَالَ بَلٰى مَا وَجَدْتُ شَيْئًا اَغُشُّكَ بِهٖ اِلَّا اَنِّيْ اَتَّبِعُ ظِلَّكَ وَاَطَأُ بِقَدَمِيْ عَلٰى مَوْضِعِ رَأْسِكَ مِنْهُ خِيْفَةَ اَنْ اَخْرُجَ عَنْ دِيْنِيْ. (مدخل: ۱۰۷/۴)

ترجمہ: یہودی نے کہا کہ آیا تم نے نہ دیکھا کہ میں کبھی آپ کے دائیں اور کبھی بائیں ہو جاتا تھا؟ فرمایا کہ ہاں کیوں نہیں دیکھا۔ تو یہودی نے کہا کہ میں نے نہیں پایا کوئی موقعہ تیرے ساتھ دھوکہ کرنے کا بغیر اس کے کہ تیرے سائے کے پیچھے چل رہا تھا اور آپ کے سر کے سایہ پاؤں رکھ رہا تھا، اس خوف سے کہ میں اپنے دین سے نہ نکل جاؤں۔

یہود کا دین دوسرے لوگوں کی نسبت

(۱) اَنَّ الْقَاعِدَةَ عِنْدَهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ اَنَّ مَنْ نَصَحَ مُسْلِمًا فَقَدْ خَرَجَ عَنْ دِيْنِهٖ. (مدخل: ۱۰۷/۴)

ترجمہ: (وہ یہودی یہ عمل اس لیے کر رہا تھا کہ) یہود کے نزدیک قانون یہی ہے کہ جو خیرخواہی کرے کسی ایک مسلمان کے ساتھ تو وہ اپنے دین سے خارج ہو گیا (یہ دین یہود کی اصل ہے)۔

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ. (آل عمران: ۱۱۸)

ترجمہ: اے ایمان والو نہ بناؤ بھیدی (رازدار، صاحب خصوصیت)، امور انتظامیہ میں کسی کو دخل دینا، ہمراز بنانا) کسی کو اپنوں کے سوا۔

ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ الْاِسْتِعَانَةُ بِاَهْلِ الذِّمَّةِ فِيْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمُعَامَلَاتِ مِنَ الْكِتَابَةِ. (احکام القرآن: ۴۷/۲)

ترجمہ: اس آیت میں دلیل ہے اس بات کی کہ جائز نہیں ہے مدد لینا کافروں (ذمیوں) سے مسلمانوں کے امور اور دیگر معاملات میں (یعنی نوکری، منشی گیری یا دوسری ذمہ داری دینا بھی جائز نہیں)۔

(۳) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ. (المائدہ: ۵۷)

ترجمہ: اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو اور دوسرے کفار کو دوست، مددگار مت بناؤ۔

ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: إِنَّا لَا نَسْتَعِيْنُ بِمُشْرِكٍ وَقَالَ أَصْحَابُنَا لَا بَأْسَ بِالْاِسْتِعَانَةِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى قِتَالِ غَيْرِهِمْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِذَا كَانُوْا مَتٰى ظَهَرُوْا كَانَ حُكْمُ الْإِسْلَامِ هُوَ الظَّاهِرُ فَأَمَّا إِذَا كَانُوْا لَوْ ظَهَرُوْا كَانَ حُكْمُ الشِّرْكِ هُوَ الْغَالِبُ فَلَا يَنْبَغِيْ لِلْمُسْلِمِيْنَ أَنْ يُقَاتِلُوْا مَعَهُمْ۔

ترجمہ: ہم مدد نہیں لیتے مشرک سے (یہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) اور ہمارے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے کہا ہے کہ نقصان نہیں ہے مشرکوں سے مدد لینے میں دوسرے مشرکین و کفار کے خلاف لڑنے میں اگر غالب ہو جائیں تو اسلام کا حکم غالب و ظاہر ہوگا، اگر احکام کفر کے غالب ہوں تو لڑنا جائز نہیں کفار کے ساتھ مل کر۔

(۴) أَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَأْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ. (النمل:۳۱)

ترجمہ: (سلیمان علیہ السلام نے اپنے خط میں بلقیس کو لکھا تھا کہ) خود کو اعلیٰ نہ سمجھیں مجھ سے اور آجائیں میرے پاس ماننے والی بن کر۔

امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: وَإِنَّمَا جَعَلَتْ بِلْقِيْسُ قَبُوْلَ الْهَدِيَّةِ أَوْ رَدَّهَا عَلَامَةً عَلٰى مَا فِيْ نَفْسِهَا لِأَنَّهُ قَالَ لَهَا فِيْ كِتَابِهِ أَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَأْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ وَهٰذَا لَا تُقْبَلُ فِيْهِ فِدْيَةٌ وَلَا تُؤْخَذُ عَنْهُ هَدِيَّةٌ وَلَيْسَ هٰذَا مِنَ الْبَابِ الَّذِيْ تُقَرِّرُ فِي الشَّرِيْعَةِ مِنْ قَبُوْلِ الْهَدِيَّةِ بِسَبِيْلٍ وَإِنَّمَا هِيَ رِشْوَةٌ وَبَيْعُ الْحَقِّ بِالْمَالِ هُوَ الرِّشْوَةُ الَّتِيْ لَا تَحِلُّ (احکام القرآن لابن العربی: ۳/۳۶۱)

ترجمہ: بیشک بلقیس نے ان کا (حضرت سلیمان علیہ السلام) ہدیہ قبول کرنا یا اس کا رد کرنا اپنے دل میں موجود خدشہ کی ایک نشانی کے طور پر لیا کہ اگر وہ (حضرت سلیمان علیہ السلام) یہ ہدیہ قبول کریں گے تو گویا وہ ہم سے اپنے احکامات ساقط کریں گے اور اگر رد کریں گے تو پھر ہمیں ان کا حکم (مسلمان ہونے کا) ماننا ہوگا کیونکہ انہیں سلیمان علیہ السلام نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ خود کو مجھ پر بڑا نہ سمجھو اور آجاؤ میرے پاس تابعدار بن کر۔ یہ ایسا حکم تھا جس کے عوض نہ فدیہ لیا جا سکتا تھا اور نہ ہی ہدیہ، نیز اس صورت میں بلقیس کا ہدیہ اس طرح

کا ہدیہ نہیں تھا جس کے قبول کرنے کا شریعت میں حکم ہے بلکہ یہ تو رشوت تھا اور حق بیچنا تھا مال کے بدلے جو کہ ناجائز ہے۔

(۵) فَمَآ اٰتٰىنِ ۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ. (النمل:۳۶)

ترجمہ: سو (سمجھ لو کہ) اللہ نے جو کچھ مجھ کو دے رکھا وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے ہاں (یاد رکھو کہ) تم ہی اپنے اس ہدیہ پر اتراتے ہوں گے۔

آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَاسْتُدِلَّ بِالْاٰيَةِ عَلٰى اسْتِحْبَابِ رَدِّ هَدَايَا الْمُشْرِكِيْنَ وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْاَمْرَ كَذٰلِكَ اِذَا كَانَ فِي الرَّدِّ مَصْلَحَةٌ دِيْنِيَّةٌ لَا مُطْلَقًا. (روح المعانی:۲۰۰/۱۹)

ترجمہ: دلیل پکڑی گئی ہے اس آیت سے کہ مستحب ہے واپس کرنا (نہ لینا) مشرکین (بے دین) کے ہدایا کا، اور واضح بات بھی یہی ہے کہ ہدایا کا نہ لیا جانا اس وقت کے لیے ہے جب کہ ہدایا کے واپس کرنے میں کوئی دینی فائدہ اور خیر ہو لیکن اس سے ہر موقع پر واپس کرنا مراد نہیں۔

بَابُ قُبُوْلِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَقِيْلَ الْاِمْتِنَاعُ فِيْ حَقِّ مَنْ يَرُدُّ بِهَدِيَّتِهِ التَّوَدُّدُ وَالْقُبُوْلُ فِيْ حَقِّ مَنْ يُرْجٰى بِذٰلِكَ تَاْنِيْسُهٗ وَتَاْلِيْفُهٗ عَلَى الْاِسْلَامِ. (عمدۃ القاری:۱۶۹/۱۳)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ ہدایا کا قبول کرنے کا جواز ان لوگوں کے حق میں ہے کہ (ہدیہ کے قبول کرنے سے) امید ہو ان کے قبول اسلام کی۔ اسی طرح تفصیل ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر کی ہے۔ (فتح الباری:۲۸۸/۵)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ ہارون رشید کو بطور نصیحت لکھا:

وَلَا تَتَّخِذْ اَحَدًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ كَاتِبًا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْخُذُوْنَ الرِّشْوَةَ فِيْ دِيْنِهِمْ وَلَا رِشْوَةَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَبِهٖ نَاْخُذُ. (شرح السیر الکبیر:۱۰۴۰/۲)

ترجمہ: کسی کافر کو مسلمان پر منشی نہ بنانا کہ وہ اپنے دین کے مطابق رشوت لیتے ہیں (یعنی ان کے دین میں رشوت لینا جائز ہے) اور اللہ تعالیٰ کے دین میں رشوت نہیں اور ہم اسی حکم پر عمل کرتے ہیں۔

چھٹی بات: اسلام کی تعلیمات کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ اپنی قانونی کتاب (قرآن عظیم) میں عورتوں کو زندگی گزارنے کی تعلیم اور قانونی دفعات اس طرح بیان فرماتے ہیں:

(۱) وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (الاحزاب: ۳۳)

ترجمہ: عزت سے رہو اپنے گھر میں اور بناؤ سنگھار کر کے نہ نکلا کرو جس طرح پہلے نا سمجھی میں ہوا کرتا تھا (یا زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق) اور پابندی اور دھیان سے نماز پڑھو اور زکوۃ (نصابی مال میں اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ حصہ) دو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں مانو۔

(۲) یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ۔ (الاحزاب: ۵۹)

ترجمہ: اے نبی ﷺ کہو اپنی گھر والیوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور دوسری مؤمن عورتوں سے کہ اوپر سے (پردہ وستر کیلئے) ڈال دیا کریں چہروں پر اپنی بڑی چادریں، یہ مکمل پردہ کرنا (اس وقت میں جب ضرورت کی وجہ سے گھر سے باہر نکلیں) پہچان ہے کہ یہ شریف ہیں لہٰذا ان کو ستایا نہ جائیگا۔

مطلب یہ کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ شریف اور پاکدامن عورتیں ہیں، گلی میں گھومنے پھرنے والی اور یاری آشنائی والی نہیں ہیں۔ آپ نے پہلے پڑھ لیا کہ عورت گھر کی مالکہ اور اولاد کی تربیت کرنے والی ہے، گلیوں میں گھومنے پھرنے یا محافل ومجالس کی زینت بننے کیلئے نہیں۔

اسی بنیاد پر قرآن عظیم نے کچھ نکتے بیان کیے ہیں، آئیں وہ معلوم کریں، کچھ ماقبل میں بیان کر چکا ہوں کچھ اور دیکھئے:

(۱) وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْۤا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (النور: ۳۱)

(۲) وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔(النور :۲۲)

ترجمہ: اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مواضع) کو ظاہر نہ کریں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جاؤ (بے دھیانی سے)، (یا جو ان مواضع زینت میں سے (غالباً) کھلا رہتا ہے (یعنی جس کے ہر وقت چھپانے میں حرج ہو)۔ اور اپنے دوپٹے اپنے گریبان پر (مضبوط کر کے) ڈالیں رہا کریں اور اپنی زینت (کے مواضع مذکورہ) کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے (محارم پر یعنی) باپ کے سامنے یا اپنے شوہر کے باپ کے سامنے یا اپنے بیٹوں کے سامنے یا اپنے شوہر کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے (حقیقی، علاتی، اخیافی) بھائیوں کے سامنے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے سامنے یا اپنی (جیسی مسلمان) عورتوں کے سامنے یا اپنی لونڈیوں کے سامنے یا ان مردوں کے سامنے جو طفیلی (یعنی خادموں کے طور پر رہتے) ہوں جو عورتوں کی طرف میلان نہ رکھتے ہوں یا ایسے لڑکوں کے سامنے جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے ابھی ناواقف ہیں اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور (یا حسن) معلوم ہو جائے اور مسلمانو! (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہو گئی ہو تو) تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ اور اپنی نوجوان لڑکیوں (مملوکہ لونڈیوں) برائی (زنا) کرانے پر مجبور مت کرو (اور بالخصوص) جب وہ پاکدامن رہنا چاہیں محض اس لئے کہ دنیوی زندگی کا کچھ فائدہ (یعنی مال) تم کو حاصل ہو جائے۔ اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے مجبور کئے جانے کے بعد (ان کے لئے) بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ہم نے تمہارے پاس کھلے کھلے احکام بھیجے ہیں اور جو لوگ تم سے ہو گزرے ہیں ان کی بعض حکایات (عبرت ناک مثالیں) بھی اور (خدا سے) ڈرنے والوں (اپنے کو گناہوں سے بچانے والوں) کے لئے نصیحت کی باتیں (بھیجی ہیں)۔

ان مبارک آیات میں ایماندار عورتوں کو بہت فائدہ، ترقی، قیمتی اور عزت کے احکام بیان ہوئے ہیں اگر وہ ان احکامات پر عمل کریں تو دنیا اور آخرت کی عزت حاصل ہوگی۔

پہلا حکم: حفاظت نظر

اللہ تعالیٰ نے بے موقع دیکھنا منع کیا ہے، کیونکہ دیکھنا آنکھوں کا کام ہے اور آنکھیں جسم کا ایک عضو ہیں اور جسم کے ہر ہر عضو پر اللہ تعالیٰ کے مقررہ احکامات سے متعلق عمل کرنا ضروری ہیں، چاہے وہ احکامات،

فرض، واجب، سنت، مستحب، حرام، مکروہ اور مباح ہوں، انسان کا کوئی بھی عمل ہو اس میں کسی نہ کسی عضو کا عمل دخل ہوتا ہے جس طرح ہر عمل کے لیے نیت ضروری ہے اور نیت کا تعلق دل سے ہے اسی طرح ہر حکم و عمل کی قیمت اس کی نیت کے ساتھ بدلتی رہتی ہے، خیر کا کام استاذ کو دیکھنے سے سیکھا جاتا ہے بغیر دیکھے نہیں، اس لیے استاذ کو دیکھنا ضروری ہے، اور اسی طرح سننا بھی ضروری ہے اسی طرح گناہ کی جگہ اور گناہ کے عمل کو دیکھنا حرام ہے تو گناہ کی بات کان سے سننا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

اسی طرح دوسرے اعمال خیر یا شر کے، تو نظر کی حفاظت یعنی خیر کی جگہ یا خیر کے عمل کو دیکھنا اگر مجبوری نہ ہو تو ثواب ہے اور شر کے عمل اور جگہ کو دیکھنا گناہ ہے، تو اول حکم ایماندار مرد اور عورت کو حفاظت نظر کا ہے یہ تب ہوگا کہ نظر کے احکام معلوم کریں کہ کہاں دیکھنا جائز ہے کہاں ناجائز ہے اور کہاں ضرورت کے وقت محض ضرورت کی حد تک جائز ہے۔ جب نظر کی پابندی کے حکم پر باقاعدہ عمل ہوگا تو فائدہ اپنی عزت کی حفاظت کی صورت میں ملے گا اور بے عزتی، شرمساری اور بدنامی سے بچاؤ ہوگا اور لوگوں کی نظر میں بھی اونچی نگاہ والا باعزت، باوقار، معزز ہوگا چاہے مرد ہو یا عورت۔

علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم یہ کہتے ہیں کہ: اَلنَّظْرَۃُ سَھْمٌ مَّسْمُوْمٌ مِّنْ سِھَامِ اِبْلِیْسَ فَمَنْ تَرَکَھَا خَوْفًا مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِیْمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ۔ (احیاء العلوم: ۲۰۱/۱، ۲۲۹/۲)

ترجمہ: نظر ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو اللہ کے خوف سے بدنظری چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایمان کی ایسی حلاوت نصیب فرمائیں گے جسے وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کرے گا۔

سہم (تیر، گولی) سے عام حالات میں دوسرے کو مارا جاتا ہے لیکن شیطان کا یہ سہم ایسا نہیں، بلکہ اس پر پہلے خود اپنے آپ کو مارا جاتا ہے بعد میں کسی اور کو، کیونکہ دیکھنے سے صورت پہلے دماغ میں اور بعد میں دل میں بیٹھتی ہے اور نقش ہو جاتی ہے، جب نفس چاہے تو دوبارہ اپنے سامنے لا سکتا ہے اور اس کے بعد گناہوں کا ایک سیلاب ابل پڑتا ہے ایک گناہ سے دوسرا بڑا گناہ دوسرے سے تیسرا بہت بڑا گناہ، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اے اللہ تعالیٰ! سب مسلمانوں کی نظروں کی حفاظت فرما اور ان کے گناہوں کو معاف فرما (آمین)۔

دوسرا حکم: اپنی جان کی حفاظت

مرد اور عورت زندگی کے دو بنیادی ستون ہیں، اس لیے جب مرد اور عورت دونوں صحیح ہوں گے تو سب کچھ صحیح ہوگا، اگر ایسا نہ ہو تو سب کچھ تباہ و برباد ہو جائیگا۔ سب سے بڑی خرابی، نفس پرستی اور شہوت پرستی ہے، جو تمام فسادات کی جڑ اور انسانی معاشرہ کی خرابی ہے، جس کی وجہ سے انسانوں کی زندگی درندوں کی زندگی بن جاتی ہے۔ چھوٹی چڑیاں بڑی چڑیوں کی خوراک بن جاتی ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا، زندگی دنیا میں دوزخیوں کی سی ہو جاتی ہے، لیکن اگر یہ دونوں ستون (مرد و عورت) صحیح ہوں تو معاشرہ صحیح ہوتا ہے، دنیا کی زندگی بھی جنتیوں کی زندگی کی طرح ہو جاتی ہے۔

تیسرا حکم: مواضع زینت کی حفاظت

یعنی زینت کی جگہوں کا پردہ ضروری ہے ورنہ سارا معاشرہ برباد ہوگا اور اس سے فساد آئیگا، پردے کے احکامات علمائے دین نے بڑی تفصیل اور وضاحت سے بیان کیے ہیں۔

چوتھا حکم: مجبوری کے وقت پردے کا حکم

پردہ، ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے جبکہ کوئی دوسرا چارہ نہ ہو تو وقت اور مجبوری کی مناسبت سے پردہ کی جگہ ظاہر کی جا سکتی ہے مثلاً ہتھیلیاں، ٹخنوں اور ایک آنکھ کو مجبوری کے تحت استثناء حاصل ہے جس کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔

پانچواں حکم: بڑی چادر استعمال کرنا

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ. (ترجمہ: ڈالیں بڑی چادریں اپنے گریبانوں پر)

عورت اور خاص کر نوجوان عورت کا چہرہ فتنہ کی جگہ و آماجگاہ اور مرکز نگاہ ہے، اس وجہ سے کامل پردہ کا حکم دیا گیا ہے تاکہ شیطان کے سارے وساوس کے راستے بند ہو جائیں۔

زینت اور اس کے مواضع کا اظہار مندرجہ ذیل لوگوں کے سامنے جائز ہے اگر اور کوئی نقصان یا مانع نہ ہو اور وہ بارہ افراد ہیں:

۱۔ خاوند ۲۔ باپ، دادا ۳۔ سسر ۴۔ بیٹے

۵۔ خاوند کے بیٹے ۶۔ بھائی ۷۔ بھانجے ۸۔ بھتیجے

۹۔ مسلمان عورتیں ۱۰۔ باندیاں ۱۱۔ شہوت کی صلاحیت سے محروم خادم ۱۲۔ وہ بچے جو خواتین کے پوشیدہ امور سے لاعلم ہوں۔

چھٹا حکم: زینت (مواضع زینت) ظاہر نہ کرنا

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ۔ ترجمہ: اور اپنے پیر زمین پر اس زور سے نہ ماریں جس سے زینت ظاہر ہو۔

خفیہ زیب وزینت اور زیور کی حفاظت بھی ضروری ہے جو کہ عام حالات میں مخفی ہوتا ہے، تا کہ کسی غیر کی اس پر نظر نہ پڑے اور کسی فتنے کا شکار نہ ہو جائے۔

ساتواں حکم: نوجوانوں (لڑکیوں) کو بدکاری پر مجبور نہ کیا جائے

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ۔ مردوں کی نسبت عورتوں میں اللہ تعالیٰ سے شرم اور حیا زیادہ پیدا کیا ہے، اس میں اللہ تعالی کی بڑی حکمت ہے اور نسب کی صحت کے ساتھ اولاد کی تربیت کے سلسلے میں بھی، اگر عورت نیک، شریف، اخلاق حسنہ والی، پاک دامن، عفت شرم وحیا، غیرت اور اسلام سے محبت رکھنے والی ہو تو مذکورہ صفات ماں کی وجہ سے اولاد میں بھی ہوں گی۔ ورنہ صرف باپ کی تربیت پر اولاد مکمل تربیت نہیں لے سکتی، یہ ایک واضح اور بدیہی بات ہے۔

پشتو کی کہاوت ہے کہ سو عادات باپ کی ہوں تو ایک عادت ماں کی ہوتی ہے، تب ہی تو حکم ہے کہ لڑکیوں اور عورتوں کو پردہ کا حکم دیا جائے اور فطرت سلیمہ کے موافق ان کی حفاظت کی جائے، اور انہیں بے ہودگی، لچرپن، آوارگی اور بے حیائی سے کوسوں دور رکھا جائے۔

اور اب جو تعلیم کے نام پر بدترین جہالت دنیا میں یہود و نصاریٰ کی طرف سے عام کی جارہی ہے اور تیزی سے اس کو پھیلایا جارہا ہے، اس کا مطلب انسانیت کو ختم کرنا اور درندوں جیسی زندگی کو عام کرنا ہے، یہاں تک کہ انگریزوں کے بعض ممالک میں اسلام کے خلاف احکام قانونی لحاظ سے نافذ ہیں، یعنی پردہ کرنا قانونی طور ممنوع ہے اور صرف پردہ کرنے سے کالج اور اسکول سے لڑکی کو نکال دیا جاتا ہے، بلکہ پردہ کی وجہ سے ایک خاتون سے پارلیمنٹ کی ممبر شپ بھی واپس لے لی گئی نیز بعض ممالک میں برہنگی اور ننگے

رہنے کی باقاعدہ دعوت اور تحریکیں چل رہی ہیں بلکہ ایسی جگہیں مخصوص کی گئی ہیں جہاں لوگ مکمل طور پر ننگے رہتے ہیں۔

درندوں کی طرح زندگی گزارنے کی تحریکیں

فرانس اور جرمنی میں خلاف فطرت زندگی کی دعوت اور مادرزاد برہنگی کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا ہے۔ جرمنی میں برہنگی کی ایک انجمن بنی ہوئی ہے جس کا نام انجمن ملیہ برہنگی ہے، اس کے ارکان کی تعداد چار لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ جس میں عورتوں کی اکثریت ہے۔

لیکن ۱۹۶۹ء کے اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ جرمنی میں اس وقت اس کے ارکان چالیس لاکھ تھے۔ اسی طرح فرانس میں ایوان فطرت ہے جس میں ہزاروں افراد بطور ممبر شامل ہیں۔ یہ لوگ سبزی، پھل اور پانی پر زندگی بسر کرتے ہیں اور عام طریقہ لباس کو خیر باد کہہ کر نیم عریاں لباس اختیار کرتے ہیں۔ (مجلہ التحقیق ٹل شہر: ۱۱،۱۲)

دوسری بات یہ کہ ننگا برہنہ، ننگ دھڑنگ آدمی اچھا نہیں لگتا، اللہ تعالی نے لباس کو آدمی کی زینت کہا ہے لیکن اب تو لوگوں نے لباس بھی ایسا پہننا شروع کر دیا کہ جس سے تمام جسم نمایاں ہوتا ہے، اور ایسا لباس شیطان کے دھوکہ دینے کا سامان بن جاتا ہے، جبکہ عمدہ لباس جو کہ مکمل جسم کو پوشیدہ رکھے اس سے تو بد صورت انسان بھی خوبصورت ہو جاتا ہے اور شیطان کو مایوس کر دیتا ہے لیکن آج کے بعض مسلمان شیطان کو قطعاً مایوس نہیں کرنا چاہتے لہٰذا مغربی لباس کے دلدادہ ہیں۔

عورتوں کے بارے میں شریعت کی نورانی تعلیمات

(۱) حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مروی ہے:

اَلْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ وَالنِّسَآءُ حَبَائِلُ الشَّيْطٰنِ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ.

ترجمہ: شراب تمام گناہوں کی جڑ اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور دنیا سے محبت ہر گناہ کی جڑ اور بنیاد ہے۔

(۲) حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَخِّرُوا النِّسَآءَ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللهُ. (مشکوۃ: ۲/۴۴۴)

ترجمہ: عورتوں کو پیچھے رکھو جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو پیچھے کیا ہے۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی روایت ہے کہ:

اَلشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِنَ الْجُنُوْنِ وَالنِّسَآءُ حَبَآئِلُ الشَّيْطَانِ. (کنوز السنۃ: ۱/۱۵۰)

ترجمہ: جوانی ایک حصہ ہے جنون کا اور عورتیں شیطان کا جال ہیں (مکر وفریب اور گرفتاری کا)۔

مطلب یہ کہ جیسے نشہ انسان کی عقل کو اڑا دیتا ہے اور عقل سے بالکل بے بہرہ کر دیتا ہے اور جو کچھ بھی بندے نے نشے میں کیا نہ اسے اس کا ہوش ہوتا ہے نہ اپنی جان کی پروا، اسی طرح جوانی میں انسان کی کیفیت ہوتی ہے، اور وہ عورتیں جو شرعی حدود میں نہ ہوں تو وہ شیطان کی رضا و خوشی میں اور اس کی راہ پر لے جانے کے دام اور جال ہیں اور جب دنیا کی ہوس اور جوانی کا جنون ہو اور دین کی طرف دھیان نہ ہو تو پھر یہ دنیاوی زندگی بندہ کو ہر گناہ پر آمادہ کرتی ہے۔

شریعت نے احکام میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ ملایا ہے لیکن اصل حاکم اور بااختیار صرف مردوں کو بنایا ہے، عورتوں کو ان کا تابع قرار دیا ہے اور وہ خاص احکام جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں صرف وہ احکامات ان کو الگ سے دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ. (النساء: ۳۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مردوں کو حاکم بنایا ہے عورتوں پر بسبب اس کے کہ اللہ نے فضیلت دی ہے بعض انسانوں کو بعض پر اور بسبب اس کے کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

مرد کی فضیلت دو وجہ سے ہے

۱۔ مرد کی تخلیق ایسی ہے کہ عورت کی تخلیق سے ہر لحاظ سے بہتر ہے۔

۲۔ گھر کے خرچ کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مردوں پر مقرر کی ہے عورتوں پر نہیں تو مرد حاکم اور عورت محکوم ہے تو عورت ہر معاملہ اور ہر لحاظ سے مؤخر ہوگی، جوانی آدمی سے نا کردہ کام کرواتی ہے، اور اگر عورت بری ہو تو پھر صحیح راہ سے بھٹکانے میں تو شیطان نفس اور عورت تینوں شریک کار ہو نگے اور جب نشہ بھی ساتھ ہو جائے اور کوئی خطرہ بھی نہ ہو تو پھر الامان والحفیظ۔ (أَعَاذَنَا اللّٰهُ وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ).

این جی اوز بھی نوجوان لڑکے لڑکیوں کو اسی مقصد کے لئے کام پر بھرتی کرتی ہیں اور ان کے ذریعے سے اپنے مقاصد پورے کیے جاتے ہیں اور اس طرح کی کوششیں مسلسل جاری ہیں، اور اس کے لیے ہر طرح کے ذرائع اختیار کیے جا رہے ہیں۔

عورتیں فتنہ کا سبب ہیں

قرآن عظیم کے حوالے سے کچھ پردے کے احکام بیان ہوئے اور یہ لا الہ الا اللہ کے ماننے کا مطلب بھی ہے آیئے اب محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی اس کے بارے میں سن لیں اور مان لیں کیونکہ وہ تو

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ (النجم: ۳،۴)

ترجمہ: نہیں کہتے یہ نبی ﷺ اپنی طرف سے کچھ بھی، بلکہ یہ جو کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے جو ان کی طرف وحی کیا گیا ہے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے)۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

(۱) مَارَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِیْنٍ اَذْھَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدٰیکُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ عَقْلِنَا وَدِیْنِنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَلَیْسَ شَھَادَۃُ الْمَرْاَۃِ مِثْلَ نِصْفِ شَھَادَۃِ الْمَرْاَۃِ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِکَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِھَا اَلَیْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِکَ مِنْ نُقْصَانِ دِیْنِھَا۔ (صحیح بخاری: ۱/۴۴، ۱۹۶، صحیح مسلم: ۱/۶۰، مسند احمد: ۱/۱۷۷)

ترجمہ: نہیں دیکھا میں نے کم عقل اور ناقصات الدین جو بالکل ختم کرنے والیاں ہوں ہوشیاروں کی عقل کو تم عورتوں سے زیادہ، تو کہا ان عورتوں نے کہ ہمارے عقل اور دین کا نقصان کیا ہے اے اللہ کے رسول ﷺ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کی آدھی نہیں ہے؟ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ بات ان کی عقل کے لحاظ سے ناقص ہونے کی دلیل ہے اور پھر فرمایا کیا یہ بات نہیں ہے کہ تم میں سے ایک بیمار ہو جائے تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں کیوں نہیں! تو آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ یہ بات ان کے دین کے نقصان کی ہے۔

اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ۔ (ترمذی: ۱/۱۳۸، طبرانی معجم کبیر، ورجالہ

موثوقون: ۲۹۵/۱)

(۲) عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نقل کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول کہ، عورت پردہ اور ستر کی چیز ہے جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان لوگوں کی نظریں اس کی طرف اٹھواتا ہے، یعنی شیطان بے دین لوگوں کو گناہ پر ابھارتا ہے جو اس کو غور سے دیکھنا اور اس کے پیچھے چلنا شروع کردیتے ہیں، اور کچھ اور حرکتیں بھی کرتے ہیں۔

(۳) عورتوں کی نماز کے بارے میں حدیث مبارکہ میں آیا ہے:

خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ. (ابن کثیر: ۲۹۴/۳)

ترجمہ: بہترین جگہ عورت کی نماز کیلئے اس کے اپنے گھر کا کونہ ہے۔

(۴) جابر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے: اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا اَقْبَلَتْ اَقْبَلَتْ فِیْ صُوْرَةِ الشَّيْطَانِ وَاِذَا اَدْبَرَتْ اَدْبَرَتْ فِیْ صُوْرَةِ الشَّيْطَانِ. (ترمذی: ۱۴۷/۱)

ترجمہ: بیشک عورت سامنے آتی ہے شیطان کی صورت میں اور جب چلتی ہے پیٹھ دیکر تو چلتی ہے شیطان کی صورت میں۔ مطلب یہ کہ عورت مرد کے گمراہ کرنے کے لیے شیطان کا بہت بڑا آلہ اور ذریعہ ہے۔

(۵) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مبارک قول نقل کیا ہے:

بُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ. (ابو داؤد: ۹۱/۱)

ترجمہ: ان کے گھر ان کے لئے بہت بہتر ہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کی تفصیل میں فرماتے ہیں: قَالَ الْعُلَمَاءُ مَعْنَاهُ الْاِشَارَةُ اِلَى الْهَوٰى وَالدُّعَاءِ اِلَى الْفِتْنَةِ لِمَا جَعَلَهُ اللهُ تَعَالٰى فِیْ نُفُوْسِ الرِّجَالِ مِنَ الْمَيْلِ اِلَى النِّسَاءِ وَالْاِلْتِذَاذِ بِنَظْرِهِنَّ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِنَّ. (مسلم مع النووی: ۴۴۹/۱)

ترجمہ: علماء نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے نفس کی چاہت اور دعوت فتنہ و بے دینی کا، اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے نفوس میں محبت ڈالی ہے عورتوں کی، بلکہ ان سے متعلق تمام چیزیں مردوں کے لیے باعث لذت ہیں۔

(۶) ابو سعید رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان نقل کیا ہے کہ:

إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا لِيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ۔ (مسند احمد: ۳/۲۰۱)

ترجمہ بیشک دنیا میٹھی اور حسین ہے، بیشک اللہ تعالیٰ تم کو آباد کرنے والا ہے دنیا میں اوروں کی جگہ پر، تاکہ دیکھے تم کو کہ تم کیا عمل کرتے ہو، (میں تعلیم دیتا ہوں کہ) دنیا سے بچو، اور عورتوں سے بچو کیونکہ پہلا فساد بنی اسرائیل میں عورتوں کی وجہ سے شروع ہوا تھا۔

(۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ۔ (ابو داؤد: ۲/۲۱۲)

ترجمہ: لعنت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے۔

(۸) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ۔ (مسند احمد: ۲/۱۰۵)

ترجمہ: لعنت فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد ہیجڑوں پر (وہ مرد جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرے) اور ان عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کریں۔

(۹) ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ: إِنَّ الْمَرْأَةَ تَلْبَسُ النَّعْلَ قَالَتْ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ۔ (ابو داؤد: ۲/۲۱۲)

ترجمہ: جو عورت مردوں کی طرح جوتا پہنے تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس عورت پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرے۔

مذکورہ نو احادیث مبارکہ سے چند بڑی باتیں واضح ہوتی ہیں جو ذیل میں لکھی جاتی ہیں:

(۱) عورت کبھی تو مردوں کی عقل اور سمجھ بھی ختم کر دیتی ہے اور مرد کو اس کی چاہت سے پھیر کر اس کو گناہوں پر لگا دیتی ہے۔

(۲) عورتیں دنیا اور دین کے فساد و بربادی کا سبب ہیں اور یہ اسلئے کہ وہ عقل اور دین دونوں میں کمزور ہیں۔

(۳) عورتوں کی عبادت کیلئے بہتر جگہ ان کے اپنے گھر کا کونہ بتایا گیا ہے اور مسجد نبوی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی بہتر گھر کے کونے کو کہا گیا ہے، کہ اس میں پردہ پوشی زیادہ ہے۔

(۴) گھروں میں عبادت کا ثواب اس وجہ سے ہے کہ مرد کو فتنہ میں ڈالنے سے بچ جائے اور دوسرا کوئی گناہ میں گرفتار نہ ہوگا۔

(۵) بنی اسرائیل کی بے دینی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب عورتیں تھیں، اب بھی یہود کی مطلب برآری (مقاصد کی تکمیل) عورتوں کے ذریعہ سے ہے۔

(۶) اسی وجہ سے شریعت میں مرد اور عورت کا جوتا، لباس جدا جدا مقرر ہیں، ایک دوسرے کے لباس اور جوتے استعمال کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اور جو ایسا کرتے ہیں ان پر لعنت کی ہے، لعنت بہت سخت بددعا اور بہت نقصان کے الفاظ ہیں۔

(۷) عورت پردہ کی چیز ہے نمائش کی نہیں، اس لیے اگر کسی ضرورت سے باہر نکلے تو مکمل پردہ میں ہو۔

(۸) اس لیے کہ عورت جب بھی گھر سے نکلتی ہے تو شیطان صفت لوگ شیطان کے بتانے پر اسے دیکھتے ہیں اور پھر غلط کام کو پورا کرنے کے لیے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔

(۹) عورتیں ہر طرف سے شیطانی وسوسوں کی جگہ ہیں، اسی لیے عورت گھر کے اندر عزت سے ہوتی ہے اور گھر میں اس کی عزت وعفت محفوظ رہتی ہے۔

(۱۰) اگر عورت کسی مجبوری سے باہر نکلے تو بناؤ سنگھار نہ کرے، بلکہ میل کچیل والے کپڑوں میں ہو۔

(۱۱) اور اس حال میں بھی جبکہ نکلنا مجبوراً ہو تو گھر واپس آنے میں جلدی کرے، یہ ضروری ہے۔

(۱۲) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر اس زمانے کا حال رسول اللہ ﷺ دیکھتے تو یقیناً عورتوں کو مسجد میں نماز کے لیے آنے سے منع فرمادیتے۔

لَوْ رَاٰی حَالَھُنَّ الْیَوْمَ مَنَعَھُنَّ۔ (مسند احمد: ۶/۱۰۳)

غور کیجئے جیسا کہ قرآن عظیم اور احادیث مبارکہ سے صاف معلوم ہوا کہ عورت گھر کا حسن ہے، باہر کا نہیں، گھر کی بادشاہ ہے گلیوں محلوں کی شے نہیں کہ گشت کرتی پھرے۔ عورت جب ماں ہوتی ہے تو اولاد کی

تَخْلُدُوْنَ. (المائدۃ: ۷۸۔۷۹)

ترجمہ: آپس میں (ایک دوسرے کو) منع نہ کرتے برے کام (عملاً وعقیدۃً) سے جو وہ کرر ہے تھے کیا ہی برا کام (طرز عمل) ہے جو وہ کرتے تھے آپ ان میں بہت آدمی دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستی (ومحبت) کرتے ہیں یقیناً بہت برا ہے (یہ عمل) ان کے نفسوں نے ان کے لئے آگے بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ناخوش ہوا (غضب کیا ان پر) اور یہ لوگ عذاب میں دائم رہیں گے)۔

(۴) تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. (المائدۃ: ۶۲)

ترجمہ: اور آپ ان میں بہت سے لوگ (بے دین) ایسے دیکھتے ہیں جو ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں گناہ، زیادتی اور حرام کھانے میں، بیشک بہت برا ہے جو یہ کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں بے دین خبرداروں اور یہودی صفت علماء کے حالات بد کا ذکر ہے:

پہلی حالت: کہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

دوسری حالت: ایک دوسرے کو برائی اور منکرات سے نہیں روکتے۔

تیسری حالت بے دین لوگوں سے تعلقات اور دوستی رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سبب ہے۔

اس حالت میں صرف بد دین لوگوں سے تعلقات کی برائی ہی نہیں بلکہ برائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور اس کے پھیلانے اور اس کی طرف دعوت دینے، نیز منکرات کو جائز کرنے اور غلط روایات گھڑنے کی ہے، جو کہ آج کل کے نام ونہاد گمراہ کن مفتی سرانجام دے رہے ہیں۔

چوتھی حالت: ان کی حرام خوری کی ہے کہ ایک کتے کی طرح حرام اور مردار چیزوں پر جا پڑتے ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا. (النساء: ۴۴۔۴۵)

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا ایسے لوگوں کو (یہود ونصاریٰ کے علماء اور پیروں کو) کہ جن کو کچھ حصہ دیا گیا

درست تربیت کرنی والی استانی اور (قولی اور عملی) دین سکھانے والی مربیہ بن جاتی ہے، اسی وجہ سے جب عورت صحیح ہو تو سارا معاشرہ صحیح ہوگا۔

علماء کرام کی ذمہ داریاں

علمائے کرام دین کی روشنی اور جنت کی راہ کی طرف لوگوں کے رہبر اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلانے والے ہیں لیکن کبھی کبھی عالم سے بھی غلطی ہو جاتی ہے جیسا کہ دوسرے لوگ غلطی کر جاتے ہیں، اسی طرح بعض دفعہ ایک آدمی عالم نہیں ہوتا اور لوگ اس کو عالم سمجھنا شروع کر دیتے ہیں، یہ دونوں باتیں خوف اور خطرے کی علامت ہیں، لیکن یہ بات کہ عالم ہو اور غلطی کر جائے تو قوی امید ہے کہ وہ اپنی غلطی کی اصلاح کرلے گا اور تائب ہو جائے گا، لیکن یہ دوسرا تو خود بھی گمراہ ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کریگا، توبہ اور واپسی کی ظاہراً کوئی امید نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی قدرت بہت بڑی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت فرمائیں اور ہم سب کو معاف فرمائیں۔

موجودہ واقعات اور حالات میں (زلزلہ کے بعد) علماء دو طرح کے ہو گئے ہیں:

(۱) بعض علماء بلا تحقیق کے گمراہی کے طوفان اور سیلاب کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اپنا چھپر خود تباہ کرنا شروع کر دیا، اور ایسا کرنے سے وہ اوروں کے لیے راہ سے بھٹکنے کی دلیل بن گئے ہیں۔

(۲) بعض علماء نے نہ صرف ہمیشہ اچھائی کا ساتھ دیا، بلکہ برائی کے خلاف ڈٹ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھانے کے لیے ایسے علماء کا ذکر کیا ہے۔

بے دین دانشور

(۱) وَلَا تَتَّبِعُوٓا أَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَآءِ السَّبِيلِ ۔ (المائدة ۰۰)

ترجمہ: اور ان لوگوں کے خیالات (خواہشات) پر مت چلو جو پہلے خود بھی غلطی (گمراہی) میں پڑ چکے ہیں اور بہتوں کو غلطی (گمراہی) میں ڈال چکے ہیں اور وہ لوگ راہ راست سے دور ہو گئے تھے۔

(۲) كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۔ تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ

کتاب، (علم) کا تو وہ گمراہی لیتے اور پسند کرتے ہیں (بے دینی اور ناجائز امور کو اور منصوبے بناتے ہیں) ان کا ارادہ ہے کہ تم کو گمراہ کر دیں سیدھی راہ سے اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تمہارے دشمن کو (کہ وہ کیا اور کس طریقے پر کرتے ہیں) اور وہی کافی ہے کام بنانے والا اور کافی ہے مددگار۔

مطلب واضح ہے کہ یہودی اور فرنگی مسلمان قوم کے دشمن ہیں، یہ کبھی بھی ان کے اپنے نہ بنیں گے جس طریقہ پر ان سے ہوسکا وہ تم کو گمراہ کرینگے، تمہارے عقیدہ اور عمل کو خراب کریں گے اور دیکھو تمہیں ایک دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے اور ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے۔

دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دین و دنیا کو خوب جانتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ تمہارے بہترین خیر خواہ ہیں اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی بات پر عمل کرو اور ساری دنیا تمہاری بدخواہ بن جائے (تمہارا برا چاہے) تو تم پرواہ نہ کرنا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ تمہارے ساتھ ہیں اور وہی تمہارے حامی اور ناصر ہیں، اس لیے اگر کوئی چاہے بھی تو تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: تَحْذِيْرٌ مِّنْهُ عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْ يَّسْتَنْصِحُوْا اَحَدًا مِنْ اَعْدَآءِ الْاِسْلَامِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ دِيْنِهِمْ. (جامع البیان: ۵/۵۰)

ترجمہ: یہ اللہ کی طرف سے ڈرانا ہے ایمانداروں کو اس بات سے کہ کسی اسلام دشمن کی نصیحت ماننے سے دین کی کسی بات میں (مکمل طور پر بچیں)۔

(۶) وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ. (البقرۃ ۱۰۹)

ترجمہ: دل سے چاہتے ہیں اکثر اہل کتاب (یہود و نصاری) پھیر دینا تم کو تمہارے ایمان سے کافر بنانے کیلئے ان کے نفس کے کینہ اور حسد کی وجہ سے باوجود ان پر حق کے ظاہر ہونے کے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: نَهَى الْمُؤْمِنِيْنَ عَنِ انْتِصَاحِ الْيَهُوْدِ وَنُظَرَائِهِمْ مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ وَقُبُوْلِ اٰرَائِهِمْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اُمُوْرِ دِيْنِهِمْ. (جامع البیان: ۱/۳۸۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے منع و نہی ہے یہود کی نصیحت قبول کرنے کی، اور ان کی طرح دوسرے کفار

مشرکین کی بھی اور ان کی رائے قبول کرنے سے دین کے کاموں میں۔

(۷) كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ. (المائدة:۷۹)

ترجمہ: یہ باخبر علماء منع نہیں کرتے تھے اس برائی سے جو کرتے تھے (عوام)، یقیناً برا ہے وہ طرز عمل جو ہمیشہ سے یہ کرتے چلے آئے ہیں۔

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ تَرْكَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْعَظَائِمِ فَيَا حَسْرَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ فِي إِعْرَاضِهِمْ عَنْهُ. (مدارك:۱/۲۹۰)

ترجمہ: اس میں دلیل ہے کہ برائی سے منع نہ کرنا بڑا جرم ہے تمام جرائم میں سے، ہائے افسوس مسلمانوں کی بے پرواہی اور اعراض پر جو کرتے ہیں۔

(۸) وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ. (المائدة:۸۱)

ترجمہ: اور اگر یہ ایمان رکھتے اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام پر اور ان احکام پر جو بھیجے گئے ان کی طرف (یعنی نبی علیہ السلام کی ہدایات) تو نہ پکڑتے اور نہ بناتے کافروں کو دوست، لیکن ان میں بہت سے دین سے خارج ہیں۔

إِنَّ مُوَالَاةَ الْمُشْرِكِينَ تَدُلُّ عَلَى نِفَاقِهِمْ. (مدارك:۱/۲۹۰)

ترجمہ: یقیناً مشرکین کے ساتھ دوستی رکھنا دلیل ہے ان کی منافقت پر۔

(۹) وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ. (الانعام:۱۲۱)

ترجمہ: اگر تم ان کی بات مانو گے تو یقیناً تم بھی مشرک ہو گے۔

لِأَنَّ مَنِ اتَّبَعَ غَيْرَ اللَّهِ فِي دِينِهِ فَقَدْ أَشْرَكَ بِهِ. (مدارك:۲/۳۱)

ترجمہ: اس لیے کہ جو مانے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی اس کے دین میں تو بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا۔

اپنی طاقت کے بقدر برائی سے روکنا ضروری ہے

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ. (المائدة:٦٣)

ترجمہ: کیوں نہیں روکتے خدائی لوگ (درویش) اور علماء دوسرے لوگوں کو (گناہوں سے یعنی) برے اقوال اور حرام خوری سے، یقیناً بہت برا ہے جو یہ ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں۔

(۱) علمائے کرام کہتے ہیں کہ: هٰذَا ذَمٌّ لِلْعُلَمَاءِ وَالْاَوَّلُ لِلْعَامَّةِ. (مدارك:۱/۲۹۰)

ترجمہ: اس آیت مبارکہ میں علماء سوء کا جبکہ اس سے پہلی آیت میں عوام کی برائی کا ذکر ہے۔

(۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: هِيَ اَشَدُّ اٰيَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ حَيْثُ اُنْزِلَ تَارِكُ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مَنْزِلَةَ مُرْتَكِبِ الْمُنْكَرِ فِي الْوَعِيْدِ. (مدارك:۱/۲۹۰)

ترجمہ: یہ قرآن کریم کی بہت سخت آیت ہے کہ جس میں برائیوں سے منع نہ کرنے والوں کو برائی کرنے والے کی طرح قرار دیا گیا ہے۔

(۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هِيَ اَشَدُّ اٰيَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ وَعَنِ الضَّحَّاكِ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَا فِي الْقُرْاٰنِ اٰخْوَفُ عِنْدِيْ مِنْهَا اَلصُّنْعُ اَرْسَخُ مِنَ الْعَمَلِ فَلَا يُسَمَّى الْعَامِلُ صَانِعًا وَلَا الْعَمَلُ صَنَاعَةً اِلَّا اِذَا تَمَكَّنَ فِيْهِ وَتَدَرَّبَ وَيُنْسَبُ اِلَيْهِ. (غرائب القرآن ۶/۱۸۳،۱۸۴)

ترجمہ: یہ بہت سخت آیت ہے قرآن میں اور ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، کہ قرآن میں نہیں ہے کوئی آیت زیادہ خوف دلانے والی میرے نزدیک اس سے زیادہ، کیوں کہ اس آیت میں علماء سوء کیلئے گناہوں کے صانع کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے اور صنع پکے اور پختہ کام کو کہا جاتا ہے، تو صرف کام کرنے والے کو صانع نہیں کہا جاتا اور نہ ہی اس کے کام کو اس وقت تک صناعت کہہ سکتے ہیں جب تک مکمل مہارت سے نہ کیا جائے۔

بے دین دانشور اور یہودی

(۱) شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: وَبِالْجُمْلَةِ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَرَى اُنْمُوْذَجَ الْيَهُوْدِ فَانْظُرْ اِلٰى عُلَمَاءِ السُّوْءِ مِنَ الَّذِيْنَ يَطْلُبُوْنَ الدُّنْيَا. (الفوز الكبير:۳۲)

اور مختصر (حاصل) یہ کہ اگر تم یہود کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو بے عمل اور بد عمل علماء کو دیکھو یعنی جو دنیا طلب کرتا ہے دین سے۔

(۲) وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَرَى أُنْمُوْذَجاً لِهٰذَا الْفَرِيْقِ فَانْظُرْ إِلىٰ أَوْلَادِ الْمَشَايِخِ وَالْأَوْلِيَاءِ۔ (الفوز الکبیر:۲۰)

ترجمہ: اور اگر تم چاہو کہ دیکھو نمونہ نصرانیوں کا تو مشائخ اور اولیاء کی اولاد کو دیکھو۔

یہ آیات مذکورہ اگرچہ بقول بعض علمائے تفسیر کے اہل کتاب کے حق میں نازل ہیں، لیکن محققین علمائے تفسیر کے اقوال اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق عام ہے ہر اس عالم کیلئے جس میں عیوب اور صفات اہل کتاب کی ہوں جیسے بے عمل عالم، ملنگ اور بے دین پیر۔

نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: وَفِيْ جَمِيْعِ مَا يُخَاطِبُ اللهُ تَعَالىٰ لِبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ تَنْبِيْهٌ لِلْعَرَبِ لِأَنَّ الْفَضِيْلَةَ بِالنَّبِيِّ قَدْ لَحِقَتْهُمْ وَجَمِيْعُ أَقَاصِيْصِ الْأَنْبِيَاءِ تَنْبِيْهٌ وَإِرْشَادٌ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ۔

ترجمہ: وہ تمام آیتیں جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کیا ہے اس میں اہل عرب کو تنبیہ و اعلان ہے، کیونکہ نبی ﷺ کی فضیلت ان کو پہنچ چکی ہے۔

اس بارے میں آثار اور احادیث مبارکہ:

(۱) رُوِيَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُوْلُ قَدْ مَضٰى وَاللّٰهِ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ وَمَا يُعْنٰى بِمَا تَسْمَعُوْنَ غَيْرُكُمْ۔ (غرائب القرآن:۱/۲۰۸)

ترجمہ: قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان ہوا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بے شک خدا کی قسم بنی اسرائیل تو گزر چکے ہیں اور اب جو آیات آپ سن رہے ہیں ان کا مخاطب آپ کے علاوہ کوئی نہیں۔

(۲) اسی طرح ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت عمر رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہے۔ (جامع البیان:۱/۳۱۸)

(۳) ابوواقد اللیثی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک طویل حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ۔ (سنن ترمذی:۲/۲۶۵)

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یقینا چلو گے تم ان لوگوں (یہود و نصاریٰ) کے

طریقوں پر جو تم سے پہلے تھے۔

(۴) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ میں فرماتے ہیں کہ:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَأْخُذَ اُمَّتِيْ بِأَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ كَفَارِسَ وَالرُّوْمِ فَقَالَ وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولٰئِكَ۔ (صحیح بخاری: ۱۰۸۸/۲)

ترجمہ: قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ چلے میری امت پہلے لوگوں کے طریقوں پر بالشت بہ بالشت اور گز بہ گز، تو پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جیسے کہ ایرانی اور رومی ہیں؟ فرمایا کہ ہاں اور کون ہو سکتے ہیں ان کے علاوہ۔

(۵) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَتَبِعْتُمُوْهُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى قَالَ فَمَنْ؟ (صحیح بخاری: ۱۰۸۸/۲)

اس حدیث مبارکہ کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے، لیکن یہاں ایک زیادہ واضح اور ناممکن مثال سے اتباع کو تعبیر کیا گیا ہے، یعنی یہود و نصاریٰ کی اتباع اس درجے کی ہوگی کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوں تو تم بھی ان کے پیچھے پیچھے چلو گے، اور دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث مبارکہ میں یہود و نصاریٰ کا ذکر ہے اور پہلی روایت میں ایران اور روم کا ذکر ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ فارس میں یہودی رہا کرتے تھے اور روم میں نصاریٰ، یا یہ بطور مثال فرمایا گیا ہے۔

قرآن عظیم کا ان کے بارے میں فرمان

قرآن عظیم نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے:

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ. (الانشقاق:۱۹)

ترجمہ: ضرور آؤ گے تم ایک حال کے بعد دوسرے حال پر۔

علمائے تفسیر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کی تفسیر حَالًا بَعْدَ حَالٍ سے کی

ہے جبکہ سدی رحمۃ اللہ علیہ طَبَقاً عَنْ طَبَقٍ کے بارے میں کہتے ہیں: أَیْ أَعْمَالَ مَنْ قَبْلَكُمْ مَنْزِلاً بَعْدَ مَنْزِلٍ قُلْتُ كَأَنَّهُ أَرَادَ مَعْنَى الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى قَالَ فَمَنْ. (ابن کثیر: ۴/۴۹۰)

ترجمہ: یعنی اپنے سے پہلے لوگوں کے اعمال پر چلو گے درجہ بدرجہ، اور بقیہ حدیث کا مطلب پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔حدیث مبارکہ اور علمائے کرام کے اقوال سے معلوم ہوا کہ جو برائیاں اور منکرات تم سے پہلے کے لوگوں نے کیں وہ پھر ہوں گی بلکہ اور زیادہ ہوں گی، اس لیے کہ شیطان نے قسم کھائی ہے:

(۱) لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ. (الأعراف: ۱۶)

ترجمہ: خدا کی قسم میں ضرور بیٹھوں گا ان کیلئے سیدھی راہ پر (یعنی سیدھی راہ پر بیٹھ کر غلط راستوں کی طرف پھیروں گا)۔

(۲) لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا. (الاسراء: ۶۲)

ترجمہ: خدا کی قسم میں بنیاد سے اکھاڑ دونگا (اپنے راہ پر لاؤں گا) اسکی اولاد کو سوائے چند لوگوں کے۔

(۳) وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ. (السبا: ۲۰)

ترجمہ: بالکل سچا پایا ابلیس نے اپنا گمان ان کے بارے میں، پس یہ اس کے پیچھے چلے، سوائے مومنوں کے ایک گروہ کے (پکے مسلمانوں کے)۔

علامہ شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی قول

علامہ شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: أَقُولُ إِنَّ مِنَ الْمَعْلُومِ الَّذِي لَا مِرَاءَ فِيهِ إِنَّ كُلَّ شُبْهَةٍ وَقَعَتْ لِبَنِي آدَمَ فَإِنَّمَا وَقَعَتْ مِنْ إِضْلَالِ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ وَوَسَاوِسِهٖ وَ نَشَأَتْ مِنْ شُبُهَاتِهٖ ..

....فَإِنَّهَا بِالنِّسْبَةِ إِلَى أَنْوَاعِ الضَّلَالَاتِ كَالْبُذُورِ .. (الملل والنحل ۱/۲۵)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ جو شک وشبہ انسانوں کو پیش آتا ہے یہ شیطان رجیم کے گمراہ کرنے سے آتا ہے اور اس کے وساوس سے بنتا ہے، کیونکہ اس کے وسوسے اقسام ضلالت کے اعتبار سے ایسے ہیں جیسے بیج۔

علماء کا مقام آپ نے قرآن عظیم کی تعلیمات اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں دیکھ لیں۔

علمائے حق و علمائے سوء

نیک عالم کا درجہ:

(۱) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَقِيهٌ وَّاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ. (ترمذی: ۲۲۲/۱، مشکوۃ: ۳۵/۱)

ترجمہ: ایک ہوشیار (اچھا) عالم زیادہ سخت ہے شیطان پر (گمراہ کرنے میں) ہزار عابدوں سے۔

احوص بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک آدمی کے سوال و جواب کی طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں: أَلَا إِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَإِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَاءِ۔

(دارمی، التوبیخ لمن یطلب العلم لغیر اللہ: ۸۷/۱، مشکوۃ: ۳۸/۱)

ترجمہ: شریروں میں سب سے شریر علماء سوء ہیں اور بہترینوں میں سب سے بہترین وہ علمائے حق ہیں۔

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَا يَنْفَعُ بِعِلْمِهِ. (مشکوۃ: ۳۸/۱)

ترجمہ: بے شک لوگوں میں سے بدترین بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے وہ عالم ہوگا جس نے اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

(۳) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کعب بن الاحبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ:

مَنْ أَرْبَابُ الْعِلْمِ؟ قَالَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ بِمَا يَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا أَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ؟ قَالَ الطَّمَعُ. (دارمی، صیانۃ العلم: ۱۱۶/۱، ۱۱۴، مشکوۃ: ۳۸/۱)

ترجمہ: علم والے کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا وہ لوگ ہیں جو علم پر عمل کرتے ہیں، آپ (رضی اللہ عنہ) نے پھر پوچھا کہ علم پر عمل کو دلوں سے کس چیز نے نکالا (کہ عمل نہیں کرتے)؟ انہوں نے جواب دیا طمع نے (علم کو دل سے نکالا ہے یعنی علماء طمع کی وجہ سے علم پر عمل چھوڑ دیتے ہیں)۔

(۴) زیاد بن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

هَلْ تَعْرِفُ مَا يَهْدِمُ الْإِسْلَامَ؟ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ يَهْدِمُهُ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ وَحُكْمُ الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ۔ (دارمی: ۶۳/۱، مشکوۃ: ۳۸/۱)

ترجمہ: کیا تجھے علم ہے، کہ اسلام (دین، عمل) کو کون سی چیز ڈھاتی ہے؟ (برباد کرتی ہے) تو میں نے کہا کہ نہیں (مجھے نہیں معلوم) تو آپ نے فرمایا کہ عالم کی غلطی (اس سے غلطی ہوئی اور لوگ کہیں کہ فلاں عالم نے لکھا، کہا اور کیا ہے) اور بے باک خبردار (منافق) کا اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں جھگڑنا (بحث و مباحثہ کرنا) اور بددین حاکم کا فیصلہ۔

اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت یہی صورتحال ہے جو حدیث مبارکہ میں بیان ہوئی۔

(۵) علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: يُوْشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا حَرْفُهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰى عُلَمَاؤُهُمْ شَرٌّ مِنْ تَحْتِ أَدِيْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتَنُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ۔ (شعب الایمان: ۱۹۰۸/۱۹۱۰، مشکوۃ: ۳۸/۱)

ترجمہ: قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت آئیگا کہ باقی نہ رہے گا اسلام میں سے صرف نام ہی اور نہ بچے گا قرآن میں سے مگر صرف اس کی تحریر (الفاظ)، مساجد آباد ہوں گی (تعمیر کے اعتبار سے) اور ویران ہوں گی (دین کے اعتبار سے)، علماء سب سے زیادہ شریر ہوں گے ان سے جو آسمان کے نیچے ہیں، ان سے فساد (بے دینی) پھیلے گا اور ان میں واپس ہوگا۔

حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کا صرف نام رہ جائیگا کہ بندہ صرف نام کا مسلمان ہوگا اور کام یہودی ونصاریٰ کی طرح ہونگے یا اس کی شناخت صرف قولی یا تحریری ہوگی (شناختی کارڈ یا پاسپورٹ یا کسی دوسری تحریر میں) اور باقی کوئی علامت اس میں مسلمانوں والی نہ ہوگی، نہ صورت میں نہ لباس میں، نہ نشست و برخاست میں، نہ زبان میں، نہ خوشی اور غمی میں، نہ اجتماعی زندگی اور نہ ہی انفرادی زندگی میں، نہ اندرون خانہ اور نہ ہی بیرون خانہ، کسی بھی چیز سے یہ پہچان نہ ہوگی کہ یہ مسلمان ہے یا کوئی اور۔ اسی طرح قرآن عظیم صرف تلاوت کے لیے باقی رہ جائیگا کہ خوب تجوید سے اس کی تلاوت ہوگی، نماز میں بھی اور نماز کے باہر بھی یا صرف خیر اور برکت کیلئے لوگ اس کو گھروں میں رکھیں گے یا تلاوت کریں گے، یا اسی قسم

کے دیگر اغراض کیلئے اسے سنبھال کر رکھیں گے، نہ عقیدہ قرآن عظیم کے مطابق ہوگا نہ عمل، نہ انفرادی زندگی قرآنی تعلیمات کے مطابق ہوگی، نہ اجتماعی زندگی، نہ ملک کا قانون قرآنی ہوگا اور نہ ہی شہر اور بستی کا۔

ساتویں بات: ایماندار کی ایمانی ذمہ داری اور اس کا فرض۔

(۱) اللہ تعالیٰ ایمانداروں کی ذمہ داری کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (النور:۵۱)

ترجمہ: بیشک ایمانداروں کا قول (اقرار) جب ان کو بلایا جائے (ہر قسم کے اختلاف اور مسئلہ میں) اللہ تعالیٰ کی کتاب اور پیغمبر کی سنت (طریقہ عمل) کی طرف تاکہ فیصلہ کریں ان کے درمیان، تو یہ کہتے ہیں (دل سے) بے شک ہم نے سنا (فرمان اللہ اور رسول کا) اور مانا (عمل کیا)، یہی لوگ ہیں کامیاب۔

یعنی ایمانداروں کے ایمان لانے کے بعد کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کا حکم سننا، ماننا اور اس پر عمل کرنا ہے، یعنی ایمان والوں کیلئے ضروری ہے کہ اپنی معاشرت شریعت کے مطابق گزاریں، چاہے وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، گھریلو ہو یا پڑوسی، ملکی ہو یا خارجی۔

(۲) وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ. (النور ۴۷)

ترجمہ: اور یہ کہتے ہیں (صرف منہ اور زبان سے) کہ ہم ایمان لاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول پر اور مانتے ہیں، پھر بھی ایک جماعت ان میں سے پھر جاتی ہے اپنے قول سے (عملی زندگی میں طاعت وتسلیم سے) اور یہ دعویٰ کرنے والے ہرگز مؤمن نہیں۔

(۳) وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ. (النور:۴۸)

ترجمہ: اور یہ لوگ جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ (کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ) کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول ان کے (اور ان کے خصوم) درمیان فیصلہ کردیں تو ان میں ایک

گروہ پہلوتہی کرتا ہے(اس کے ماننے سے)

(۴) اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا.

(النساء:۶۰)

ترجمہ: کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی (باوجود اس دعوے کے) اپنے مقدمے شیطان کے پاس لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کو یہ حکم ہوا ہے کہ اس کو نہ مانیں اور شیطان ان کو بھٹکا کر بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔

طاغوت کیا چیز ہے؟

طاغوت نکلا ہے طغیان سے اور طغیان زیادتی اور اپنے حق سے بڑھنے کو کہتے ہیں،تو طاغوت ہر وہ چیز اور ہر وہ شخص (انس وجن یا کوئی اور شے، زندہ یا مردہ) ہے جو اپنی حد سے بڑھے اور زیادتی کرے۔

علمائے تفسیر رحمۃ اللہ علیہم یہ کہتے ہیں:

(۱) قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ كُلُّ مَعْبُوْدٍ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَهُوَ جِبْتٌ وَطَاغُوْتٌ فَكُلُّ مَنْ دَعَا اِلَی الْمَعَاصِی الْكِبَارِ لَزِمَهُ هٰذَا الْاِسْمُ. (تفسیر کبیر: ۲/۲۲۵)

ترجمہ: علماء لغت کہتے ہیں جس کی بات مانی جاتی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے تو وہ جبت اور طاغوت ہے جو دعوت دے گناہوں کی طرف تو یہ نام اس کے ساتھ لازم ہے۔

(۲) ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: هٰذَا اِنْكَارٌ مِّنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی مَنْ یَّدَّعِی الْاِیْمَانَ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْاَنْبِیَآءِ الْاَقْدَمِیْنَ وَهُوَ مَعَ ذٰلِكَ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَحَاكَمَ فِی الْخُصُوْمَاتِ اِلٰی غَیْرِ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ.... فَاِنَّهَا ذَامَّةٌ لِّمَنْ عَدَلَ عَنِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَتَحَاكَمَ اِلٰی مَا سِوَاهُمَا مِنَ الْبَاطِلِ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالطَّاغُوْتِ هُنَا. (ابن کثیر: ۱/۵۱۹)

ترجمہ: اس آیت مبارکہ میں انکار اور برا کہنا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر جو دعویٰ کرے ایمان لانے کا

اس کتاب پر جو اتاری ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر اور گزشتہ تمام انبیاء علیہم السلام پر اور باوجود اس کے وہ ارادہ رکھے کہ فیصلے کے لئے جائے اللہ کی کتاب اور سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری طرف کسی فیصلے کے لیے (علمائے تفسیر کے اقوال کے بعد ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں) تو بے شک یہ آیت برائی بیان کرتی ہے اس کی جو قرآن وحدیث سے اعراض کرے (چھوڑے) اور فیصلہ لے جائے باطل کی طرف، تو طاغوت سے یہ مراد ہے اس آیت میں۔

(۳) بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اَلطَّاغُوْتُ يُطْلَقُ لِكُلِّ بَاطِلٍ مِّنْ مَّعْبُوْدٍ أَوْ غَيْرِهٖ. (بیضاوی: ۹۲/۱)

ترجمہ: ہر باطل کو طاغوت کہا جاتا ہے معبود ہو یا کچھ اور۔

(۴) علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: كُلُّ مَا تَجَاوَزَ بِهِ الْعَبْدُ مِنْ مَّعْبُوْدٍ أَوْ مَتْبُوْعٍ أَوْ مُطَاعٍ فَطَاغُوْتُ كُلِّ قَوْمٍ مَنْ يَّتَحَاكَمُوْنَ إِلَيْهِ غَيْرَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ أَوْ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ أَوْ يَتَّبِعُوْنَهُ عَلٰى غَيْرِ بَصِيْرَةٍ مِّنَ اللهِ أَوْ يُطِيْعُوْنَهُ فِيْ مَا لَا يَعْلَمُوْنَ إِنَّهُ طَاعَةٌ فَهٰذِهٖ طَوَاغِيْتُ الْعَالَمِ.

(اعلام الموقعین: ۵۰/۱)

ترجمہ: ہر وہ شے جو انسان کو بڑھائے (نکالے) اپنی حد سے معبود (جس کی عبادت کی جائے) ہو یا متبوع (جس کی بات مانی جائے) یا مطاع (جس کی تائید کی جاتی ہو)، تو ہر قوم کا طاغوت وہ ہے جس کے پاس فیصلے لے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا، یا اس کی عبادت کریں اللہ تعالیٰ کے سوا، یا اس کا حکم مانیں بغیر کسی علم (شرعی دلیل) کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا اس کی ایسی تابعداری کریں کہ جس میں معلوم نہ ہو کہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، تو یہ ہیں اقوام عالم کے طاغوت۔

(۵) جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: كَانَتِ الطَّوَاغِيْتُ الَّتِيْ يَتَحَاكَمُوْنَ إِلَيْهَا فِيْ جُهَيْنَةَ وَاحِدٌ وَّفِيْ أَسْلَمَ وَاحِدٌ وَّفِيْ كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ كُهَّانٌ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيَاطِيْنُ. (بخاری: ۶۵۹/۲)

ترجمہ: وہ طاغوت، جس کے پاس لوگ فیصلوں کیلئے جاتے تھے ایک جہینہ قبیلہ میں تھا، ایک قبیلہ اسلم میں، اسی طرح ہر قبیلہ میں ایک ایک کاہن تھا کہ شیاطین ان کے پاس آتے تھے۔

(۶) ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

كُلُّ مَنْ أَطَاعَ أَحَدًا فِي مَعْصِيَةِ اللهِ فَقَدْ عَبَدَهٗ۔ (الجواهر الحسان: ۱/۴۷۲)

ترجمہ: جو کسی کی مانے گناہ میں تو یقیناً اس نے اسکی عبادت کی۔

(۷) معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

اَلطَّاغُوْتُ هٰهُنَا سِوٰى كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ۔ (جامع البیان: ۱/۵۹)

ترجمہ: طاغوت سے مراد یہاں اللہ کی کتاب اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہے، مراد ہر ناحق اور باطل۔

(۸) اِبْنُ كَثِيْرٍ عَنْ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْمٍ أَهْلَكُوْا وَأَنْطَقَ اللهُ مِنْهُمْ وَاحِدًا إِطَاعَةُ أَهْلِ الْمَعَاصِيْ هِيَ عِبَادَةُ الطَّاغُوْتِ۔ (البدایۃ والنہایۃ: ۹/۳۰۸)

ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس قوم سے جو اللہ نے تباہ کی تھی اور ان میں سے ایک کو گویا کیا تھا تو اس نے یہ کہا تھا کہ مجرموں کی بات ماننا طاغوت کی عبادت ہے۔

تعمیل احکام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (النساء: ۶۵)

ترجمہ: (ان کی یہ بات صحیح نہیں کہ ہم ایماندار ہیں) تیرے رب کی قسم! کہ ایماندار نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ تجھے حاکم مانیں ان سب اختلافات میں جو آتے ہیں ان کے درمیان اور پھر نہ پائیں دلوں میں کوئی پریشانی اس فیصلہ سے جو آپ نے کیا اور اسے مانیں مکمل ماننے کے ساتھ (یعنی دل سے تسلیم کریں)۔

ایماندار بننے کی تین شرائط ہیں:

۱۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم ماننا، مطلب فیصلہ صرف قرآن وحدیث کے مطابق کرنا۔

۲۔ دل سے حکم ماننا، نفس کے خلاف ہو تب بھی ماننا۔

۳۔ اس فیصلے پر مکمل عمل کرنا اور اس پر چلنا۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کیے گئے فیصلے کے بعد کسی دوسرے کے پاس فیصلے کے لیے جانا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کیے گئے فیصلے پر راضی نہ ہونا ایمان کے نہ ہونے کی

علامت ہے کہ ایسی صورت میں وہ ایمان والا نہیں رہتا یعنی جو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کروائے اور نہ ہی یہ چاہے کہ یہ فیصلہ اللہ کے قانون کے مطابق ہو بلکہ وہ یہ فیصلہ غیر اللہ کے بنائے قانون کے مطابق کرے اور کروائے تو یہ عمل ایمان داری کے خلاف ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔ (الاحزاب:۳۶)

ترجمہ: اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں ہے جبکہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی کام کا حکم (فیصلہ) دیں کہ (پھر) ان کو اس کام میں (فیصلہ کے بعد اپنی پسند نا پسند کا) کوئی اختیار (باقی) رہے اور جو شخص اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا کہنا (حکم، فیصلہ) نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا۔

لوگوں کا خود ساختہ قانون، طاغوتی قانون ہے

طاغوتی قانون سے انکار دل اور عمل دونوں سے ضروری ہے لیکن یہ ہے کہ دل سے انکار نہ کرنا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه سے انکار ہے اور عمل سے انکار نہ کرنا بڑا گناہ و جرم ہے اور کفر کا خطرہ ہے۔

(۱) فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى۔ (بقرۃ:۲۵۶)

ترجمہ: سو جو شخص طاغوت (شیطان، غیر اللہ، نافرمان) سے بد اعتقاد ہو (یعنی اس کا انکار کرے اور نہ مانے) اور اللہ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو (دل و زبان دونوں سے اسلام قبول کر لے) تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا۔

اللہ تعالیٰ کی رسی اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہیں۔ ان کے مطابق اپنا عقیدہ اور عمل بنانا، یہ ہے اللہ تعالیٰ کی رسی کا مضبوطی سے تھامنا اور یہ ہے ایمان اللہ تعالیٰ پر۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَلْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى اَلْقُرْآنُ۔ (تفسیر ابن کثیر: ۳۱۱/۱)

اور جس نے طاغوت سے انکار نہ کیا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے نہ پکڑا۔

تو مطلب یہ ہوا: وَمَنْ لَّمْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ لَمْ يَتَمَسَّكْ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى کا کہ جس نے طاغوت سے

انکار نہ کیا تو اس نے مضبوط نہ پکڑی مضبوط کڑی (رسی)، اور ایمان باللہ و بالطاغوت کبھی بھی دونوں جمع نہیں ہو سکتے طاغوت کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے اس پر پھر غور کر لیں۔

(۲) قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ (آل عمران: ۶۴)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) آ جاؤ ایک بڑی بات ماننے کی طرف جو مشترک ہے ہمارے اور تمہارے درمیان، وہ یہ کہ ہم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ شریک کریں اس کے ساتھ کسی چیز کو اور نہ بنائیں ہم میں سے بعض دوسروں کو مختار (جائز و ناجائز، حلال و حرام کا) سوائے اللہ تعالیٰ کے، (اس کے بعد بھی) اگر یہ پھر جائیں ماننے سے تو کہہ دو کہ بے شک ہم تو ماننے والے ہیں۔

(۳) اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ۔ (الشوریٰ: ۲۱)

ترجمہ: کیا ان کے شریک ہیں (اللہ کے ساتھ) جنہوں نے بنا دیئے ان کیلئے طریقے زندگی کے وہ جس کی اجازت نہیں دی اللہ نے۔

زندگی گزارنے کا طریقہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے بتایا ہے۔ کوئی ایک دور بھی اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے بغیر نہیں چھوڑا کہ پیغمبر نہ بھیجے ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۴) شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ۔ (الشوریٰ: ۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے دین میں وہ طریقہ جس کا حکم (اللہ تعالیٰ نے) کیا تھا نوح علیہ السلام کو اور وہ جس کو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے اور وہ جس کا حکم کیا ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو (اور وہ یہ ہے) کہ دین (اللہ کا قانون) قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا بہت گراں گزرتی ہے یہ بات مشرکین پر جو تم بلاتے ہو (ان مشرکین کو) اس کی طرف (اللہ تعالیٰ کے قانون کی طرف)۔

پہلے اور آج کے غیر مسلموں کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون وعقیدہ پر عمل کرنا انتہائی شاق گزرتا ہے اور انہیں برا لگتا ہے، ان کو ہمیشہ سے اپنے خود ساختہ طریقہ پر عمل کرنا اچھا لگتا ہے، حالانکہ انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ طریقوں کی تعلیم (عقیدہ اور عمل) کے لئے ہوئی ہے۔

(۵) إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامُ۔ (ال عمران: ۱۸)

ترجمہ: بے شک پسندیدہ طریقہ حیات (قانون) اللہ کے ہاں صرف اسلام ہے (دوسرا کوئی نہیں)۔

سورۃ شوریٰ کی آیت (۱۳) کی تفسیر میں علمائے کرام یہ کہتے ہیں کہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱) أَوْصَيْنَا يَا مُحَمَّدُ وَنُوْحًا دِيْنًا وَاحِدًا يَعْنِيْ فِي الْأُصُوْلِ الَّتِيْ لَا تَخْتَلِفُ فِيْهَا الشَّرِيْعَةُ۔

(تفسیر قرطبی: ۱۱/۱۶)

ترجمہ: تعلیم دی ہم نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (آپ کو) اور نوح علیہ السلام کو ایک دین کی یعنی عقیدہ میں وہ جس میں اختلاف نہیں کسی ایک شریعت میں بھی۔

(۲) علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَهُوَ الْأَصْلُ الْمُشْتَرَكُ فِيْمَا بَيْنَهُمُ الْمُقَدَّرُ بِقَوْلِهِ أَنْ أَقِيْمُوْا وَالطَّاعَةُ فِيْ أَحْكَامِ اللهِ .... أَمَّا فُرُوْعُ الشَّرَائِعِ فَمُخْتَلِفَةٌ كَمَا قَالَ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا۔ (بیضاوی ۲/۱۹۲)

ترجمہ: یہی ہے مشترک دین انبیاء علیہم السلام کے درمیان جو اس قول میں بیان ہوا، أَنْ أَقِيْمُوا الدِّيْنَ (قائم کرو کامل دین) اور یہ مقام ایمان لانے کا ہے، یعنی سب کا اللہ تعالیٰ کے احکامات پر ایمان لانا ان کو سچا سمجھنا اور ماننا ضروری ہے۔۔۔(تھوڑی تفصیل کے بعد فرماتے ہیں کہ) جو فروعات ہیں (عملی مسائل) وہ سب ادیان میں مختلف رہے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر کسی کے لئے میں نے مقرر کیا ہے قانون وطریقہ اور احکام حیات۔

(۳) قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: وَلَا خِلَافَ أَنَّ اللهَ لَمْ يُغَايِرْ بَيْنَ الشَّرَائِعِ فِي التَّوْحِيْدِ وَالْمَكَارِمِ وَالْمَصَالِحِ وَإِنَّمَا خَالَفَ بَيْنَهُمَا فِي الْفُرُوْعِ حَسْبَمَا عَلَيْهِ سُبْحَانَهُ۔ (قرطبی: ۱۶/۱۰۲)

ترجمہ: کوئی شک نہیں اس بات میں کہ اللہ تعالیٰ نے جدا جدا نہیں کیا شریعت کو عقیدہ اور توحید میں، بلکہ

مختلف کیا ہے فروعی اعمال میں جیسے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مناسب تھا۔

(۴) امام ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: إِقَامَةُ الدِّيْنِ مَشْرُوْعٌ اِتَّفَقَتِ النُّبُوَّاتُ فِيْهِ وَذٰلِكَ فِي الْمُعْتَقَدَاتِ وَأَمَّا الْأَحْكَامُ بِانْفِرَادِهَا فَهِيَ الشَّرَائِعُ مُخْتَلِفَةٌ ......وَإِقَامَةُ الدِّيْنِ هُوَ تَوْحِيْدُ اللّٰهِ وَرَفْضُ مَاسِوَاهُ. (الجواهر الحسان: ۱۰۲/۴)

ترجمہ: اقامت دین ایسا مقررعمل ہے کہ تمام نبوتیں (انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں) اس میں عقائد کے اعتبار سے متفق ہیں اور جو احکام (فروعی) ہیں تو اس بارے میں انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں جدا جدا ہیں...... اور اقامت دین وہ اللہ تعالیٰ کی توحید ہے اور ترک کرنا ہے اس کے علاوہ کو۔

(۵) ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلدِّيْنُ الَّذِيْ جَاءَتْ بِهِ الرُّسُلُ كُلُّهُمْ عِبَادَةُ اللّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ.....وَإِنِ اخْتَلَفَتْ شَرَائِعُهُمْ وَمَنَاهِجُهُمْ.. (ابن کثیر ۱۸۴/۱)

ترجمہ: دین اسے کہتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ آئے، اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جس کا کوئی شریک نہیں (اور آگے فرماتے ہیں) اگرچہ شریعتیں اور طریقہ عمل مختلف ہیں۔

تکمیل

قوم یہود اور ہم قرآن کی روشنی میں: از مولانا عبدالکریم پاریکھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات: لَيُنْقَضَنَّ الدِّيْنُ عُرْوَةً اَوَّلُهَانَقْضُ الْحُكْمِ وَاٰخِرُهَاالصَّلٰوةُ.

(کنز العمال، باب قلة الاسلام و غربته: ۲۲۸/۱، الاسلام والیهودية: ۵۷۶)

ترجمہ: ضرور بالضرور توڑا جائیگا قانون حیات (اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا قانون وطریقہ زندگی) ایک ایک کڑی، پہلے تو فیصلہ (اللہ تعالیٰ کے قانون اور طریقے) کو ختم کیا جائیگا اور آخر میں نماز کو ختم کیا جائے گا۔

حق کے نقض وفساد کی وجہ سے باطل قائم رہ سکے گا یا نہیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ.

ترجمہ: ہم سختی کے ساتھ حق کو باطل پر دے مارتے ہیں تو وہ اس کا مغز نکال دیتا ہے۔

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ لَا يَعْرِفُ الْجَاهِلِيَّةَ لَا يَعْرِفُ الْإِسْلَامَ۔ (مسند احمد ۲۲۲، الاسلام والیہودیة: ۴)

ترجمہ جونہ جانتا ہو جاہلیت کو تو وہ نہیں جانتا اسلامی طریقے کو۔

اور یہ اس لئے کہ "لَا يَبْنِيْ حَقٌّ عَلٰى اِنْقَاضِ بَاطِلٍ" ترجمہ: حق اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک باطل ختم نہ ہوجائے۔ یعنی باطل ختم ہوگا تو اس کی جگہ حق قائم کیا جائے گا ورنہ حق بھی رہے اور باطل بھی، یہ ممکن نہیں، اس لئے کہ اندھیرا اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے اور جب تک باطل کھنڈرات میں تبدیل نہ ہوجائے تب تک حق کی آبادی اس پر قائم نہیں کی جاسکتی اور جب لَا اِلٰہَ ہوگا تب ہی اِلَّا اللّٰہُ بنے گا، یعنی اول لَا ہو تو پھر اِلَّا درست ہوگا اور تب ہی توحید وسنت جگہ پکڑے گی۔

یہود اور ان کی بدعملی

(۱) اِنَّهُمْ فِيْ هٰذَا الْعَصْرِ يَهُوْدًا اَوْنَصَارٰى عَلٰى سَوَآءٍ يَفْعَلُوْنَ هٰذِهِ الْجَرِيْمَةَ وَيُبَارِكُوْنَهَا سَوَاءٌ فِيْ اِسْرَائِيْلَ الْخَاصَّةُ بِالْيَهُوْدِ اَوْفِى الْمُجْتَمِعَاتِ الْفَرِنْجِيَّةِ الَّتِيْ يَتَمَرْكَزُ الْيَهُوْدُ فِيْهَا كَانْجِلِيْزِ وَ اَمْرِيْكَا. (الإسلام واليهودية: ۲۱۰، ۲۱۱)

ترجمہ: اس دور میں یہود اور نصاریٰ دونوں گروہ یہ جرم (لڑکوں کے ساتھ بدفعلی) کرتے ہیں اور یہ عمل بہت خیر وبرکت والا سمجھتے ہیں، یہ عمل عام طور پر ہوتا ہے اسرائیل میں جو یہودی ملک ہے اور دیگر اجتماعات مجالس ومحافل میں ترقی یافتہ ممالک انگلینڈ اور امریکہ میں۔

(اَلْبِغَاءُ وَاللِّوَاطُ فِي الْيَهُوْدِ بِالْاُمِّ وَالْاُخْتِ وَغَيْرِهِمَا)

یہود کی اپنی ماں، بہن اور غیروں سے بدکاری اور ہم جنس پرستی

(۱) اَلْعَهْدُ الْقَدِيْمُ يُشِيْرُ اِلٰى اَنَّ وَاحِدًا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ قَدِ اسْتَفَادَ مَالِيًا مِّنَ الْعِلَاقَةِ الْجِنْسِيَّةِ لِزَوْجَةِ فِرْعَوْنَ مِصْرَ. (الإسلام والیھودیة: ۵۱۸)

ترجمہ: عہد قدیم (یہود کی مذہبی کتاب) کی تعلیم ہے کہ ایک پیغمبر نے مالی فائدہ لیا تھا فرعون مصر کی بیوی سے بوجہ اس کے ساتھ غلط جنسی تعلقات کے۔ (نعوذ باللہ ھذا افك مبین۔)

(۲) مَنْ رَاٰى اَنْ تُجَامِعَ وَالِدَتَهُ فَسَيُؤْتَى الْحِكْمَةَ وَمَنْ رَاٰى اَنْ تُجَامِعَ اُخْتَهُ فَمِنْ نَّصِيْبِهِ

نُوْرُ الْعَقْلِ. (الإسلام والیهودیة: ۱۰۲)
ترجمہ: جو اچھا سمجھے کہ ماں سے زنا کرے تو اس کو بہت عقل دی جائے گی اور جو بہتر سمجھے زنا کرنا اپنی بہن کے ساتھ تو اس کو کامل نور عقل ملے گا نصیب وعقل میں۔

اَلْیَهُوْدُ شُعَبُ اللّٰهِ الْمُخْتَارِ...... یَجِبُ قَتْلُ غَیْرِ الْیَهُوْدِ. (الاسلام والیهودیة: ۵۶۴،۳۱۶)
یہود اللہ کا مختار اور پسندیدہ قبیلہ ہے...... ضروری ہے قتل کرنا غیر یہود کا۔

یہود کا دوسروں کو ناحق قتل کرنا

یَجِبُ قَتْلُ الْاُمِّیِّ لِاَنَّهٗ بِذٰلِكَ یَقْرُبُ قُرْبَانًا اِلَی اللّٰهِ ...... اِنَّ حِكْمَةَ الدِّیْنِ وَتَوْصِیَاتِهٖ قَتْلُ الْاَجَانِبِ الَّذِیْنَ لَا فَرْقَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ الْحَیَوَانَاتِ. (الإسلام والیهودیة: ۳۱۶)
ترجمہ: واجب ہے قتل کرنا غیر یہود کا یہودی کیلئے کیونکہ غیر یہود کا قتل اللہ کی راہ میں بڑی قربانی پیش کرنا ہے...... بیشک یہود کی تعلیمات دینی اور ان کے دین کی حکمت قتل ہے غیر یہود کا، نہیں ہے فرق ان (غیر یہود) میں اور دیگر جانوروں میں۔

یہود کے سوا دوسروں کی ارواح شیطانی ہیں

لِاَنَّ اَرْوَاحَ غَیْرِ الْیَهُوْدِ اَرْوَاحٌ شَیْطَانِیَّةٌ.
(غیر یہود کا قتل کرنا اس لیے ضروری ہے کہ) غیر یہودی شیطانی ارواح ہیں۔

خُلِقَ لَنَا الْحَیَوَانُ الْاِنْسَانِیُّ وَهُمْ كُلُّ الْاُمَمِ وَالْاَجْنَاسِ. (الإسلام والیهودیة: ۵۶۴،۵۶۵)
ترجمہ: (یہودی کہتے ہیں) کہ تمام امت اور اجناس اور انسانی حیوانات ہمارے لئے تخلیق شدہ ہیں۔

اسی طرح وہ یہ بھی کہتے ہیں: خُلِقَتِ الدُّنْیَا لِاَجْلِ الْیَهُوْدِ. (الإسلام والیهودیة: ۵۶۵)
ترجمہ: دنیا پیدا کی گئی ہے یہود کے لئے۔

یہود کے نزدیک خرید وفروخت میں دھوکہ دینا ثواب ہے

(۱) وَاَمَّا غَیْرُ الْیَهُوْدِیِّ فَغِشُّهٗ قُرْبَةٌ تَقْرُبُ الْیَهُوْدُ مِنْ رَبِّهٖ یَهْوَاهُ. (الإسلام والیهودیة: ۵۰۶)
ترجمہ: اور جو غیر یہود ہیں تو ان کو دھوکا دینا قربت حاصل کرنا ہے اپنے رب یہوا سے۔

(۲) صَرَّحَ لَهُمُ الْوَحْيُ بِأَخْذِ الرِّبَوا مِنْ غَيْرِ الْيَهُوْدِ۔ (الإسلام واليهودية ٥٠٦)

ترجمہ: واضح کہا ہے کہ ان کو خدائی وحی ہے سود لینے کی غیر یہود سے (یعنی ان کے نزدیک یہود کے علاوہ دوسروں سے چوری کرنا اور سود کے ذریعے سے مال لینا ضروری ہے)۔

يَحِقُّ الْيَهُوْدِيُّ أَنْ يَّسْرِقَ مَالَ غَيْرِ الْيَهُوْدِيِّ إِنَّ الْيَهُوْدِيَّ يَرْتَكِبُ ذَنْباً عَظِيْماً إِذَا رَدَّ لِلأُمِّيِّ مَالَهُ اَلْعَالَمُ كُلُّهُ لَمْ يَخْلُقْ إِلاَّ مِنْ أَجْلِ الْيَهُوْدِ۔ (الإسلام واليهودية: ٤٤٤)

ترجمہ: واجب ہے یہودی کے لئے چوری کرنا غیر یہودی کے مال سے بیشک یہودی بڑا گناہ کرے گا اگر واپس کرے مال امی (غیر یہودی) کا، ساری دنیا کی خلقت نہیں ہے مگر صرف یہودیوں کے لئے۔

ایک نومسلم (شوک کولن پال) این، جی، اوز، کے راز فاش کرتے ہوئے کہتا ہے:

(۱) اصل میں خیراتی ادارے کلیسا کے لوگوں کی تنظیمیں ہیں جو امور خیر، رفاہی اور فلاحی اداروں کے نام سے کام کرتے ہیں، حقیقت میں ان کی ساری کوششیں اور بھاگ دوڑ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے ہیں اور اسلام جو ایک پاک دین ہے اس سے مسلمانوں کو ہٹانے اور برگشتہ کرنے کی ہے جو پہلے سے طے شدہ پلان (منصوبے) کے تحت پایہ تکمیل کو پہنچتی ہیں۔ (الإسلام واليهودية: ٩)

(۲) اسرائیل، یورپی اقوام اور کلیسا سارے کے سارے اسلام کے خلاف ایک ہیں اور ہر ایک منظم پلان (منصوبہ بندی) کے تحت اپنے اپنے کام کو آگے لا رہے ہیں، کلیسا پلان (منصوبہ) بناتا ہے، اور رفاہی تنظیمیں اور گروپ (جماعتیں) ان منصوبوں کو عملی جامہ پہناتی ہیں اور آگے بڑھاتی ہیں اور ان منصوبوں کو پورا کرنے کیلئے یہ کافر اپنی کمائی کا پانچواں حصہ کلیساؤں کیلئے الگ کر لیتے ہیں جو ان کی طرف سے مالی قربانی ہے اور اس طریقے سے یہ مسلمانوں اور اسلام کو تنہا اور بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(الإسلام واليهودية: ٢١)

الحمدللہ مختصر اور ضروری تحریر پایہ تکمیل کو پہنچی۔

....

ولی اللہ الافغانی الساحلی کابلگرامی

کتابیات

﴿قرآن وقرآنیات﴾

☆ القرآن العظیم

کتاب	مصنف	طبع
۱۔ جامع البیان	لابن جریر طبری رحمہ اللہ	دار المعرفة بیروت
۲۔ بیضاوی	للقاضی ناصر الدین البیضاوی رحمہ اللہ	مصطفی البابی الحلبی مصر
۳۔ غرائب القرآن	نظام الدین الاعرج رحمہ اللہ	دار المعرفه بیروت
۴۔ التفسیر الکبیر	للامام الرازی فخر الدین محمد رحمہ اللہ	دار الفکر بیروت
۵۔ لباب التاویل	لعلی ابن محمد الخازن رحمہ اللہ	دار الفکر بیروت
۶۔ روح المعانی	لسید محمود آلوسی رحمہ اللہ	مکتب امدادیہ ملتان
۷۔ فتح القدیر	لمحمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ	مصطفی البابی مصر
۸۔ تفسیر القران العظیم	لعماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ	سہیل اکیڈمی لاہور
۹۔ جامع أحکام القران	لمحمد بن أحمد القرطبی رحمہ اللہ	دار الکاتب العربی بیروت
۱۰۔ مدارك	عبد اللہ بن أحمد النسفی رحمہ اللہ	دار الفکر بیروت
۱۱۔ الجواهر الحسان	لعبد الرحمن بن محمد الثعالبی رحمہ اللہ	مؤسسة الاعلیٰ بیروت
۱۲۔ جلالین	جلال الدین سیوطی و محلی رحمہما اللہ	ایچ ایم سعید کراتشی
۱۳۔ أحکام القرآن	لمحمد بن عبد اللہ ابن العربی رحمہ اللہ	دار المعرفة بیروت
۱۴۔ معالم التنزیل	لمحی السنة البغوی رحمہ اللہ	المصطفی البابی الحلبی مصر
۱۵۔ مفردات القرآن	للراغب الاصفهانی رحمہ اللہ	نور محمد کتب خانہ کراتشی
۱۶۔ تفسیر ماجدی	عبد الماجد دریاآبادی رحمہ اللہ	
۱۷۔ الفوز الکبیر	الامام شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمہ اللہ	

﴿الاحادیث المبارکہ﴾

کتاب	مصنف	طبع
۱۔ الجامع الصحیح	للامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ	اصح المطابع کراتشی
۲۔ الجامع الصحیح	للامام مسلم بن الحجاج رحمہ اللہ	قدیمی کتب خانہ کراتشی

۳۔	الجامع الصحیح	للامام ابی عیسی الترمذی رحمہ اللہ	نولکشور لکھنؤ الھند
۴۔	کنز العمال	لعلی بن حسام الدین الھندی رحمہ اللہ	مؤسسة الرسالة بیروت
۵۔	شعب الایمان	لابی بکر احمد بن الحسن البیہقی رحمہ اللہ	دار الکتب العلمیة
۶۔	ریاض الصالحین	لیحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ	مؤسسة الرسالة بیروت
۷۔	المسند	لامام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ	دار احیاء التراث العربی بیروت
۸۔	المصنف	لأبن أبی شیبہ ابی بکر بن عبد اللہ رحمہ اللہ	دار الفکر بیروت
۹۔	المصنف	لابی بکر عبد الرزاق الصنعانی رحمہ اللہ	دار الکتب السلفیہ القاھرہ
۱۰۔	المعجم الکبیر	للامام الطبرانی رحمہ اللہ	مکتبہ ابن ابی تیمیہ
۱۱۔	کنوز الحقائق	لعبد الرؤف المناوی رحمہ اللہ	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۲۔	سنن ابی داود	لسلیمان بن أشعث السجستانی رحمہ اللہ	مطبع مجتبائی دھلی الھند
۱۳۔	سنن الدارمی	لابی محمد عبد اللہ ابن عبد الرحمن رحمہ اللہ	نشر السنة ملتان پاکستان
۱۴۔	عمدة القاری	لبدر الدین العینی رحمہ اللہ	دار الفکر بیروت
۱۵۔	مشکوٰة المصابیح	للخطیب ولی الدین التبریزی رحمہ اللہ	اصح المطابع دھلی الھند

﴿فقہ﴾

۱۔	المدخل	لمحمد بن محمد العبدری الفاسی ابن الحاج	دار الحدیث
۲۔	اعلام الموقعین	لابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ	دار الجیل بیروت

﴿مذاہب عالم﴾

۱۔	الملل والنحل	لمحمد بن عبد الکریم الشھرستانی رحمہ اللہ	مکتبة محمد علی صبیح الازھر
۲۔	شرح مقاصد	لسعد الدین ألتفتازانی رحمہ اللہ	دار المعارف النعمانیہ لاھور
۳۔	مسایرہ مع المسامرہ	لکمال الدین الھمام رحمہ اللہ	دائرة المعارف الاسلامیہ
۴۔	شرح الفقہ الاکبر	للملا علی قاری رحمہ اللہ	مطبع مجتبائی دھلی الھند
۵۔	التمھید	لأبی الشکور ألسالمی رحمہ اللہ	المطبع الفاروقی دھلی الھند
۶۔	شرح العقائد النسفیة	لسعد الدین التفتازانی رحمہ اللہ	
۷۔	الحصون الحمیدیہ	حسین بن محمد الجسر الطرابلسی رحمہ اللہ	المصطفیٰ البابی الحلبی مصر

﴿اللغت﴾

۱. لسان العرب	لابن منظور الافریقی رحمہ اللہ	دار احیاء التراث العربی بیروت
۲. کشاف الاصطلاحات	للقاضی محمد أعلى التھانوی رحمہ اللہ	سہیل اکادیمی لاہور
۳. القاموس		

﴿التاریخ﴾

۱. البدایۃ والنہایۃ	لعماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ	دار الکتب العلمیۃ بیروت

﴿السیرت وتزکیۃ النفس﴾

۱. احیاء علوم الدین	الامام الغزالی رحمہ اللہ	دار الخیر

﴿المتفرقات﴾

۱۔ یہودی پروٹوکولز

۲۔ یہود ونصاری کی اسلام کے خلاف سازشیں

۳۔ تسخیر عالم کے یہودی منصوبے

۵۔ قوم یہود اور ہم قرآن کی روشنی میں

۶۔ خفیہ ایجنسیوں کی خفیہ جنگیں

۷۔ الخطر الیہودی

۸۔ الاسلام والیہودیۃ

۹۔ الجاسوس الانکلیز

۱۰۔ رسالہ الدخول الغزو الفکری

۱۱۔ جیوش انسائیکلوپیڈیا

۱۲۔ بذل المجہود

۱۳۔ مجلۃ التحقیق (ٹل شہر)

۱۴۔ کیف نحطم الاسلام

۱۵۔ نوی صلیبی پلانونہ

مکتبۃ الفیصل کی مطبوعات

﴿مطبوعہ کتب﴾

نمبر شمار	کتاب کا نام	زبان	مصنف
(۱)	اعلام الأعلام بمفهوم الدين و الاسلام	عربی	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۲)	ودقات الغمامة بجمع روايات العمامة	عربی	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۳)	الجواهر الملتقطة	عربی	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۴)	عقیدہ او موںږ	پشتو	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۵)	یاحسرۃ علی العباد	پشتو	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۶)	د زمکہ زلزلہ او بیا د ایمان زلزلہ	پشتو	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۷)	خبرے شل سرنے یو	پشتو	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ

﴿غیر مطبوعہ کتب﴾

نمبر شمار	کتاب کا نام	زبان	مصنف
(۱)	اعلام الأعلام بمفهوم الدين و الاسلام مع اضافات الشیخ شہید رحمہ اللہ (جلدین)	عربی	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۲)	عقد الدرر ببيان المناسبات و الميزات و خلاصة السور	عربی	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۳)	سبق الغايات بجمع روايات الالوية والرايات	عربی	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۴)	فتح الابواب بجمع روايات سد الباب	عربی	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۵)	اصول القرآن للشیخ ولی اللہ الشہید رحمہ اللہ	پشتو	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۶)	فتاویٰ الشیخ ولی اللہ الشہید رحمہ اللہ		شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۷)	تفسیر الشیخ ولی اللہ الشہید رحمہ اللہ	پشتو	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۸)	خلاصۃ القرآن بلغۃ الافغان	پشتو	شیخ القرآن مولانا ولی اللہ افغانی الساحلی شہید رحمہ اللہ
(۹)	عقیدہ اور نماز (ترجمہ)	اردو	
(۱۰)	یاحسرۃ علی العباد (ترجمہ)	اردو	
(۱۱)	دین اسلام کی بیس بنیادی باتیں قرآن و سنت کی روشنی میں (ترجمہ)	اردو	
(۱۲)	زمینی کے بعد ایمانی زلزلہ (ترجمہ)	اردو	
(۱۳)	سوانح الشیخ الشہید رحمہ اللہ	پشتو	قطب الدین عامر (الاسحٰی)

سوانح حیات شیخ القرآن

مولانا ولی اللہ کا بلگرامی شہید رحمہ اللہ

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے آپ حضرات بخیر وعافیت ہوں گے آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہم نے شیخ القرآن مولانا ولی اللہ کا بلگرامی شہید رحمہ اللہ کے سوانح حیات شائع کرنے کا تہیہ کیا ہے اس حوالے سے تمام دوست واحباب، حضرت کے تلامذہ، متعلقین اوران کی معیت میں زندگی کے قیمتی لمحات گزارنے والے حضرات کے تاثرات جمع کرنا اس پروگرام کے پہلے مرحلے کے طور پر یہ کارخیر شروع ہو چکا ہے۔ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ اپنے تاثرات لکھ کر ارسال کریں اور ایسے تمام دیگر احباب جو آپ کے علم میں ہوں انہیں بھی مطلع فرمائیں حضرت شیخ رحمہ اللہ کے متعلق کتاب میں بغیر کسی خصوصی وابستگی کے تمام احباب کے تاثرات نیک نیتی کے ساتھ شائع کیے جائیں گے۔ ہم آپ کی نگارشات کے شدت سے منتظر رہیں گے۔ فقط السلام

(مولانا) قطب الدین بن الشیخ ولی اللہ کا بلگرامی
رابطہ: 03341154642 - 0345-9[illegible]
ای میل ایڈریس: qutudu[illegible].com